

آداب الاختلاف

افادات

فقیہ الامت حضرت اقدس محمد الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی اعظم ہند

مُرَتَّب

مولانا محمد فاروق دامت برکاتہم

تقدیم اور تحقیق

شیخ الحدیث

حضرت مولانا مفتی محمد ذرولی خان مدظلہ

الناشر

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

فون نمبرز: ۳۸۱۸۲۱۰۰-۳۹۶۸۳۵۶

آداب الاختلاف

اقادات

فقیہ الامت حضرت اقدس محمد الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم ہند

مُرْتَبُ

مولانا محمد فاروق دامت برکاتہم

تقدیم اور تحقیق

شیخ الحدیث

حضرت مولانا مفتی محمد ذرولی خان مدظلہ

الناشر

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

فون نمبرز: ۳۸۱۸۴۱۰-۳۹۲۸۳۵۲

آداب الاختلاف

اقادات

فقیہ الامت حضرت اقدس محمد الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی اعظم ہند

مُرْتَبُ

مولانا محمد فاروق دامت برکاتہم

تقدیم اور تحقیق

شیخ الحدیث

حضرت مولانا مفتی محمد ذرولی خان مدظلہ

الناشر

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

فون نمبرز: ۳۸۱۸۴۱۰-۳۹۲۸۳۵۲

MUHAMMAD ZAR VALI KHAN

FOUNDER & CHANCELLOR OF JAMIA KHADIM-UL-HADITH-WAL-TAFSEER-WAL-IFTA AL JAMIA-TUL-ARABIA AHASAN-UL-ULOOM GULSHAN-E-KOBAL, BLOCK - 2, KARACHI PAKISTAN. TELPHONE : 488210 - 4968356



مؤسس و رئیس الجامۃ العربیۃ احسن العلوم و خادم الحدیث و التفسیر و الافتاء و الخطیب مسجد الجاہلۃ منطلقۃ جیش الشیخ رقم ۶، محشر انشاس، پاکستان (۹۶۸۳۵۶ - ۴۸۸۲۱۰)

DATE _____

REF _____

نہ فرمایا کہ بغیر کا حکم ہے کہ وہاں پہنچ کر پڑھیں گے چنانچہ "فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فلم يعنف واحدا منهم" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی گئی تو آپ نے دونوں فریق میں سے کسی کو بھی تلامذہ نہیں فرمایا۔ (بخاری، ج: ۳، ص: ۵۹۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرات ائمہ کرام کا فقہی اختلاف دلیل و برہان کی حیات و نشاط کا باعث ہے، لہذا دونوں درست و صحیح ہیں مثلاً احناف کا یہ موقف کہ امام کی اقتداء میں مقتدی کا سورۃ فاتحہ پڑھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔ اسی طرح شوافع کا یہ کہنا کہ بغیر فاتحہ پڑھنے نماز نہیں ہوتی، دونوں درست اور نکلت دین کے مطابق ہیں۔

بعض لوگ جو اس سلسلہ میں غلو اور شدت کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ وقت علم اور علم اور اسرار دین سے ناواقفیت کی بناء پر یہ ارتکاب کرتے ہیں۔ حرمین شریفین کے قرب و جوار میں بعض ایسے جذباتی اور متعصب دین و کھائی دیتے ہیں ان کی اصلاح کے لئے بار عرب کے مشہور عالم قتادہ رحمہ اللہ کے سالار امام کعبہ الشیخ و کتور صالح حمید غلطہ نے آداب الخلاف کے نام سے ایک رسالہ قدر مقالہ کتابی شکل میں شائع فرمایا ہے۔ اس کتاب میں امام کعبہ نے ایسے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ دین کی جامعیت پر ایمان رکھتے ہوئے فقہی اختلاف اور اجتہاد کی تاثر کو متفقہ دین سمجھ کر اس کا احترام کریں اور اپنی دنیا و آخرت کو سنواریں اس سلسلہ میں ہمارے ہندوستان کے بزرگوں میں سے حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی کی ایک کتاب ان کے ایک لائق عقیدت برادر مولانا محمد فاروق صاحب کے قلم سے ترمیم پا کر شائع ہوئی ہے میری خواہش تھی کہ میں اس کتاب پر ایک مبسوط مقدمہ لکھوں، لیکن کتاب کے بعض واقعات اور امثال جو بغیر حوالے کے چھوڑے گئے ان کے لئے مآخذ اور مراجع ذکر کروں مگر جامعہ عربیہ احسن العلوم کے نجوم امور نے اور اس سے زیادہ طبیعت کی افتادگی نے ایسا کرنے سے محروم رکھا، اب جبکہ کتاب پر پس جا چکی ہے اور انکی اشاعت بالکل قریب ہے ہمارے قلم دوست سید طارق سلمہ نے دن رات شدید مطالبہ اور اصرار کے ساتھ اس کا مقدمہ مانگا اور اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان چند مستحضرات کے ان تک نہ پہنچنے کی وجہ کتاب کی طباعت اور اشاعت میں غیر معمولی تاخیر کا اندیشہ پیدا ہوا تو یہ خیال لکھ کر ان کو پیش کرتا ہوں، خداوند تعالیٰ ان چند مصلو کو بخیر عاجز کے لئے سرمایہ نجات اور احترام اختلاف کرنے والوں کے لئے باعث اجر عظیم اور اختلاف کو افتراق ظاہر کرنے والے عناصر کو اللہ تعالیٰ ہدایت کا سبب بنائے۔

وما توفیقی الا باللہ، وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين

وَأَنَا الْأَخْفَرُ وَالْأَمْرُ

محمد زروالی خان مقام، اللہ من
خادم جامعہ عربیہ احسن العلوم
و خادم الحدیث و التفسیر و الافتاء

MUHAMMAD ZAR VALI KHAN

FOUNDER & CHANCELLOR OF JAMIA KHADIM-UL-HADITH-WAL-TAFSEER-WAL-IFTA AL JAMIA-TUL-ARABIA AHASAN-UL-ULOOM GULSHAN-E-KOBAL, BLOCK - 2, KARACHI PAKISTAN. TELPHONE : 488210 - 4968356



مؤسس و رئیس الجامۃ العربیۃ احسن العلوم و خادم الحدیث و التفسیر و الافتاء و الخطیب مسجد الجاہلۃ منطلقۃ جیش الشیخ رقم ۶، محشر انشاس، پاکستان (۹۶۸۳۵۶ - ۴۸۸۲۱۰)

DATE _____

REF _____

جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۃ اتم سجدہ اور سورۃ ہر پڑھنے کی مکمل تحقیق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خاتمہ تھانہ بیچون میں حضرت مدنیؒ کی امامت (آداب اختلاف ص: ۱۳۹)

امام بخاریؒ نے صلوٰۃ الجمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نقل کیا ہے کہ آپ جمعہ کے دن نماز فجر میں پہلی رکعت میں اتم التوریل سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ ہر تلاوت فرماتے تھے۔

باب ما یقرأ فی صلاة الفجر یوم الجمعة، حدثنا ابو نعیم، قال: حدثنا سفیان عن سعد بن ابراهیم عن عبد الرحمن بن هرمز عن ابی هريرة قال: كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الفجر یوم الجمعة اتم تنزیل وهل انی علی الإنسان۔ (بخاری، ج: ۱، ص: ۱۲۲)

چنانچہ آگے چل کر کتور القرآن میں دوبارہ یہی حدیث نقل فرمائی ہے کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتم تنزیل سجدہ اور سورۃ ہر تلاوت فرماتے تھے۔

باب مسجدة تنزیل السجدة، حدثنا محمد بن یوسف، قال: حدثنا سفیان عن سعید بن ابراهیم عن عبد الرحمن بن ابی هريرة قال: كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الجمعة فی صلاة الفجر اتم تنزیل السجدة وهل انی علی الإنسان۔ (بخاری، ج: ۱، ص: ۱۲۶)

لیکن صاحب نہیب امام اعظم ابوحنیفہؒ کی سند سے مرتضیٰ زبیدی نے عقود الجواہر المنیرہ میں نقل کیا ہے: "بہان الخیر الدال علی القراءۃ فی یوم الجمعة فی الفجر"

(أبو حنیفة) عن ابراهیم بن محمد بن المنذر عن ابیہ عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشیر رضي الله عنه أنه صلى الله عليه وسلم كان يقرأ يوم الجمعة اتم تنزیل وهو فی الصحيحین من حدیث ابی هريرة بلفظ: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ فی الجمعة فی صلاة الفجر اتم تنزیل السجدة وهل انی علی الإنسان، وللفطواني من حدیث ابن مسعود: ويدهم علی ذلك، (ص: ۶۹)

مندرجہ بالا احادیث صحاح سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت جمعہ کے دن نماز فجر میں مخصوص اور تقریباً متعین تھی۔ بعض ضیق کا اس پر توجہ نہ دینا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ صاحب نہیب امام ابوحنیفہؒ سے روایت موجود ہے۔ بعض

MUHAMMAD ZAR VALI KHAN

FOUNDER & CHANCELLOR OF JAMIA KHADIM-UL-HADITH-WAL-TAFSEER-WAL-IFTA AL JAMIA-TUL-ARABIA AHASAN-UL-ULOOM GULSHAN-E-KOBAL, BLOCK - 2, KARACHI PAKISTAN. TELPHONE : 488210 - 4368356



مؤسس و رئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم و خادم الحدیث و التفسیر و الافتاء و الخطیب مسجد الجاہلۃ منطلقۃ جیش الشیخ رقم ۶، گلشن اقبال، پاکستان (۹۶۶۲۶۶، ۹۶۶۲۶۶)

DATE _____

REF _____

نہ فرمایا کہ بغیر کا حکم ہے کہ وہاں پہنچ کر پڑھیں گے چنانچہ "فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فلم يعنف واحدا منهم" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی گئی تو آپ نے دونوں فریق میں سے کسی کو بھی تلامذہ نہیں فرمایا۔ (بخاری، ج: ۳، ص: ۵۹۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرات ائمہ کرام کا فقہی اختلاف دلیل و برہان کی حیات و نشاط کا باعث ہے، لہذا دونوں درست و صحیح ہیں مثلاً احناف کا یہ موقف کہ امام کی اقتداء میں مقتدی کا سورۃ فاتحہ پڑھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔ اسی طرح شوافع کا یہ کہنا کہ بغیر فاتحہ پڑھنے نماز نہیں ہوتی، دونوں درست اور نکلت دین کے مطابق ہیں۔

بعض لوگ جو اس سلسلہ میں غلو اور شدت کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ وقت علم اور علم اور اسرار دین سے ناواقفیت کی بناء پر یہ ارتکاب کرتے ہیں۔ حرمین شریفین کے قرب و جوار میں بعض ایسے جذباتی اور متعصب دین و کھائی دیتے ہیں ان کی اصلاح کے لئے بار عرب کے مشہور عالم قتادہ رحمہ اللہ کے سالار امام کعبہ الشیخ و کتور صالح حمید غلطہ نے آداب الخلاف کے نام سے ایک رسالہ قدر مقالہ کتابی شکل میں شائع فرمایا ہے۔ اس کتاب میں امام کعبہ نے ایسے لوگوں کو شکست فرمائی کہ وہ دین کی جامعیت پر ایمان رکھتے ہوئے فقہی اختلاف اور اجتہاد کی تاثر کو متفقہاً دین کا احترام کریں اور اپنی دنیا و آخرت کو سنواریں اس سلسلہ میں ہمارے ہندوستان کے بزرگوں میں سے حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی کی ایک کتاب ان کے ایک لائق عقیدت برادر مولانا محمد فاروق صاحب کے قلم سے ترتیب پا کر شائع ہوئی ہے میری خواہش تھی کہ میں اس کتاب پر ایک مبسوط مقدمہ لکھوں، پھر کتاب کے بعض واقعات اور امثال جو بغیر حوالے کے چھوڑے گئے ان کے لئے مآخذ اور مراجع ذکر کروں مگر جامعہ عربیہ احسن العلوم کے نجوم امور نے اور اس سے زیادہ طبیعت کی افتادگی نے ایسا کرنے سے محروم رکھا، اب جبکہ کتاب پر پس جا چکی ہے اور انکی اشاعت بالکل قریب ہے ہمارے قلم دوست سید طارق سلمہ نے دن رات شدید مطالبہ اور اصرار کے ساتھ اس کا مقدمہ مانگا اور اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان چند مستحضرات کے ان تک نہ پہنچنے کی وجہ کتاب کی طباعت اور اشاعت میں غیر معمولی تاخیر کا اندیشہ پیدا ہوا تو یہ خیال لکھ کر ان کو پیش کرتا ہوں، خداوند تعالیٰ ان چند مصلو کو مجھ عاجز کے لئے سرمایہ نجات اور احترام اختلاف کرنے والوں کے لئے باعث اجر عظیم اور اختلاف کو افتراق ظاہر کرنے والے عناصر کو اللہ تعالیٰ ہدایت کا سبب بنائے۔

وما توفیقی الا باللہ، وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين

وَأَنَا الْأَخْفَرُ وَالْأَمْرُ

محمد زروالی خان مقام، اللہ من
خادم جامعہ عربیہ احسن العلوم
و خادم الحدیث و التفسیر و الافتاء

MUHAMMAD ZAR VALI KHAN

FOUNDER & CHANCELLOR OF JAMIA KHADIM-UL-HADITH-WAL-TAFSEER-WAL-IFTA AL JAMIA-TUL-ARABIA AHASAN-UL-ULOOM GULSHAN-E-KOBAL, BLOCK - 2, KARACHI PAKISTAN. TELPHONE : 488210 - 4368356



مؤسس و رئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم و خادم الحدیث و التفسیر و الافتاء و الخطیب مسجد الجاہلۃ منطلقۃ جیش الشیخ رقم ۶، گلشن اقبال، پاکستان (۹۶۶۲۶۶، ۹۶۶۲۶۶)

DATE _____

REF _____

جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۃ اتم سجدہ اور سورۃ دہر پڑھنے کی مکمل تحقیق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خاتمہ تھانہ بیچون میں حضرت مدنیؒ کی امامت (آداب اختلاف ص: ۱۳۹)

امام بخاریؒ نے صلوٰۃ الجمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نقل کیا ہے کہ آپ جمعہ کے دن نماز فجر میں پہلی رکعت میں اتم التزویل سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ دہر تلاوت فرماتے تھے۔

باب ما یقرأ فی صلاة الفجر یوم الجمعة، حدثنا ابو نعیم، قال: حدثنا سفیان عن سعد بن ابراهیم عن عبد الرحمن بن هرمز عن ابی هريرة قال: كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الفجر یوم الجمعة اتم تنزیل وهل انی علی الإنسان۔ (بخاری، ج: ۱، ص: ۱۲۲)

چنانچہ آگے چل کر کتوہ القرآن میں دوبارہ یہی حدیث نقل فرمائی ہے کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتم تنزیل سجدہ اور سورۃ دہر تلاوت فرماتے تھے۔

باب مسجدة تنزیل السجدة، حدثنا محمد بن یوسف، قال: حدثنا سفیان عن سعید بن ابراهیم عن عبد الرحمن بن ابی هريرة قال: كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الجمعة فی صلاة الفجر اتم تنزیل السجدة وهل انی علی الإنسان۔ (بخاری، ج: ۱، ص: ۱۳۶)

لیکن صاحب نہیب امام اعظم ابوحنیفہؒ کی سند سے مرتضیٰ زبیدی نے عقود الجواہر المنیرہ میں نقل کیا ہے: "بہان الخسر الدال علی القراءۃ فی یوم الجمعة فی الفجر"

(أبو حنیفہ) عن ابراهیم بن محمد بن المنثیر عن ابیہ عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشیر رضي الله عنه أنه صلى الله عليه وسلم كان يقرأ يوم الجمعة اتم تنزیل وهو فی الصحيحین من حدیث ابی هريرة بلفظ: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ فی الجمعة فی صلاة الفجر اتم تنزیل السجدة وهل انی علی الإنسان، وللفطواني من حدیث ابن مسعود: ويدهم علی ذالك، (ص: ۶۹)

مندرجہ بالا احادیث صحاح سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت جمعہ کے دن نماز فجر میں مخصوص اور تقریباً متعین تھی، بعض ضیق کا اس پر توجہ نہ دینا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ صاحب نہیب امام ابوحنیفہؒ سے روایت موجود ہے۔ بعض

MUHAMMAD ZAR VALI KHAN

FOUNDER & CHANCELLOR OF JAMIA KHADIM-UL-HADITH-WAL-TAFSEER-WAL-IFTA AL JAMIA-TUL-ARABIA AHASAN-UL-ULOOM GULSHAN-E-KIBAL, BLOCK - 2, KARACHI PAKISTAN
TE: PHONE : 468210 - 4958356



مکتبہ دارالعلوم دیوبند
مؤسس و رئیس المکتبۃ العربیۃ احسن العلوم
و خدامہ حدیث و تفسیر و افتاء، جامعہ عربیہ اسلامیہ
منطقۃ گلشن اقبال رقم ۲، کراچی، پاکستان
تلفون: ۴۶۸۲۱۰ - ۴۹۵۸۳۵۶

DATE _____

REF _____

تاریخ _____

شمارہ _____

حضرات کو ایک اس قرأت کی سنیت اور دوسرا دوام کا اشتباہ رہا ہے، سو واضح رہے جمالِ زلیخا نے لکھا ہے: "ان السنة في فجر الجمعة أن يقرأ تنزيل السجدة وهل أتى على الإنسان، للحديث أخرجه البخاري ومسلم، إلخ" (یعنی جمعہ کی فجر میں سورۃ تنزیل السجدہ، سورۃ دہر پر صحت سے ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی احادیث میں ہے) (نصب الراية، ج ۲، ص ۶۰) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی پڑھ لیا جائے عداوت نہ کی جائے، سو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ حدیث میں عداوت منقول ہے، اس لئے ترک عداوت کا قول درست نہیں ہے۔

امام طبرانی "المعجم الصغير" میں عبد اللہ بن مسعود سے نقل کرتے ہیں: عن عبد الله بن مسعود أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ في صلاة الصبح يوم الجمعة ألم تنزيل السجدة وهل أتى على الإنسان بديهم ذلك. (معجم الصغير ج: ۲، ص: ۸۰، ۸۱)۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کے دن نماز فجر میں پہلی رکعت میں اُمّ مجیدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ دہر پڑھتے تھے اور یہ آپ کا ہمیشہ کا عمل تھا۔ دوسرا جواب صاحبِ نہر نے دیا ہے: ومقتضى الدليل عدم المداومة لا المداومة على العدم كما يفعل حنفية العصر بل يستحب قراءة ذلك. (التفسير الفائق، ج: ۱، ص: ۲۳۲) جمالِ زلیخا نے اور مولانا عبدالحی گھمنی نے نصب الراية اور معانی میں فرمایا ہے کہ دوام منصوص ہونے کے بعد دوام بھی سنت ہی ہے۔ ترک دوام کا قول خلاف تحقیق ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ کی لمبی قرأت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے تھے، (بخاری، ج: ۱، ص: ۹۷)۔ یاد رہے کہ یہ اس وقت جب قرأت مستنون سے تیار کیا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر فجر کی قرأت کے بارے میں صحابہ میں مروی ہے: ما بين السنتين إلى المعافاة، (بخاری، ج: ۱، ص: ۱۰۶) اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں ساتھ اور سو تک آیات تلاوت فرماتے تھے اب اس کی کئی توجیہات ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ پہلی رکعت میں سو اور دوسری رکعت میں ساتھ آیات پڑھتے تھے۔ معافی کے اندر مولانا عبدالحی کی نقل کردہ قرأت مستنون سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ دوسری توجیہ: آپ پہلی رکعت میں ساتھ اور دوسری رکعت میں چالیس آیات پڑھتے تھے، یوں تین لمبی ماہ ہو گئیں۔ جو سورتیں آپ تلاوت فرماتے تھے ان میں یہ تعداد پوری ملتی ہیں۔

تیسری توجیہ: دونوں رکعتوں میں آپ کی قرأت ساتھ آیات ہوتی تھیں اور سورۃ اُمّ مجیدہ اور سورۃ دہر دونوں ملا کر اسٹھ آیات بنتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن نماز فجر میں اُمّ تنزیل السجدہ اور سورۃ دہر کی تلاوت آپ کی کم از کم قرأت ہیں،

MUHAMMAD ZAR VALI KHAN

FOUNDER & CHANCELLOR OF JAMIA KHADIM-UL-HADITH-WAL-TAFSEER-WAL-IFTA AL JAMIA-TUL-ARABIA AHASAN-UL-ULOOM GULSHAN-E-KIBAL, BLOCK - 2, KARACHI PAKISTAN
TE: PHONE : 468210 - 4958356



مکتبہ دارالعلوم دیوبند
مؤسس و رئیس المکتبۃ العربیۃ احسن العلوم
و خدامہ حدیث و تفسیر و افتاء، جامعہ عربیہ اسلامیہ
منطقۃ گلشن اقبال رقم ۲، کراچی، پاکستان
تلفون: ۴۶۸۲۱۰ - ۴۹۵۸۳۵۶

DATE _____

REF _____

تاریخ _____

شمارہ _____

دو دنوں رکعتوں میں سو اور پہلی میں سو اور دوسری میں ساتھ کی قرأت اس سے زیادہ تھیں جیسا کہ اوپر بخاری کے حوالے سے گذرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تین دن کی قرأت سو اور ساتھ تھیں اور تین دن کی قرأت ساتھ اور چالیس تھیں اور جمعہ کے دن نماز فجر میں آپ کی قرأت سب سے مختصر دونوں رکعات میں مجیدہ اور دہر ملا کر اسٹھ آیات ہوتی تھیں اس سے پتہ چلا کہ بعض ائمہ قوم کے لحاظ میں یا بعض جگہ قوم انہ کو اس کے خلاف پر مجبور کر کے سنت صحیحہ سے انحراف کر کے بدعتی کا شکار ہو رہے ہیں آخر سنت کو زندہ کرنے کا جو اجر و ثواب ہے وہ کیسے ملے گا، جب تک کہ تاریک اور غلطی کے ماحول میں ایسی طویل القدر سنتوں کا احیاء نہ کیا جائے۔

حضرت شیخ الاسلام شیخ العربیہ و الفیہ مولانا سید حسین احمد مدنی "صدر المدینہ دارالعلوم دیوبند اپنے شاگردوں کو تاکید فرماتے تھے کہ امامت کے ذریعے سنتوں کو زندہ کرو اور سنتوں کا اہتمام کرو، چنانچہ اگر کسی امام کے متعلق پتہ چلا کہ وہ جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۃ مجیدہ و دہر کا اہتمام نہیں کرتے تو آپ بڑی ناگواری محسوس فرماتے، چنانچہ ان کے ایک شاگرد مولانا ختم الدین اسلامی ایسا ہی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ اقم الحروف ٹانڈہ حاضر تھا حضرت مدنی قدس سرہ کو دیوبند جانا تھا اس لئے رات ہی کو اکبر پور انجمن پر سارا کاغذ صحیح صادق میں پہنچ گیا۔ امامت کے لئے حضرت نے مجھ کو حکم دیا میری حالت اس وقت ایسی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے، بادل غماز استر لڑتے اور کاہتے ہوئے نماز شروع کی اور طویل مفصل سے نماز ختم کی بعد دعا حضرت نے فرمایا کہ کیا آپ حافظہ نہیں؟ میں خاموش رہا اور حضرت کے مقصد کو نہیں سمجھا، کہ آج جمعہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز فجر میں سورۃ اُمّ مجیدہ پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں سورۃ دہر تلاوت فرمایا کرتے تھے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان (پاکستان والے دو ہاتھ آگے ہیں) بھر کے ائمہ مساجد نے اس سنت کو ترک ہی نہیں کیا بلکہ صاف بھلا دیا، اس وجہ سے میں پڑھتا ہوں کہ ائمہ مساجد اس طرف توجہ کریں اور سنت کے موافق نمازیں پڑھیں اور پڑھایا کریں۔

(بظنیر بہت روزہ مٹم نبوت، ص: ۱۳، ج: ۲، شمارہ ۲۳، ۲۴، ۲۵، شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ، یکم تا پانچ نومبر ۲۰۰۲ء)



MUHAMMAD ZAR VALI KHAN

FOUNDER & CHANCELLOR OF JAMIA KHADIM-UL-HADITH-WAL-TAFSEER-WAL-IFTA AL JAMIA-TUL-ARABIA AHASAN-UL-ULOOM GULSHAN-E-KIBAL, BLOCK - 2, KARACHI PAKISTAN
TE: PHONE : 468210 - 4968356

مکتبہ دارالعلوم دیوبند
مؤسس و رئیس المکتبۃ القرآنیۃ احسن العلوم
و خدامہ اہل بیت و التفسیر و الاذان، جامعہ مسجد النبی الاعظم
منطقۃ گلشن اقبال رقم ۲، گلشن اقبال، پاکستان
تلفون: ۴۶۸۲۱۰ - ۴۹۶۸۳۵۶

DATE _____

REF _____

تاریخ _____

شمارہ _____

حضرات کو ایک اس قرأت کی سنیت اور دوسرا دوام کا اشتہار دیا ہے، سو واضح رہے جمالِ ربی نے لکھا ہے: "ان السنة فی فجر الجمعة أن یقرأ التزیل السجدة وهل أتى علی الإنسان، لحدیث أخرجه البخاری و مسلم، إلخ" (یعنی جمعہ کی فجر میں سورۃ تزیل السجدہ، سورۃ ہود پر خاص سنت ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی احادیث میں ہے) (نصب الراعی، ج ۲، ص ۶۰) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی پڑھ لیا جائے عداوت نہ کی جائے، سو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ حدیث میں عداوت منقول ہے، اس لئے ترک عداوت کا قول درست نہیں ہے۔

امام طبرانی "المعجم الصغیر" میں عبد اللہ بن مسعود سے نقل کرتے ہیں: عن عبد اللہ بن مسعود أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی صلاة الصبح یوم الجمعة ألم تزیل السجدة وهل أتى علی الإنسان یدیم ذلک (معجم الصغیر ج ۲، ص ۸۰، ۸۱)۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں پہلی رکعت میں اُمّ مجیدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ ہود پڑھتے تھے اور یہ آپ کا ہمیشہ کا عمل تھا۔ دوسرا جواب صاحبِ نہر نے دیا ہے: ومفتضی الدلیل عدم الصدوامة لا الصدوامة علی العدم کما یفعلہ حنفیۃ العصر بل یستحب قراءة ذلک (التہذیب الفائق، ج ۱، ص ۲۳۴) جمالِ ربی نے اور مولانا عبدالحی کاشغری نے نصب الراعی اور سعایہ میں فرمایا ہے کہ دوام منصوص ہونے کے بعد دوام بھی سنت ہی ہے۔ ترک دوام کا قول خلاف تحقیق ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ کی لمبی قرأت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے تھے، (بخاری، ج ۱، ص ۹۷)۔ یاد رہے کہ یہ اس وقت جب قرأت مستنون سے تہاد زکیا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر فجر کی قرأت کے بارے میں صحابہ میں مروی ہے: ما بین السنین إلی المعافاة (بخاری، ج ۱، ص ۱۰۶) اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں ساتھ اور سو تک آیات تلاوت فرماتے تھے اب اس کی کئی توجیہات ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ پہلی رکعت میں سو اور دوسری رکعت میں ساتھ آیات پڑھتے تھے۔ سعایہ کے اندر مولانا عبدالحی کی نقل کردہ قرأت مستنون سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ دوسری توجیہ: آپ پہلی رکعت میں ساتھ اور دوسری رکعت میں چالیس آیات پڑھتے تھے، یوں تین اہلِ مآق ہو گئیں۔ جو سورتیں آپ تلاوت فرماتے تھے ان میں یہ تعداد پوری ملتی ہیں۔

تیسری توجیہ: دونوں رکعتوں میں آپ کی قرأت ساتھ آیات ہوتی تھیں اور سورۃ اُمّ مجیدہ اور سورۃ ہود دونوں ملا کر اکسہ آیات بنتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن نماز فجر میں اُمّ حنزل السجدہ اور سورۃ ہود ہر کی تلاوت آپ کی کم از کم قرأت ہیں،



MUHAMMAD ZAR VALI KHAN

FOUNDER & CHANCELLOR OF JAMIA KHADIM-UL-HADITH-WAL-TAFSEER-WAL-IFTA AL JAMIA-TUL-ARABIA AHASAN-UL-ULOOM GULSHAN-E-KIBAL, BLOCK - 2, KARACHI PAKISTAN
TE: PHONE : 468210 - 4968356

مکتبہ دارالعلوم دیوبند
مؤسس و رئیس المکتبۃ القرآنیۃ احسن العلوم
و خدامہ اہل بیت و التفسیر و الاذان، جامعہ مسجد النبی الاعظم
منطقۃ گلشن اقبال رقم ۲، گلشن اقبال، پاکستان
تلفون: ۴۶۸۲۱۰ - ۴۹۶۸۳۵۶

DATE _____

REF _____

تاریخ _____

شمارہ _____

دو دنوں رکعتوں میں سو اور پہلی میں سو اور دوسری میں ساتھ کی قرأت اس سے زیادہ تھیں جیسا کہ اوپر بخاری کے حوالے سے گذرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تین دن کی قرأت سو اور ساتھ تھیں اور تین دن کی قرأت ساتھ اور چالیس تھیں اور جمعہ کے دن نماز فجر میں آپ کی قرأت سب سے مختصر دونوں رکعات میں مجیدہ اور ہود ملا کر اکسہ آیات ہوتی تھیں اس سے پتہ چلا کہ بعض ائمہ قوم کے لحاظ میں یا بعض جگہ قوم انہ کو اس کے خلاف پر مجبور کر کے سنت صحیحہ سے انحراف کر کے بدعتی کا شکار ہو رہے ہیں آخر سنت کو زندہ کرنے کا جو اجر و ثواب ہے وہ کیسے ملے گا، جب تک کہ تاریک اور غلطی کے ماحول میں ایسی طویل القدر سنتوں کا احیاء نہ کیا جائے۔

حضرت شیخ الاسلام شیخ العرب و العجم مولانا سید حسین احمد مدنی "صدر المدینین دارالعلوم دیوبند اپنے شاگردوں کو تاکید فرماتے تھے کہ امامت کے ذریعے سنتوں کو زندہ کرو اور سنتوں کا اہتمام کرو، چنانچہ اگر کسی امام کے متعلق پتہ چلا کہ وہ جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۃ مجیدہ و ہود ہر کا اہتمام نہیں کرتے تو آپ بڑی ناگواری محسوس فرماتے، چنانچہ ان کے ایک شاگرد مولانا ختم الدین اسلامی ایسا ہی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ اقم الحروف ٹانڈہ حاضر تھا حضرت مدنی قدس سرہ کو دیوبند جانا تھا اس لئے رات ہی کو اکبر پور انجمن پر سارا کا قلعہ صیغ صادق میں پہنچ گیا۔ امامت کے لئے حضرت نے مجھ کو حکم دیا میری حالت اس وقت ایسی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے، بادلِ غم استر لڑتے اور کاہتے ہوئے نماز شروع کی اور طویل مفصل سے نماز ختم کی بعد دعا حضرت نے فرمایا کہ کیا آپ حافظہ نہیں؟ میں خاموش رہا اور حضرت کے مقصد کو نہیں سمجھا، کہ آج جمعہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز فجر میں سورۃ اُمّ مجیدہ پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں سورۃ ہود ہر تلاوت فرمایا کرتے تھے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان (پاکستان والے دو ہاتھ آگے ہیں) ہجر کے آخر مساجد نے اس سنت کو ترک ہی نہیں کیا بلکہ صاف بھلا دیا، اس وجہ سے میں پڑھتا ہوں کہ اگر مساجد اس طرف توجہ کریں اور سنت کے موافق نمازیں پڑھیں اور پڑھایا کریں۔

(بظہر یہ ہفت روزہ مہتمم نبوت، ص ۱۳، ج ۲۱، شمارہ ۲۳، ۲۴، ۲۵، شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ، یکم تا پانچ نومبر ۲۰۰۲ء)

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰	گفتگو میں بے احتیاطی کا وبال	۱۴	تقریب
"	حدیث ۵	۱۵	عرض مرتب
۳۱	بلا تحقیق گفتگو کرنا	۲۲	آیت ۱
"	حدیث ۶	۲۳	"
۳۲	بہتان تراشی اور لعن طعن کرنا	"	"
"	حدیث ۷	۲۴	"
۳۳	کسی کو کا فر کہنا	"	"
"	حدیث ۸	۲۵	"
۳۴	"	۲۶	"
"	طعن زنی اور فحش گوئی	"	"
"	حدیث ۹	۲۷	چہل حدیث
۳۵	عیب گوئی	"	زبان کی حفاظت
"	حدیث ۱۰	"	حدیث ۱
۳۶	حدیث ۱۱	"	"
۳۷	حدیث ۱۲	"	"
۳۸	ابروریزی	۲۹	"
"	حدیث ۱۳	"	"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احسن التعارف

☆ الجامعہ العربیہ احسن العلوم بفضلہ تعالیٰ خالصتاً للوجہ اللہ الکریم دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

☆ جامعہ کی بنیاد رئیس الجامعہ شیخ الحدیث والفیسر

حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم

نے ۱۳۹۵ھ میں رکھی۔

☆ جامعہ کا مقصد ایسے مقتدر اور با عمل علماء تیار کرنا ہے جو امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کر سکیں۔

☆ جامعہ میں مکمل درس نظامی یعنی تفسیر قرآن کریم، حدیث شریف، فقہ، کتب اصول، ادب

عربی، منطق و فلسفہ کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

☆ علوم اسلامیہ کی مکمل تعلیم کے علاوہ حفظ و ناظرہ قرآن کریم، درجہ اعدادیہ (مساوی آٹھویں

جماعت تک کی کتب مع ابتدائی عربی و فارسی ادب و دینی کتب کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

☆ جامعہ ہندو میں درجات تخصصات (پی۔ ایچ۔ ڈی) کا معقول انتظام ہے۔

☆ جامعہ ہندو کے دارالافتاء میں دنیا بھر سے آئے ہوئے استفتاء کے جوابات نہایت تحقیق

و تدقیق کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب

مدظلہ العالی کی گمرانی میں دیئے جاتے ہیں۔

بقیہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ کیجئے

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰	گفتگو میں بے احتیاطی کا وبال	۱۴	تقریب
"	حدیث ۷	۱۵	عرض مرتب
۳۱	بلا تحقیق گفتگو کرنا	۲۲	آیت ۱
"	حدیث ۶	۲۳	"
۳۲	بہتان تراشی اور لعن طعن کرنا	"	"
"	حدیث ۷	۲۴	"
۳۳	کسی کو کا فر کہنا	"	"
"	حدیث ۷	۲۵	"
۳۴	"	۲۶	"
"	طعن زنی اور فحش گوئی	"	"
"	حدیث ۱۱	۲۷	چہل حدیث
۳۵	عیب گوئی	"	زبان کی حفاظت
"	حدیث ۱۱	"	حدیث ۱
۳۶	حدیث ۱۲	"	"
۳۷	ابروریزی	۲۹	"
"	حدیث ۱۳	"	"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احسن التعارف

☆ الجامعہ العربیہ احسن العلوم بفضلہ تعالیٰ خالصتاً للوجہ اللہ الکریم دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

☆ جامعہ کی بنیاد رئیس الجامعہ شیخ الحدیث والفیسر

حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم

نے ۱۳۹۵ھ میں رکھی۔

☆ جامعہ کا مقصد ایسے مقتدر اور با عمل علماء تیار کرنا ہے جو امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کر سکیں۔

☆ جامعہ میں مکمل درس نظامی یعنی تفسیر قرآن کریم، حدیث شریف، فقہ، کتب اصول، ادب

عربی، منطق و فلسفہ کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

☆ علوم اسلامیہ کی مکمل تعلیم کے علاوہ حفظ و ناظرہ قرآن کریم، درجہ اعدادیہ (مساوی آٹھویں

جماعت تک کی کتب مع ابتدائی عربی و فارسی ادب و دینی کتب کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

☆ جامعہ ہندو میں درجات تخصصات (پی۔ ایچ۔ ڈی) کا معقول انتظام ہے۔

☆ جامعہ ہندو کے دارالافتاء میں دنیا بھر سے آئے ہوئے استفتاء کے جوابات نہایت تحقیق

و تدقیق کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب

مدظلہ العالی کی نگرانی میں دیئے جاتے ہیں۔

بقیہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ کیجئے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸	عصیت ۲۳	۳۹	حدیث ۲۳
"	حدیث ۱۴	"	حد و نفق ۲۴
"	" ۱۵	"	حدیث ۲۵
"	" ۱۶	"	بدترین لوگ ۲۶
"	حد و میں سفارش	"	حدیث ۲۷
۵۰	فضیلت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	۴۱	ضبط غصہ ۲۸
"	عدل جہانگیری منظوم	"	حدیث ۲۹
۵۱	ترک تعلق	"	حدیث ۳۰
"	حدیث ۱۷	"	حدیث ۳۱
"	" ۱۸	"	حدیث ۳۲
"	" ۱۹	"	حدیث ۳۳
"	مومن کو فریب دینا	"	حدیث ۳۴
۵۳	حدیث ۲۰	"	سُنی سنائی بات بیان کرنا ۳۵
۵۴	بدگمانی	"	حدیث ۳۶
"	حدیث ۲۱	"	دل میں کدورت نہ ہونا ۳۷
"	مخالف کی تکلیف پر اظہار خوشی	"	حدیث ۳۸
۵۵	حدیث ۲۲	"	" ۳۹
۵۶	کسی کو مصیبت زدہ دیکھے تو یہ عا پر ہے	"	ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا ۴۰
"	باہمی تعلقات کی استواری	"	حدیث ۴۱
"	اور فساد ذات البین	"	حدیث ۴۲

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۷	شاہجہاں کی بلند حوصلگی	۵۷	جھگڑے کا ترک کرنا
۶۸	اختلاف رائے	"	حدیث ۲۹
۶۹	صحابہ کرام رض و تابعین میں	۵۸	مذمت کبر
"	اختلاف رائے	"	حدیث ۳۰
۷۱	ایک شبہ اور جواب	"	" ۳۱
۷۲	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	۵۹	تواضع اور کبر
۷۳	حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما	"	حدیث ۳۲
"	قیصر روم کے خط کا جواب	۶۰	انجام ظلم
۷۵	حضرت علی رض سے استفسار	"	حدیث ۳۳
۷۶	حضرت علی رض کے اوصاف	۶۱	" ۳۴
۷۷	حضرت علی رض کی شہادت پر	"	" ۳۵
۷۸	حضرت معاویہ رض کا رونا	"	" ۳۶
۷۹	حضرت علی رض کا اپنے مخالفین	۶۲	معافی
۸۰	کے ساتھ برتاؤ	"	حدیث ۳۷
۸۱	حضرت علی رض اور حضرت عائشہ رض	"	" ۳۸
۸۲	حضرت علی بن یاسر اور حضرت عائشہ رض	"	اُسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
۸۳	حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر رض	۶۵	امام مالک امام احمد بن حنبل
"	حضرت عائشہ رض اور حضرت ام حبیبہ رض	"	ابراہیم بن ادہم
"	حضرت ابوبکر رض اور حضرت فاطمہ رض	"	درغولذتیت
۸۴	حضرت حسین بن علی اور حضرت عبداللہ بن عمر رض	"	عالمگیر کا دشمن کے ساتھ سلوک

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸	حدیث ۲۳	۳۹	عصیت
"	حدیث ۲۴	"	حدیث ۱۴
۳۹	حدیث ۲۵	"	۱۵
"	حدیث ۲۶	"	۱۶
"	حدیث ۲۷	"	حدود میں سفارش
۵۰	حدیث ۲۸	"	فضیلت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
"	حدیث ۲۹	"	عدل جہانگیری منظوم
۵۱	حدیث ۳۰	"	ترک تعلق
"	حدیث ۳۱	"	حدیث ۱۷
۵۲	حدیث ۳۲	"	۱۸
"	حدیث ۳۳	"	۱۹
"	حدیث ۳۴	"	مومن کو فریب دینا
۵۳	حدیث ۳۵	"	حدیث ۲۰
۵۴	حدیث ۳۶	"	بدگمانی
"	حدیث ۳۷	"	حدیث ۲۱
"	حدیث ۳۸	"	مخالف کی تکلیف پر اظہار خوشی
۵۵	حدیث ۳۹	"	حدیث ۲۲
۵۶	حدیث ۴۰	"	کسی کو مصیبت زدہ دیکھے تو یہ عا پر ہے
"	حدیث ۴۱	"	باہمی تعلقات کی استواری
"	حدیث ۴۲	"	اور فساد ذات البین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۷	شاہجہاں کی بلند حوصلگی	۵۷	جھگڑے کا ترک کرنا
۶۸	اختلاف رائے	"	حدیث ۳۹
۵۸	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں	"	مذمت کبر
۶۹	اختلاف رائے	"	حدیث ۴۰
۷۱	ایک شبہ اور جواب	"	۴۱
۷۲	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	۵۹	تواضع اور کبر
۷۳	حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما	"	حدیث ۴۲
"	قیصر روم کے خط کا جواب	۶۰	انجام ظلم
۷۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے استفسار	"	حدیث ۴۳
۷۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف	۶۱	"
"	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر	"	"
۷۷	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا رد	"	"
۷۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے مخالفین	۶۲	معافی
"	کے ساتھ برتاؤ	"	حدیث ۴۴
۷۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	"	"
۸۱	حضرت علی بن یاسر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	"	اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
۸۲	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ	"	امام مالک امام احمد بن حنبل
۸۳	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۶۵	ابراہیم بن ادہم
"	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	"	درغولذتیت
۸۴	حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	"	عالمگیر کا دشمن کے ساتھ سلوک

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۶	امام احمد بن حنبلؒ کے یہاں	۸۶	حضرت عمرؓ اور حضرت حسین بن علیؓ
۸۷	مخالف مسلک کا احترام کرنا	۸۷	حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ ابن طلحہؓ
۸۸	امام مالکؒ کا موطا پر لازمی عمل	۸۸	حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکرؓ
۸۹	کی مخالفت کرنا	۸۹	حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکرؓ
۹۰	مکتوب لیت بن سعد بنام امام مالکؒ	۹۰	حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
۹۱	امام اعظمؒ اور امام مالکؒ	۹۱	حضرت ابن عباسؓ اور زید بن ثابتؓ
۹۲	امام مالکؒ اور امام ابن عیینہؒ	۹۲	حضرت عمرؓ کا اپنے قاتل کے ساتھ سلوک
۹۳	امام مالکؒ اور امام شافعیؒ	۹۳	حضرت علیؓ کا اپنے قاتل کے ساتھ سلوک
۹۴	امام اعظمؒ کے بارے میں تائید کی رائیں	۹۴	حضرت حسنؓ کا اپنے قاتل کیساتھ سلوک
۹۵	شعب بن تحاجؒ کا ارشاد	۹۵	حضرت عائشہؓ اور حضرت حسنؓ
۹۶	یحییٰ بن سعید قطانؒ کا ارشاد	۹۶	سید بن العاصؓ سے نماز جہلہ پڑھوانا
۹۷	عبداللہ بن مبارکؒ کا ارشاد	۹۷	فروعی مسائل کے اختلاف میں
۹۸	امام مالکؒ کا ارشاد	۹۸	علامہ نور شاہ صاحبؒ کی رائے
۹۹	امام شافعیؒ کا ارشاد	۹۹	ائمہ مجتہدینؒ کا طرز عمل
۱۰۰	فضل بن موسیٰ سینانیؒ کا ارشاد	۱۰۰	امام شافعیؒ کا ارشاد
۱۰۱	امام شافعیؒ کے بارے میں بعض	۱۰۱	امام اعظمؒ کا ارشاد
۱۰۲	علماء کی رائیں	۱۰۲	امام شافعیؒ کا حسن ادب
۱۰۳	ابن عیینہؒ کا ارشاد	۱۰۳	اشکال اور جواب
۱۰۴	یحییٰ بن سعید قطانؒ کا ارشاد	۱۰۴	امام شافعیؒ کا امام اعظمؒ
۱۰۵	عبداللہ بن حکمؒ کا ارشاد	۱۰۵	کے وسیلہ سے برکت حاصل کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۶	مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا حسن ادب	۱۰۶	امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ
۱۰۷	حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت شیخ رحمہ	۱۰۷	سید احمد شہیدؒ
۱۰۸	کا اختلاف رائے	۱۰۸	تجکیر ادنیٰ فوت ہونے پر تنبیہ
۱۰۹	حضرت مدنیؒ اور مولانا ظفر احمدؒ	۱۰۹	اعظم مردود کہنے پر تنبیہ
۱۱۰	کا واقعہ	۱۱۰	شرک فی النبوة
۱۱۱	حضرت حکیم الامتؒ اور حضرت	۱۱۱	مولانا اسماعیل شہیدؒ
۱۱۲	شیخ الاسلامؒ میں اختلاف رائے	۱۱۲	میل میں جانے پر تنبیہ
۱۱۳	مولانا عبدالماجد صاحبؒ دریا بادی	۱۱۳	شاہ محمد اسحاق صاحبؒ محدث دہلویؒ
۱۱۴	کی بیعت کا واقعہ	۱۱۴	مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہیؒ
۱۱۵	مکتوب حضرت مدنیؒ بنام مولانا	۱۱۵	مولود شریفؒ میں شرکت انکار
۱۱۶	عبدالماجد صاحبؒ	۱۱۶	مولانا نصیر الدین صاحبؒ اپنے
۱۱۷	بیشک وہ مجدد تھے	۱۱۷	شیخ سے اختلاف
۱۱۸	مکتوب حضرت مدنیؒ	۱۱۸	حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد
۱۱۹	مولوی احمد حسن سنہلیؒ کے بارے میں	۱۱۹	مولانا خلیل احمد صاحبؒ
۱۲۰	حضرت مدنیؒ کا ارشاد	۱۲۰	مولانا احمد حسن سنہلیؒ سے مکالمہ
۱۲۱	مکتوب حضرت مدنیؒ بنام مولانا	۱۲۱	حضرت تھانویؒ سے مکاتبت
۱۲۲	خدا بخش ملتانیؒ	۱۲۲	حضرت شیخ الہند قدس سرہ
۱۲۳	مکتوب حضرت مدنیؒ بنام	۱۲۳	حضرت حکیم الامتؒ کا طرز عمل
۱۲۴	زاہد حسینؒ	۱۲۴	مولوی محمد رشیدؒ کی حق گوئی
۱۲۵	مکتوب حضرت مدنیؒ بنام سید علی آفندیؒ	۱۲۵	اور حسن ادب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۶	امام احمد بن حنبلؒ کے یہاں	۸۶	حضرت عمرؓ اور حضرت حسین بن علیؓ
۸۷	مخالف مسلک کا احترام کرنا	۸۷	حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ ابن طلحہؓ
۸۸	امام مالکؒ کا موطا پر لازمی عمل	۸۸	حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکرؓ
۸۹	کی مخالفت کرنا	۸۹	حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکرؓ
۹۰	مکتوب لایث بن سعد بنام امام مالکؒ	۹۰	حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
۹۱	امام اعظمؒ اور امام مالکؒ	۹۱	حضرت ابن عباسؓ اور زید بن ثابتؓ
۹۲	امام مالکؒ اور امام ابن عیینہؒ	۹۲	حضرت عمرؓ کا اپنے قاتل کے ساتھ سلوک
۹۳	امام مالکؒ اور امام شافعیؒ	۹۳	حضرت علیؓ کا اپنے قاتل کے ساتھ سلوک
۹۴	امام اعظمؒ کے باریکیں تھیں کی رائیں	۹۴	حضرت حسنؓ کا اپنے قاتل کیساتھ سلوک
۹۵	شعبہ بن حجاجؒ کا ارشاد	۹۵	حضرت عائشہؓ اور حضرت حسنؓ
۹۶	یحییٰ بن سعید قطانؒ کا ارشاد	۹۶	سید بن العاصؓ سے نماز جہلہ پڑھوانا
۹۷	عبداللہ بن مبارکؒ کا ارشاد	۹۷	فروعی مسائل کے اختلاف میں
۹۸	امام مالکؒ کا ارشاد	۹۸	علامہ نور شاہ صاحبؒ کی رائے
۹۹	امام شافعیؒ کا ارشاد	۹۹	ائمہ مجتہدینؒ کا طرز عمل
۱۰۰	فضل بن موسیٰ سینانیؒ کا ارشاد	۱۰۰	امام شافعیؒ کا ارشاد
۱۰۱	امام شافعیؒ کے بارے میں بعض	۱۰۱	امام اعظمؒ کا ارشاد
۱۰۲	علماء کی رائیں	۱۰۲	امام شافعیؒ کا حسن ادب
۱۰۳	ابن عیینہؒ کا ارشاد	۱۰۳	اشکال اور جواب
۱۰۴	یحییٰ بن سعید قطانؒ کا ارشاد	۱۰۴	امام شافعیؒ کا امام اعظمؒ
۱۰۵	عبداللہ بن حکمؒ کا ارشاد	۱۰۵	کے وسیلہ سے برکت حاصل کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۶	امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ	۱۰۶	مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا حسن ادب
۱۰۷	سید احمد شہیدؒ	۱۰۷	حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت شیخؒ
۱۰۸	تجکیر ادنیٰ فوت ہونے پر تنبیہ	۱۰۸	کا اختلاف رائے
۱۰۹	اعظمؒ مرد دیکھنے پر تنبیہ	۱۰۹	حضرت مدنیؒ اور مولانا ظفر احمدؒ
۱۱۰	شرک فی النبوة	۱۱۰	کا واقعہ
۱۱۱	مولانا اسماعیل شہیدؒ	۱۱۱	حضرت حکیم الامتؒ اور حضرت
۱۱۲	میل میں جانے پر تنبیہ	۱۱۲	شیخ الاسلامؒ میں اختلاف رائے
۱۱۳	شاہ محمد اسحاق صاحبؒ محدث دہلویؒ	۱۱۳	مولانا عبدالماجد صاحبؒ دریا بادی
۱۱۴	مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہیؒ	۱۱۴	کی بیعت کا واقعہ
۱۱۵	مولود شریفؒ میں شرکت انکار	۱۱۵	مکتوب حضرت مدنیؒ بنام مولانا
۱۱۶	مولانا نصیر الدین صاحبؒ اپنے	۱۱۶	عبدالماجد صاحبؒ
۱۱۷	شیخ سے اختلاف	۱۱۷	بیشک وہ مجدد تھے
۱۱۸	حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد	۱۱۸	مکتوب حضرت مدنیؒ
۱۱۹	مولانا خلیل احمد صاحبؒ	۱۱۹	مولوی احمد حسن سنہلیؒ کے باریکیں
۱۲۰	مولانا احمد حسن سنہلیؒ سے مکالمہ	۱۲۰	حضرت مدنیؒ کا ارشاد
۱۲۱	حضرت تھانویؒ سے مکاتبت	۱۲۱	مکتوب حضرت مدنیؒ بنام مولانا
۱۲۲	حضرت شیخ الہند قدس سرہ	۱۲۲	خدا بخش ملتانیؒ
۱۲۳	حضرت حکیم الامتؒ کا طرز عمل	۱۲۳	مکتوب حضرت مدنیؒ بنام
۱۲۴	مولوی محمد رشیدؒ کی حق گوئی	۱۲۴	زاہد حسینؒ
۱۲۵	اور حسن ادب	۱۲۵	مکتوب حضرت مدنیؒ بنام سید علیؒ افندیؒ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۵	مکتوب حضرت مدنی بنام مولانا عبدالحق مدنی	۱۳۵	خالقہ تھانہ بھون میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کی
۱۳۶	مولانا دریا بادی	۱۳۶	کی امامت
۱۳۷	ایضاً	۱۳۷	حضرت مدنی اور علامہ نور شاہ کشمیری
۱۳۸	مکتوب حضرت مدنی بنام مولانا سید محمد میاں	۱۳۸	حضرت مدنی اور مولانا عبد شہناز قاسمی
۱۳۹	حضرت تھانوی کا برائی سے	۱۳۹	مکتوب حضرت مدنی رحمہ اللہ
۱۴۰	دکر کرنے پر ڈانٹنا	۱۴۰	ایضاً
۱۴۱	حضرت مدنی کی تھانہ بھون تشریف آوری	۱۴۱	ایضاً
۱۴۲	حضرت مدنی کی گرفتاری سے صدمہ	۱۴۲	سیتا رام شکل کا بیان
۱۴۳	منشی نور الحسن صاحب اور ملا سلیمان کا واقعہ	۱۴۳	حضرت شیخ الہند اور حضرت تھانوی
۱۴۴	حضرت مدنی رحمہ اللہ کا دارالعلوم میں تقرر	۱۴۴	حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی
۱۴۵	حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ارشاد	۱۴۵	حضرت تھانوی رحمہ اللہ حضرت راہپوری
۱۴۶	ایضاً	۱۴۶	حضرت دہلوی رحمہ اللہ کا طرز عمل
۱۴۷	حضرت مدنی رحمہ اللہ کے دو خصوصی کمال	۱۴۷	حضرت مولانا محمد زکریا صاحب
۱۴۸	مقام شہنشاہیت	۱۴۸	الاعتدال
۱۴۹	مکتوب حضرت تھانوی بنام مولانا عبد المجید	۱۴۹	حضرت تھانوی اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کا اختلاف
۱۵۰	ایضاً	۱۵۰	ہمارا طرز
۱۵۱	ایضاً	۱۵۱	اہل حق میں اختلاف اور اس کی وجہ
۱۵۲	مولانا عبد المجید دریا بادی کا تبصرہ	۱۵۲	اہل حق کے اتفاق کی صورت
۱۵۳	حضرت مدنی رحمہ اللہ کی شان میں نظم	۱۵۳	حضرت تھانوی اور حضرت مدنی رحمہ اللہ
۱۵۴	مکتوب حضرت تھانوی بنام مولانا دریا بادی	۱۵۴	میں سے حق پر کون ہے ؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۳	محاکمہ	۱۴۳	مکتوب حضرت مدنی رحمہ اللہ بنام
۱۴۴	حضرت تھانوی رحمہ اللہ	۱۴۴	مولانا قاری محمد طیب صاحب
۱۴۵	حضرت مدنی رحمہ اللہ	۱۴۵	ایضاً
۱۴۶	ایک نصیحت	۱۴۶	ایضاً
۱۴۷	حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا فیصلہ	۱۴۷	حضرت فقیہ الامت زید مجدہم
۱۴۸	مظاہر علوم کے ایک مدرس اور	۱۴۸	تخل کا ایک واقعہ
۱۴۹	حضرت شیخ رحمہ اللہ	۱۴۹	ہارون رشید کا واقعہ
۱۵۰	حافظ عبد العزیز رحمہ اللہ کا کام	۱۵۰	بیرون ممالک کا سفر اور پھر
۱۵۱	حضرت شیخ رحمہ اللہ کو ڈانٹنا	۱۵۱	مظاہر علوم میں قیام
۱۵۲	حضرت مدنی رحمہ اللہ حضرت راہپوری	۱۵۲	مولانا محمد سالم صاحب مدظلہ سے ملاقات
۱۵۳	حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ	۱۵۳	مظاہر علوم کے قضیہ میں طرز عمل
۱۵۴	حضرت مدنی رحمہ اللہ اور مولانا محمد الیاس	۱۵۴	معنی مظفر حسین صاحب مدظلہ کی عبادت
۱۵۵	حضرت مدنی رحمہ اللہ اور قاری محمد طیب صاحب	۱۵۵	مولانا انظر شاہ کشمیری کا احترام
۱۵۶	ارشاد حضرت تھانوی رحمہ اللہ	۱۵۶	حضرت مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم
۱۵۷	ایضاً	۱۵۷	حضرت مفتی صاحب اور
۱۵۸	ایضاً	۱۵۸	مولانا محمد مسیح الدہلوی صاحب زید مجدہم
۱۵۹	جوش علی اور ہمت مردانہ	۱۵۹	ما تحت مدرس کیساتھ حسن سلوک
۱۶۰	اٹھارہ برس حرم نبوی میں	۱۶۰	ایک بمعصر مخالف مدرس کے ساتھ
۱۶۱	تحریک جنگ آزادی میں قربانیاں	۱۶۱	حسن سلوک
۱۶۲	حضرت مدنی رحمہ اللہ کے اوصاف	۱۶۲	اپنے فتویٰ سے رجوع

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۵	مکتوب حضرت مدنی بنام مولانا عبدالحق مدنی	۱۳۵	خالقہ تھانہ بھون میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کی
۱۳۶	مولانا دریا بادی	۱۳۶	کی امامت
ایضاً		۱۳۷	حضرت مدنی اور علامہ نور شاہ کشمیری
۱۳۷	مکتوب حضرت مدنی بنام مولانا سید محمد میاں	۱۳۸	حضرت مدنی اور مولانا عبد شہناز قاسمی
۱۳۸	حضرت تھانوی کا برائی سے	۱۳۹	مکتوب حضرت مدنی رحمہ اللہ
۱۳۹	دکڑ کرنے پر ڈانٹنا	۱۴۰	ایضاً
۱۴۰	حضرت مدنی کی تھانہ بھون تشریف آوری	۱۴۱	ایضاً
۱۴۱	حضرت مدنی کی گرفتاری سے صدمہ	۱۴۲	سیتا رام شکل کا بیان
۱۴۲	منشی نور الحسن صاحب اور ملا سلیمان کا قدم	۱۴۳	حضرت شیخ الہند اور حضرت تھانوی
۱۴۳	حضرت مدنی رحمہ اللہ کا دارالعلوم میں فقرہ	۱۴۴	حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی
۱۴۴	حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ارشاد	۱۴۵	حضرت تھانوی رحمہ اللہ حضرت راہپوری
ایضاً		۱۴۶	حضرت دہلوی رحمہ اللہ کا طرز عمل
۱۴۶	حضرت مدنی رحمہ اللہ کے دو خصوصی کمال	۱۴۷	حضرت مولانا محمد زکریا صاحب
۱۴۷	مقام شہنشاہیت	۱۴۸	الاعتدال
۱۴۸	مکتوب حضرت تھانوی بنام مولانا عبد المجید	۱۴۹	حضرت تھانوی اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کا اختلاف
ایضاً		۱۵۰	ہمارا طرز
ایضاً		۱۵۱	اہل حق میں اختلاف اور اس کی وجہ
۱۴۹	مولانا عبد المجید دریا بادی کا تبصرہ	۱۵۲	اہل حق کے اتفاق کی صورت
۱۵۰	حضرت مدنی رحمہ اللہ کی شان میں نظم	۱۵۳	حضرت تھانوی و حضرت مدنی رحمہ اللہ
۱۵۱	مکتوب حضرت تھانوی بنام مولانا دریا بادی	۱۵۴	میں سے حق پر کون ہے ؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۳	محاکمہ	۱۴۳	مکتوب حضرت مدنی رحمہ اللہ بنام
۱۴۴	حضرت تھانوی رحمہ اللہ	۱۴۴	مولانا قاری محمد طیب صاحب
۱۴۵	حضرت مدنی رحمہ اللہ	۱۴۵	ایضاً
ایضاً		۱۴۶	ایضاً
ایضاً		۱۴۷	ایضاً
۱۴۷	حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا فیصلہ	۱۴۸	حضرت فقیر الامت زید مجدہم
۱۴۸	مظاہر علوم کے ایک مدرس اور	۱۴۹	تخل کا ایک واقعہ
۱۴۹	حضرت شیخ رحمہ اللہ	۱۵۰	ہارون رشید کا واقعہ
۱۵۰	حافظ عبد العزیز رحمہ اللہ کا کام	۱۵۱	بیرون ممالک کا سفر اور پھر
۱۵۱	حضرت شیخ رحمہ اللہ کو ڈانٹنا	۱۵۲	مظاہر علوم میں قیام
۱۵۲	حضرت مدنی رحمہ اللہ حضرت راہپوری	۱۵۳	مولانا محمد سالم صاحب مدظلہ سے ملاقات
۱۵۳	حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ	۱۵۴	مظاہر علوم کے قضیہ میں طرز عمل
۱۵۴	حضرت مدنی رحمہ اللہ اور مولانا محمد الیاس	۱۵۵	معنی مظفر حسین صاحب مدظلہ کی عبادت
۱۵۵	حضرت مدنی رحمہ اللہ اور قاری محمد طیب صاحب	۱۵۶	مولانا انظر شاہ کشمیری کا احترام
۱۵۶	ارشاد حضرت تھانوی رحمہ اللہ	۱۵۷	حضرت مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم
ایضاً		۱۵۸	حضرت مفتی صاحب اور
ایضاً		۱۵۹	مولانا محمد مسیح الدھاب زید مجدہم
۱۵۷	جوش علی اور ہمت مردانہ	۱۶۰	ما تحت مدرس کیساتھ حسن سلوک
۱۵۸	اٹھارہ برس حرم نبوی میں	۱۶۱	ایک بمعصر مخالف مدرس کے ساتھ
۱۵۹	تحریک جنگ آزادی میں قربانیاں	۱۶۲	حسن سلوک
۱۶۰	حضرت مدنی رحمہ اللہ کے اوصاف	۱۶۳	اپنے فتویٰ سے رجوع

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۵	شیخ علی خواص کا ارشاد	۱۹۹	بلا طلب معافی معاف فرمادینا
"	اولیاء اللہ کی محبت	"	سخت کلمہ اور دُعا
۲۱۶	علمائے حق کی اہانت	۲۰۰	مخالفین کے ساتھ خیر خواہی
۲۱۷	حُفاظ اور علماء کا مقام	"	اعلیٰ مقام
"	ایضاً	۲۰۳	قضیہ دارالعلوم دیوبند
"	امام اعظمؒ کا ارشاد	۲۰۵	اختلاف منظر علوم سہارنپور
۲۱۸	علماء کی غیبت	"	علماء میں اختلاف ہو تو عوام {
"	علماء سے بغض	۲۰۸	کیا کریں؟
۲۱۹	ادنیٰ مومن کی دل آزاری	۲۱۲	بزرگوں کی شان میں گستاخی کا وبال
"	حضرت مدنیؒ کی شان میں {	۲۱۳	شیخ احمدؒ کا ارشاد
"	گستاخی کا وبال	"	ایک نصیحت
۲۲۰	ایک عورت کو جانکنی کی تکلیف	"	امام ابو تراب بخشیؒ کا ارشاد

ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتابیں رعایتی قیمت پر ہم سے طلب فرمائیں۔ ایک بار خدمت کا ضرور موقع عنایت فرمائیں۔

مکتبہ محمودیہ نزد جامعہ محمودیہ علی پور ڈاکخانہ پھونڈہ

نوگزہ پیر ہا پور روڈ، میرٹھ (یوپی)

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	صفحہ	نمبر شمار	آیات	صفحہ
۱	وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ الْأَمِينِ	۲۲	۸	يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ الْآيَةُ	۲۶
۲	وَلَا تَنَارَعُوا	۲۳	۹	وَيُحَدِّثُكُمْ الْأُيُتِ	۳۸
۳	وَالْفَيِّتُ تَكُونُهُمْ	"	۱۰	الْأَمْرُ هُ فَقَدْ نَصَرَ اللَّهُ	۸۹
۴	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	۲۳	۱۱	وَلَا تَسْأَلُ الَّذِينَ يَدْعُونَ	۲۱۱
۵	إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ	"	۱۲	مِنْ دُونِ اللَّهِ	"
۶	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَخْرُجُ قَوْمٌ	۲۵	۱۳	وَنُوعِنَا مَا فِي صُدْرِهِمْ مِنْ غَلِيٍّ	۸۷
۷	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا	۲۶		وَمَا مِنْ ذَنْبٍ فِي الْأَرْضِ	۱۸۳
۸	كَبِيرًا مِنَ الظَّنِّ	"			

فہرست احادیث

نمبر شمار	احادیث	صفحہ	نمبر شمار	احادیث	صفحہ
۱	مَنْ صَمَتَ نَجَا	۲۷	۵	إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ	۳۰
۲	أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ	"	۶	مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ	"
۳	مَا أَخْوَنَ مَا تَخَانُ عَلَىٰ	۲۹	۷	إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيُثْمَلُ فِي	۳۱
۴	إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ	"		صُورَةِ الرَّجَالِ	"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۵	شیخ علی خواص کا ارشاد	۱۹۹	بلا طلب معافی معاف فرمادینا
"	اولیاء اللہ کی محبت	"	سخت کلمہ اور دُعا
۲۱۶	علمائے حق کی اہانت	۲۰۰	مخالفین کے ساتھ خیر خواہی
۲۱۷	حفاظ اور علماء کا مقام	"	اعلیٰ مقام
"	ایضاً	۲۰۳	قضیہ دارالعلوم دیوبند
"	امام اعظمؒ کا ارشاد	۲۰۵	اختلاف منظر علوم سہارنپور
۲۱۸	علماء کی غیبت	"	علماء میں اختلاف ہو تو عوام {
"	علماء سے بغض	۲۰۸	کیا کریں؟
۲۱۹	ادی مومن کی دل آزاری	۲۱۲	بزرگوں کی شان میں گستاخی کا وبال
"	حضرت مدنیؒ کی شان میں {	۲۱۳	شیخ احمدؒ کا ارشاد
"	گستاخی کا وبال	"	ایک نصیحت
۲۲۰	ایک عورت کو جانکنی کی تکلیف	"	امام ابو تراب بخشیؒ کا ارشاد

ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتابیں رعایتی قیمت پر ہم سے طلب فرمائیں۔ ایک بار خدمت کا ضرور موقع عنایت فرمائیں۔

مکتبہ محمودیہ نزد جامعہ محمودیہ علی پور ڈاکخانہ پھونڈہ

نوگزہ پیر ہا پور روڈ، میرٹھ (یوپی)

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	صفحہ	نمبر شمار	آیات	صفحہ
۱	وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ الْأَمِينِ	۲۲	۸	يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ الْآيَةُ	۲۶
۲	وَالْفَتَيَيْنِ تَوَكَّلْهُمَا	۲۳	۹	وَيُحَدِّثُكُمْ الْأُيَّةِ	۳۸
۳	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	۲۳	۱۰	الْأَمْرُ هَٰذَا فَقَدْ تَبَيَّنَ لِلَّهِ	۸۹
۵	إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ	"	۱۱	وَلَا تَسْأَلُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ	۲۱۱
۶	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَخْرُجُ قَوْمٌ	۲۵	۱۲	وَنُوعِنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غُلٍّ	۸۷
۷	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا	۲۶	۱۳	وَمَا مِنْ ذَنْبٍ فِي الْأَرْضِ	۱۸۳

فہرست احادیث

نمبر شمار	احادیث	صفحہ	نمبر شمار	احادیث	صفحہ
۱	مَنْ صَمَتَ نَجَا	۲۷	۵	إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ	۳۰
۲	أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ	"	"	مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ	"
۳	مَا أَخْوَنَ مَا تَخَانُ عَلَىٰ	۲۹	۶	إِنَّ الشَّيْطَانَ لِكَيْتَمَلُّ فِي	۳۱
۴	إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ	"	"	صُورَةَ الرَّجَالِ	"

صفحة	احاديث	صفحة	احاديث
٢٦	٢٥ اَيَاكُمْ وَالظُّلَمَ	٥٩	٣٣ مَنْ تَوَاصَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ
٢٤	٢٦ لَا تَطْهَرُ شَيْئًا لَاحِدًا	٦٠	٣٥ مَنْ تَلَعَّرَ وَصَعَهُ اللَّهُ
٢٨	٢٧ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَاقَبَنِي بِمَا بَدَّلْتُ يَدِي	٦١	٣٦ مَنْ كَانَتْ لَكَ ظُلْمَةٌ لِأَخِيهِ
٢٨	٢٨ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ	٦٢	٣٧ مَنْ عَرَضَ رَأْسِي فَلْيَحْمِلْهُ مِنْهُ
٣٥	٢٩ ذَبَّ إِلَيْكُمْ كَوَاءُ الْأُمِّ مَبْلُومٌ	٦٣	٣٨ أَنْدَرُونَ مَا الْمَغْلُوبُ
٣٦	٣٠ خِيَارُ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ إِذَا رَاكَ ذَكَرُوا اللَّهَ	٦٤	٣٩ مَنْ مَشَى مَعَ ظَالِمٍ
٣٨	٣١ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ	٦٥	٤٠ يَا رَيْتَ مَنْ أَعَزَّ عِبَادَكَ
٣٩	٣٢ مَا جَاءَ عَبْدٌ عَبْدًا فَفُضِّلَ مِنْ جَرَّةٍ عَظِيمَةٍ	٦٦	٤١ مَنْ أَعْدَدَ رَأْيَ أَخِيهِ فَلَمْ يُدْرِكْهُ
٥٠	٣٣ مَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ	٦٧	٤٢ مَا أَتَيْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
٥١	٣٤ لَا تَغْضَبْ	٦٨	٤٣ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْفِيهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ
٥٢	٣٥ مَنْ أَعْتَبَ عِندَكَ	٦٩	٤٤ أَلَسْتُمْ أَرْؤُسَ مَنْ
٥٣	٣٦ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا	٧٠	٤٥ إِذَا هُمْ أَحْسَنُوا فَأَحْسَنَ مِنْهُمْ
٥٤	٣٧ يَا بَنِي إِدْرَاسَ أَنْ تَصْبِرُوا عَشِيًّا	٧١	٤٦ لَا تَشْدُ الرِّحَالُ
٥٥	٣٨ لَا يَبْلُغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَصْحَابِي	٧٢	٤٧ فَعِيَّةٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى
٥٦	٣٩ يَا لَكَ وَمَحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ	٧٣	٤٨ الشَّيْطَانِ مِنَ الْفِعَائِدِ
٥٧	٤٠ أَنْتُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ	٧٤	٤٩ وَيَا بَنِي إِدْرَاسَ كَلِمَةٌ لَمْ يَخْرُجْ
٥٨	٤١ مَنْ تَرَكَ الْكُذْبَ	٧٥	٥٠ إِذَا مَدَحَ الْفَاسِقُ عَصَا الْبَلَاءِ
٥٩	٤٢ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ	٧٦	٥١ أَنْزَلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ
٦٠	٤٣ فَتَقَالَ حَتَمًا مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ يَمَانٍ	٧٧	٥٢ أَلَا كَيْفَ يَنْفَعُ رَجُلًا هَفِيئَةُ النَّاسِ
٦١	٤٤ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ أَمْثَالِ الذُّنُوبِ		

صفحة	احاديث	صفحة	احاديث
١٤٢	٤١ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيَنْفِرْهُ	٥٩	٣٣ مَنْ تَوَاصَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ
١٤٣	٤٢ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِطَعَانٍ	٦٠	٣٥ مَنْ تَلَعَّرَ وَصَعَهُ اللَّهُ
١٤٤	٤٣ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ	٦١	٣٦ مَنْ كَانَتْ لَكَ ظُلْمَةٌ لِأَخِيهِ
١٤٥	٤٤ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ	٦٢	٣٧ مَنْ عَرَضَ رَأْسِي فَلْيَحْمِلْهُ مِنْهُ
١٤٦	٤٥ لَا تَقْبِرُوا هُمْ	٦٣	٣٨ أَنْدَرُونَ مَا الْمَغْلُوبُ
١٤٧	٤٦ عَجَابُ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بَرَأِيهِ	٦٤	٣٩ مَنْ مَشَى مَعَ ظَالِمٍ
١٤٨	٤٧ صَلِّ مَنْ قَطَعَكَ وَاعْفُ	٦٥	٤٠ يَا رَيْتَ مَنْ أَعَزَّ عِبَادَكَ
١٤٩	٤٨ عَقْنِ ظُلْمَكَ	٦٦	٤١ مَنْ أَعْدَدَ رَأْيَ أَخِيهِ فَلَمْ يُدْرِكْهُ
١٥٠	٤٩ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا	٦٧	٤٢ مَا أَتَيْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
١٥١	٥٠ فَقَدْ أَدْبَتْهُ بِالْحَرْبِ	٦٨	٤٣ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْفِيهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ
١٥٢	٥١ أَعْدَا عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا	٦٩	٤٤ أَلَسْتُمْ أَرْؤُسَ مَنْ
١٥٣	٥٢ أَوْ مُسْتَعْمِلًا	٧٠	٤٥ إِذَا هُمْ أَحْسَنُوا فَأَحْسَنَ مِنْهُمْ
١٥٤	٥٣ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ عَرَفَاءُ	٧١	٤٦ لَا تَشْدُ الرِّحَالُ
١٥٥	٥٤ أَهْلُ الْجَنَّةِ	٧٢	٤٧ فَعِيَّةٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى
١٥٦	٥٥ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ	٧٣	٤٨ الشَّيْطَانِ مِنَ الْفِعَائِدِ
١٥٧	٥٦ وَيَا بَنِي إِدْرَاسَ كَلِمَةٌ لَمْ يَخْرُجْ	٧٤	٤٩ إِذَا مَدَحَ الْفَاسِقُ عَصَا الْبَلَاءِ
١٥٨	٥٧ إِذَا مَدَحَ الْفَاسِقُ عَصَا الْبَلَاءِ	٧٥	٥٠ أَنْزَلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ
١٥٩	٥٨ أَلَا كَيْفَ يَنْفَعُ رَجُلًا هَفِيئَةُ النَّاسِ	٧٦	٥١

وَالْفُضْلُ
عَمَّا

صفحة	احاديث	صفحة	احاديث
٢٦	٢٥ اَيَاكُمْ وَالظُّلَمَ	٥٩	٣٣ مَنْ تَوَاصَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ
٢٤	٢٦ لَا تَقْطُرْ شَيْئًا لَخَيْكَ	٦٠	٣٥ مَنْ تَلَقَّى وَصَّعَهُ اللَّهُ
٢٨	٢٧ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَاقَانِي بِمَا بَدَّلَ بِيَدِهِ	٦١	٣٦ مَنْ كَانَتْ لَكَ ظُلْمَةٌ لِأَخِيهِ
٢٨	٢٨ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ	٦٢	٣٧ مَنْ عَرَضَ رَأْسَهُ فَلْيَحْتَلِمْهُ مِنْهُ
٣٩	٢٩ ذَبَّ إِلَيْكُمْ كَاءُ الْأُمِّ مَبْلُومٌ	٦٣	٣٨ أَنْدَرُونَ مَا الْمَغْلُوبُ
٣٧	٣٠ خِيَارُ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ إِذَا رَأَوْا كَرِهًا	٦٤	٣٩ يَا رَأْيَ مَنْ عَزَّ عِبَادُكَ
٥٠	٣١ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ	٦٥	٤٠ مَنْ أَعْدَدَ رَأْيَ أَخِيهِ فَلَمْ يُدْرِكْ
٥١	٣٢ مَا عَجَزَ عَبْدٌ أَنْ يَفْضَلَ مِنْ جُرْعَةٍ عَظِيمَةٍ	٦٦	٤١ مَا أَتَمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
٥٢	٣٣ مَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ	٦٧	٤٢ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْفِيهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ
٥٢	٣٤ لَا تَغْضَبْ	٦٨	٤٣ أَلَسْتَ أَرْمُوهُنَّ
٥٣	٣٥ مَنْ أَعْتَبَ عِندَكَ	٦٩	٤٤ إِذَا عَمَّ أَحْسِنُوا فَاحْسِنْ مَعَهُمْ
٥٣	٣٦ كُنْ بِالْعَمَاءِ كَذِبًا	٧٠	٤٥ لَا تَشْدُ الرِّحَالَ
٥٤	٣٧ يَا بَنِي إِدْنِ أَنْ تَدْرَأَنْ تَصْبَحَ وَتَمُوتَ	٧١	٤٦ فَيَكُنَّ وَاحِدًا شَدُّ عَلَى
٥٥	٣٨ لَا يَبْلُغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَصْحَابِي	٧٢	٤٧ الشَّيْطَانُ مِنَ الْفَرَاعِيدِ
٥٥	٣٩ أَيْلَاكَ وَمَحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ	٧٣	٤٨ وَيَا بَنِي أَحْيَا نَا كَلِمَةً لِمَنْ يَحْزَنُ
٥٥	٤٠ أَنْتُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ	٧٤	٤٩ إِذَا مَدَحَ الْفَاسِقُ عَصَا بَلَدِهِ
٥٤	٤١ مَنْ تَرَكَ الْكُذْبَ	٧٥	٥٠ أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ
٥٤	٤٢ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِمْ	٧٦	٥١ أَلَا كَيْفَ يَنْفَعُ رَجُلًا هَفِيئَةُ النَّاسِ
٥٤	٤٣ مَثَقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ يَمَانٍ		
٥٤	٤٤ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ أَمْثَالُ الذُّنُوبِ		

صفحة	احاديث	صفحة	احاديث
١٤٢	٤١ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيَنْفِرْهُ	٥٩	٣٣ مَنْ تَوَاصَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ
١٤٣	٤٢ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِطَعَانٍ	٦٠	٣٥ مَنْ تَلَقَّى وَصَّعَهُ اللَّهُ
١٤٣	٤٣ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ	٦١	٣٦ مَنْ كَانَتْ لَكَ ظُلْمَةٌ لِأَخِيهِ
١٤٣	٤٤ لَا تَوَدُّوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَقْبِرُوا هُمْ	٦٢	٣٧ مَنْ عَرَضَ رَأْسَهُ فَلْيَحْتَلِمْهُ مِنْهُ
١٤٥	٤٥ عَجَابُ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ	٦٣	٣٨ أَنْدَرُونَ مَا الْمَغْلُوبُ
١٤٠	٤٦ صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَاعْفُ عَن ظُلْمِكَ	٦٤	٣٩ يَا رَأْيَ مَنْ عَزَّ عِبَادُكَ
٢١٢	٤٧ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا	٦٥	٤٠ مَنْ أَعْدَدَ رَأْيَ أَخِيهِ فَلَمْ يُدْرِكْ
٢١٢	٤٨ قَدْ أَدْنَتْهُ بِالْحَرْبِ	٦٦	٤١ مَا أَتَمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
٢١٢	٤٩ أَعْدَا عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا	٦٧	٤٢ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْفِيهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ
٢١٢	٥٠ أَوْ مُسْتَعْمِلًا	٦٨	٤٣ أَلَسْتَ أَرْمُوهُنَّ
٢١٤	٥١ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ عَرَفَاءُ	٦٩	٤٤ إِذَا عَمَّ أَحْسِنُوا فَاحْسِنْ مَعَهُمْ
٢١٤	٥٢ أَهْلُ الْجَنَّةِ	٧٠	٤٥ لَا تَشْدُ الرِّحَالَ
٢١٤	٥٣ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ	٧١	٤٦ فَيَكُنَّ وَاحِدًا شَدُّ عَلَى
	٥٤	٧٢	٤٧ الشَّيْطَانُ مِنَ الْفَرَاعِيدِ
	٥٥	٧٣	٤٨ وَيَا بَنِي أَحْيَا نَا كَلِمَةً لِمَنْ يَحْزَنُ
	٥٦	٧٤	٤٩ إِذَا مَدَحَ الْفَاسِقُ عَصَا بَلَدِهِ
	٥٧	٧٥	٥٠ أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ
	٥٨	٧٦	٥١ أَلَا كَيْفَ يَنْفَعُ رَجُلًا هَفِيئَةُ النَّاسِ

وَالْفَضْلُ
عَمَّا

تَقْرِیظ

حضرت الانامفتی عاشق الہی حبیب بنی مہاجر مدنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْکَرِیْمِ

اما بعد! مولانا مفتی محمد فاروق صاحب سمد، اللہ تعالیٰ بالافادات والافاضات سے مدینہ منورہ میں کئی دن تک مصاحبت اور محالست رہی۔ موصوف نے، اختلاف اُمت کے عنوان پر ایک رسالہ مرتب فرمایا ہے جس کی اس زمانہ میں بہت زیادہ ضرورت تھی۔ آیات کریمہ اور احادیث شریفہ کو سامنے رکھ کر بہت سے اہم مضامین کو رسالہ میں سمو دیا ہے۔ زبان سلیس اور سادہ ہے۔ ہر خاص و عام کے لئے مفید ہے۔ آج کل مخلصان اختلاف کے بجائے بیجا خلاف و شقاق نے جگہ پکڑ لی ہے۔ عموماً ہر فریق اعتدال سے بڑھ جاتا ہے۔ اور غیبت اور بہتان، اظہارِ عیوب، طعن و تشنیع، حقد و حسد، تباغض و تقاطع و تہاجر کی فضائیں بن جاتی ہیں، جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ تاکید کی طور پر منع فرمایا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے ان نصوص کو جمع فرما دیا ہے اور حوالوں کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ کہے زورِ قلب زورِ قلم اور زیادہ میں تقریظ لکھنے کا اہل نہیں ہوں۔ مفتی صاحب نے حکم فرمایا۔ اس لئے یہ چند سطریں لکھ دیں۔ و بآلہ التوفیق۔

محمد عاشق الہی عفا اللہ عنہ

المدینۃ المنورۃ

۲۵ / ۹ / ۱۴۱۰ ھ

عرض مرتب

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْکَرِیْمِ

اما بعد! اُمت کا باہمی اتفاق و اتحاد عند اللہ محبوب و مطلوب اور نزاع و جدال مذموم و مبغوض ہے۔ لیکن غیر منصوص مسائل میں اختلاف رائے اگر حق پر مبنی اور حدود کے اندر ہو تو وہ مبغوض نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ ایسا اختلاف رائے عہد رسالت میں بھی پیش آیا۔ خلافت راشدہ اور قرونِ مشہود لہا باخیر بھی اس سے خالی نہیں۔ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف تو مشہور و معروف ہے۔ اور اکابر اُمت علمائے حق کے اختلاف رائے سے کوئی دور اور زمانہ خالی نہیں رہا۔ اور اختلاف رائے کے باوجود ایک دوسرے کی تعظیم و تکریم، اوصاف و کمالات کا اعتراف، الفت و محبت، تعاون و خیر خواہی بھی برابر برقرار رہی۔

مگر بعض بڑے مدارس کے ذمہ داران کا باہمی اختلاف جس کو اس دور کا فتنہ مگر بنی اور عظیم سانحہ کہنا چاہیے جس نے نزاع و جدال کی صورت اختیار کر لی اور جس میں روایات سلف کو پامال کر دیا گیا۔ شرعی حدود سے تجاوز کر کے اسلام کے طرزِ عمل کے برخلاف و برعکس طریقہ اختیار کیا گیا۔ ایک دوسرے کے خلاف اشتہارات نکالے گئے۔ ایک دوسرے کے فرضی عیوب چھپانے کے بجائے چھاپے گئے۔ افتراء، بہتان، کذب بیانی سے بھی گریز نہیں کیا گیا بلکہ علماء کی ایک جماعت نے دوسری جماعت پر وہ کیمچر اُچھا لاکھا جابل

تَقْرِیظ

حضرت الانامفتی عاشق الہی حبیب بنی مہاجر مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! مولانا مفتی محمد فاروق صاحب سمد، اللہ تعالیٰ بالافادات والافاضات سے مدینہ منورہ میں کئی دن تک مصاحبت اور محالست رہی۔ موصوف نے، اختلاف اُمت کے عنوان پر ایک رسالہ مرتب فرمایا ہے جس کی اس زمانہ میں بہت زیادہ ضرورت تھی۔ آیات کریمہ اور احادیث شریفہ کو سامنے رکھ کر بہت سے اہم مضامین کو رسالہ میں سمو دیا ہے۔ زبان سلیس اور سادہ ہے۔ ہر خاص و عام کے لئے مفید ہے۔ آج کل مخلصان اختلاف کے بجائے بیجا خلاف و شقاق نے جگہ پکڑ لی ہے۔ عموماً ہر فریق اعتدال سے بڑھ جاتا ہے۔ اور غیبت اور بہتان، اظہار عیوب، طعن و تشنیع، حقد و حسد، تباعض و تقاطع و تہاجر کی فضائیں بن جاتی ہیں، جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ تاکید کی طور پر منع فرمایا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے ان نصوص کو جمع فرما دیا ہے اور حوالوں کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ کے زورِ قلب و زورِ قلم اور زیادہ میں تقریظ لکھنے کا اہل نہیں ہوں۔ مفتی صاحب نے حکم فرمایا۔ اس لئے یہ چند سطریں لکھ دیں۔ و بآلہ التوفیق۔

محمد عاشق الہی عفا اللہ عنہ

المدینۃ المنورۃ

۲۵ / ۹ / ۱۴۱۰ ھ

عرض مرتب

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! اُمت کا باہمی اتفاق و اتحاد عند اللہ محبوب و مطلوب اور نزاع و جدال مذموم و مبغوض ہے۔ لیکن غیر منصوص مسائل میں اختلاف رائے اگر حق پر مبنی اور حدود کے اندر ہو تو وہ مبغوض نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ ایسا اختلاف رائے عہد رسالت میں بھی پیش آیا۔ خلافت راشدہ اور قرونِ مشہود لہا باخیر بھی اس سے خالی نہیں۔ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف تو مشہور و معروف ہے۔ اور اکابر اُمت علمائے حق کے اختلاف رائے سے کوئی دور اور زمانہ خالی نہیں رہا۔ اور اختلاف رائے کے باوجود ایک دوسرے کی تعظیم و تکریم، اوصاف و کمالات کا اعتراف، الفت و محبت، تعاون و خیر خواہی بھی برابر برقرار رہی۔

مگر بعض بڑے مدارس کے ذمہ داران کا باہمی اختلاف جس کو اس دور کا فتنہ بکبریٰ اور عظیم سانحہ کہنا چاہیے جس نے نزاع و جدال کی صورت اختیار کر لی اور جس میں روایاتِ سلف کو پامال کر دیا گیا۔ شرعی حدود سے تجاوز کر کے اسلاف کے طرزِ عمل کے برخلاف و برعکس طریقہ اختیار کیا گیا۔ ایک دوسرے کے خلاف اشتہارات نکالے گئے۔ ایک دوسرے کے فرضی عیوب چھپانے کے بجائے چھاپے گئے۔ افتراء، بہتان، کذب بیانی سے بھی گریز نہیں کیا گیا بلکہ علماء کی ایک جماعت نے دوسری جماعت پر وہ کیمچر اُچھا لاکھاہل

بھی شرمائے۔ بعض نام نہاد مفتیوں نے مسندِ افتار کی عظمت کو ملحوظِ برقرار رکھنے کے بجائے اس کو آل کے طور پر استعمال کیا۔ آخرت کی جو ابدی کا احساس بھی شاید اس وقت رخصت ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی **هَلَّا شَقَقْتُ عَنْ قَلْبِي** سے بھی ذہول ہو گیا۔ بعض آسمان پر تھوکنے

علم ابو داؤد شریف کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ (مسلمانوں کی جماعت) کو حرقات کی طرف (دشمنوں کی سرکوبی) کے لئے بھیجا۔ ان کو علم ہو گیا سب فرار ہو گئے ایک شخص مل گیا۔ جب اس کو پکڑ لیا اس کے بعد قتل کا ارادہ کیا تو اس نے **كَلِمَةُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** پڑھا۔ مگر اس کے باوجود اس کو قتل کر دیا۔ پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نازاں ہوئے اور فرمایا **لَقَدْ بَلََا إِلَهُ إِلَّا اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**۔ قیامت میں جب وہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے آئے گا تمہیں کون نجات دے گا۔ عرض کیا اس نے ہتھیار کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔ اس پر ارشاد فرمایا **هَلَّا شَقَقْتُ عَنْ قَلْبِي** اس کے دل کو جبر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تمہیں علم ہو جاتا کہ اس وجہ سے اس نے کلمہ پڑھا ہے یا اس وجہ سے نہیں۔ اور پھر برابر بھی کلمہ بار بار ارشاد فرماتے رہے **مَنْ لَكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**۔ قیامت میں جب وہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے آئے گا تمہیں کون بجائے گا یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا کہ اسلام لانے سے گزشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، یہ گناہ بھی معاف ہو جاتا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا علم کہ اس نے ہتھیار کے ڈر سے کہا اور اس نے اسلام قبول نہیں کیا حاصل ہوئی کوئی صورت نہیں مل کو حیر کر دیکھو تو تب بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ سو اپنی طرف سے محض گمان سے حکم لگانے کی اجازت نہیں (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

دالوں کو اپنے چہروں کے آلودہ ہونے کا بھی اندیشہ نہ ہوا، سورج پر غبار پھینکنے والوں کو اپنی آنکھوں پر بھی رحم نہ آیا۔ دوسروں کے قلعہ ایمانی پر تیشہ زنی کرنے والوں کو اپنے دین و ایمان کے پارہ پارہ ہونے کا بھی خیال نہ ہوا نہ اپنے مخالف حضرات کی زندگیاں، اتباعِ سنت، عشقِ الہی، دینی خدمات و مجاہدات سے بھرپور و سرشار ان کے سامنے رہیں، جن کا جرم صرف یہ تھا کہ انھوں نے اپنے پاس قوی دلائل ہونے کی وجہ سے ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملائی، ان کی آواز پر قرآن و سنت سے آنکھیں بند کر کے **أَمْنَا وَ صَدَقْنَا** نہیں کہا۔

کہیں عوام سے انصاف و فیصلہ کی اپیلیں کی گئیں، اور دنیوی عدالتوں میں دنیا میں عدل و انصاف پھیلانے والوں اور دنیا کے فیصلے کرنے والوں نے انصاف و فیصلہ کی بھیک مانگی اور اس کے لئے وہ سب کچھ کیا جس کو ایک عام دنیا دار انسان بھی کرتا ہوا شرماتا ہے، جس سے عالمانہ وقار بھی مجروح ہوا، بزرگانہ عظمت پر بھی دھبہ آیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کہ اس نے ہتھیار کے ڈر سے کلمہ پڑھا ہے بلکہ ظاہرِ قول کا ہی اعتبار کیا جائیگا۔ دلوں کا معاملہ عالم الغیب الشہادۃ کے حوالہ ہے۔ مقامِ غور ہے کہ دشمنوں کا فزون کی جماعت کا ایک شخص اس کے ساتھی فرار ہو گئے وہ پکڑا گیا ایسی حالت میں وہ کلمہ پڑھتا ہے اس سے پہلے اس کوئی عمل اسلام کے مطابق سامنے نہیں آیا۔ اس کے باوجود اس کے کلمہ پڑھنے سے اس کے ساتھ اسلام کا معاملہ کیا گیا اور اس کے کلمہ پڑھنے کا لحاظ کیا گیا۔ مگر افسوس آج جبکی زندگی سراسر دین کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہے اور دین کے لئے وقف ہے اتباعِ سنت عشقِ الہی سے منور ہے ان کے فسق بلکہ کفر کا فتویٰ دینے میں بھی باک نہیں ہوتا۔

بھی شرمائے۔ بعض نام نہاد مفتیوں نے مسندِ افتار کی عظمت کو ملحوظِ برقرار رکھنے کے بجائے اس کو آل کے طور پر استعمال کیا۔ آخرت کی جو ابدی کا احساس بھی شاید اس وقت رخصت ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی **هَلَّا شَقَقْتُ عَنْ قَلْبِي** سے بھی ذہول ہو گیا۔ بعض آسمان پر تھوکنے

علم ابو داؤد شریف کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ (مسلمانوں کی جماعت) کو حرقات کی طرف (دشمنوں کی سرکوبی) کے لئے بھیجا۔ ان کو علم ہو گیا سب فرار ہو گئے ایک شخص مل گیا۔ جب اس کو پکڑ لیا اس کے بعد قتل کا ارادہ کیا تو اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا۔ مگر اس کے باوجود اس کو قتل کر دیا۔ پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا **لَقَدْ بَلََا لِلّٰہِ الْاَلٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ**۔ قیامت میں جب وہ لا الہ الا اللہ کے آئے گا تمہیں کون نجات دے گا۔ عرض کیا اس نے ہتھیار کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔ اس پر ارشاد فرمایا **هَلَّا شَقَقْتُ عَنْ قَلْبِہِ** اس کے دل کو جبر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تمہیں علم ہو جاتا کہ اس وجہ سے اس نے کلمہ پڑھا ہے یا اس وجہ سے نہیں۔ اور پھر برابر بھی کلمہ بار بار ارشاد فرماتے رہے **مَنْ لَّکَ بِلَاِہِ الْاَلٰہِ الْاَلٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ**۔ قیامت میں جب وہ لا الہ الا اللہ کے آئے گا تمہیں کون بجائے گا یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا کہ اسلام لانے سے گزشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، یہ گناہ بھی معاف ہو جاتا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا علم کہ اس نے ہتھیار کے ڈر سے کہا اور اس نے اسلام قبول نہیں کیا حاصل ہوئی کوئی صورت نہیں کہ جویر کو دیکھ لو تب بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ سو اپنی طرف سے محض گمان سے حکم لگانے کی اجازت نہیں (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

دالوں کو اپنے چہروں کے آلودہ ہونے کا بھی اندیشہ نہ ہوا، سورج پر غبار پھینکنے والوں کو اپنی آنکھوں پر بھی رحم نہ آیا۔ دوسروں کے قلعہ ایکانی پر تیشہ زنی کرنے والوں کو اپنے دین و ایمان کے پارہ پارہ ہونے کا بھی خیال نہ ہوا نہ اپنے مخالف حضرات کی زندگیاں، اتباعِ سنت، عشقِ الہی، دینی خدمات و مجاہدات سے بھرپور و سرشار ان کے سامنے رہیں، جن کا جرم صرف یہ تھا کہ انھوں نے اپنے پاس قوی دلائل ہونے کی وجہ سے ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملائی، ان کی آواز پر قرآن و سنت سے آنکھیں بند کر کے **اَمْنَا وَ صَدَقْنَا** نہیں کہا۔

کہیں عوام سے انصاف و فیصلہ کی اپیلیں کی گئیں، اور دنیوی عدالتوں میں دنیا میں عدل و انصاف پھیلانے والوں اور دنیا کے فیصلے کرنے والوں نے انصاف و فیصلہ کی بھیک مانگی اور اس کے لئے وہ سب کچھ کیا جس کو ایک عام دنیا دار انسان بھی کرتا ہوا شرماتا ہے، جس سے عالمانہ وقار بھی مجروح ہوا، بزرگانہ عظمت پر بھی دھبہ آیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کہ اس نے ہتھیار کے ڈر سے کلمہ پڑھا ہے بلکہ ظاہرِ قول کا ہی اعتبار کیا جائیگا۔ دلوں کا معاملہ عالم الغیب الشہادۃ کے حوالہ ہے۔ مقامِ غور ہے کہ دشمنوں کا فزون کی جماعت کا ایک شخص اس کے ساتھی فرار ہو گئے وہ پکڑا گیا ایسی حالت میں وہ کلمہ پڑھتا ہے اس سے پہلے اس کوئی عمل اسلام کے مطابق سامنے نہیں آیا۔ اس کے باوجود اس کے کلمہ پڑھنے سے اس کے ساتھ اسلام کا معاملہ کیا گیا اور اس کے کلمہ پڑھنے کا لحاظ کیا گیا۔ مگر افسوس آج جبکی زندگی سراسر دین کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہے اور دین کے لئے وقف ہے اتباعِ سنت عشقِ الہی سے منور ہے ان کے فسق بلکہ کفر کا فتویٰ دینے میں بھی باک نہیں ہوتا۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چسراغ سے

وہ علماء دین حق جن کا مذہب، مسلک، مشرب سب ایک تھا جو باطل کے لئے ایک آہنی دیوار تھے، خود دو حصوں، فرقوں، گردہوں میں تقسیم ہو گئے ان سے متعلقین، ائمہ مساجد، اصحاب مدارس اس کی زد میں آئے اور جس معاملہ کی کسی باطل و گمراہ فرقہ کے ساتھ بھی شرعاً اجازت نہیں ایک دوسرے کے ساتھ اپنایا گیا۔ اور اپنی تمام تر قوتیں، توانیاں، متفق علیہ و جمع علیہ مسائل کی اشاعت اور باطل و گمراہ فرقوں، طاقتوں کے برخلاف استعمال کرنے کے بجائے ایک دوسرے کی تذلیل، توہین، تجہیل، تحقیر، نقیض پر صرف کی جانے لگی اور اس کو اہم دینی خدمت تصور کر کے اپنا پورا زور اس پر صرف کر دیا عوام بلکہ زر خیز اوباشوں کو بھی اس کے لئے استعمال کیا فَاَلَيْسَ لِلّٰهِ الْمُسْتَعَانُ سے

خبر کیا تھی کہ ایسا دور بھی اگل نیا والا ہے

کرفتنہ رفتہ چھن جائیں گی ساری خوبیاں ہم سے

یہاں تک گردشِ دور فلک پست ہوتا ہے!

کہ گردہا بھی کرتی پھرے گی شوخیاں ہم سے!

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پر آسکتا نہیں جو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی مگر اس نازک، قیامت خیز، پُر فتن دور میں بعض شخصیتیں کو وہ وقار اور مکمل تصویرِ صبر و رضائی ہوئیں اسلاف کی روایات و اقدار کی محافظ اور نگہبان بنی رہیں۔ یہ اختلاف و انتشار ان کے لئے سوہانِ روح بن گیا نہ کچھ کہتے ہی بن پڑتی نہ کوئی تدبیر ہی کارگر نظر آتی۔ دلوں پر غموں کے پہاڑ اور لبوں پر خاموشی البتہ کبھی پورے ضبط و تحمل کے باوجود آنکھ کے آنسو

دل کے اضطراب اور بے چینی دے کلی کو ظاہر کر دیتے سے

مرا در دیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد

و گردم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

اکثر ایسا ہو کہ کھانا آیا بھوک غائب رات کو بستر پر لیٹے نیند ندارد، چند کروٹیں بدلیں اور اٹھ بیٹھے سے

کسی قسم ظریف کی اختر شمار یوں کے مزے

نزد کر جس نے گذاری ہوساری نہ کیا جانے

سیدی و مرشدی بقیۃ السلف، فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمد حسن صاحب مفتی اعظم ہند ادام اللہ ظلال برکاتہم تحسین کردار، بلندی اخلاق اور اسلاف کی روایات و اقدار کا وہ اعلیٰ نمونہ ہیں جو اس منزلتِ اقدامِ اعلام، صبرِ آزما نازک دور میں گویا انھیں کا حصہ ہے جن کا باطن سوزاں و بریاں اور ظاہر شادال و خنداں سے

بلبل نیم کہ نغمہ زغم و درد سرکنم قمری نیم کہ طوق بگردن در آورم
پروانہ نیستم کہ بسوزم بگرد شمع شمع کہ جاں گدازم و دم برینا و دم
نہ حب جاہ نہ خواہش نفسانی، طبیعت کا ہر ارادہ و تقاضہ فانی، صرف رضا حق باقی
ہر حرکت و سکون لہذا فی اللہ

سفر، حضر میں عموماً بالخصوص جبکہ حاضرین میں علماء ہوتے اپنے اکابر اور ائمہ محدثین و مجتہدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اختلاف برائے کے باوجود باہمی اکرام و احترام، تعظیم و تکریم، محبت و مودت کے واقعات بڑی تفصیل سے انتہائی شوق و ذوق اور دلہانہ انداز سے سناتے اور بعض دفعہ انتہائی صبر و تحمل کے باوجود آنسوؤں کی لڑیوں کے ساتھ گریہ و بکا کی

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

وہ علماء دین حق جن کا مذہب، مسلک، مشرب سب ایک تھا جو باطل کے لئے ایک آہنی دیوار تھے، خود دو حصوں، فرقوں، گردہوں میں تقسیم ہو گئے ان سے متعلقین، ائمہ مساجد، اصحاب مدارس اس کی زد میں آئے اور جس معاملہ کی کسی باطل و گمراہ فرقہ کے ساتھ بھی شرعاً اجازت نہیں ایک دوسرے کے ساتھ اپنایا گیا۔ اور اپنی تمام تر قوتیں، توانیاں، متفق علیہ و جمع علیہ مسائل کی اشاعت اور باطل و گمراہ فرقوں، طاقتوں کے برخلاف استعمال کرنے کے بجائے ایک دوسرے کی تذلیل، توہین، تجہیل، تحقیر، نقیض پر صرف کی جانے لگی اور اس کو اہم دینی خدمت تصور کر کے اپنا پورا زور اس پر صرف کر دیا عوام بلکہ زر خیز اربابوں کو بھی اس کے لئے استعمال کیا فَاَلَا لِلّٰهِ الْمُشْتَكٰی وَاللّٰهُ الْمُسْتَعٰنُ سے

خبر کیا تھی کہ ایسا دور بھی اک نیا والا ہے

کرفتنہ رفتہ چھن جائیں گی ساری خوبیاں ہم سے

یہاں تک گردشِ دور فلک پست ہوتا ہے!

کہ گردہا بھی کرتی پھرے گی شوخیاں ہم سے!

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پر آسکتا نہیں جو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی مگر اس نازک، قیامت خیز، پُر فتن دور میں بعض شخصیتیں کو وہ وقار اور مکمل تصویرِ صبر و رضائی ہوئیں اسلاف کی روایات و اقدار کی محافظ اور نگہبان بنی رہیں۔ یہ اختلاف و انتشار ان کے لئے سوہانِ روح بن گیا نہ کچھ کہتے ہی بن پڑتی نہ کوئی تدبیر ہی کارگر نظر آتی۔ دلوں پر غموں کے پہاڑ اور لبوں پر خاموشی البتہ کبھی پورے ضبط و تحمل کے باوجود آنکھ کے آنسو

دل کے اضطراب اور بے چینی دے کلی کو ظاہر کر دیتے سے

مرا در دیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد

و گردم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

اکثر ایسا ہو کہ کھانا آیا بھوک غائب رات کو بستر پر لیٹے نیند ندارد، چند کروٹیں بدلیں اور اٹھ بیٹھے سے

کسی قسم ظریف کی اختر شمار یوں کے مزے

نزد کر جس نے گذاری ہوساری نہ کیا جانے

سیدی و مرشدی بقیۃ السلف، فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمد حسن صاحب مفتی اعظم ہند ادام اللہ ظلال برکاتہم تحسین کردار، بلندی اخلاق اور اسلاف کی روایات و اقدار کا وہ اعلیٰ نمونہ ہیں جو اس منزلتِ اقامِ اعلام، صبرِ آزما نازک دور میں گویا انھیں کا حصہ ہے جن کا باطن سوزاں و بریاں اور ظاہر شادال و خنداں سے

بلبل نیم کہ غصہ زخم و درد سر کنم قمری نیم کہ طوق بگردن در آورم
پروانہ نیستم کہ بسوزم بگرد شمع شمع کہ جاں گدازم و دم بر نیادرم
نہ حب جاہ نہ خواہش نفسانی، طبیعت کا ہر ارادہ و تقاضہ فانی، صرف رضا حق باقی
ہر حرکت و سکون لبت فی اللہ

سفر، حضر میں عموماً بالخصوص جبکہ حاضرین میں علماء ہوتے اپنے اکابر اور ائمہ محدثین و مجتہدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اختلاف رائے کے باوجود باہمی اکرام و احترام، تعظیم و تکریم، محبت و مودت کے واقعات بڑی تفصیل سے انتہائی شوق و ذوق اور دلہانہ انداز سے سناتے اور بعض دفعہ انتہائی صبر و تحمل کے باوجود آنسوؤں کی لڑیوں کے ساتھ گریہ و بکا کی

آواز بھی نکل جاتی۔ حاضرین بھی بے قابو ہو جاتے اور اس شعر کا مصداق ہوتا ہے
 آغند لب مل کر کریں آہ و زاریاں
 تو پکار رہائے گل میں چلاؤں ہائے دل!

احقر نے محسوس کیا کہ حضرت والا دامت برکاتہم کے قلب پر اس اختلاف
 کی اس صورت حال کا گہرا اثر ہے۔ اور قلوب میں اسلاف و اکابر کے طرز عمل
 کو اُنڈیل دینا چاہتے ہیں۔

احقر نے مختلف مجالس میں ان سُننے ہوئے واقعات کو مزید اضافے کے
 ساتھ یکجا کر دیا ان کے حوالے بھی دیدیے اور شروع میں چند آیات احادیث
 مع ترجمہ و تشریح بھی شامل کر دیں۔ احادیث کے انتخاب و تلاش میں میرے محسن
 کرم فرما، مخلص دوست مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب مدّت فیوضہم نے خاص تعاون
 فرمایا۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔

قطب الافق شبیح الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ
 کار سالہ الاعتدال فی مراتب الرجال المعروف بہ اسلامی سیاست مع تکرار
 مولانا مفتی عاشق الہی مہاجر مدنی دامت برکاتہم جو اسی موضوع پر ہے بطور خاص
 سامنے رہا ہے اور اس سے پورا استفادہ کیا ہے۔ اللہ پاک اس رسالہ کا ثواب
 بھی حضرت شبیح نور اللہ مرقدہ کی روح مبارک کو پہونچائے۔

فقید الامت حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم کو سُننا بھی دیا گیا ہے
 اور حضرت والا زید مجدہم نے اصلاحات بھی فرمائیں۔ البتہ حضرت اقدس مفتی صاحب
 دامت برکاتہم سے متعلق جو حصہ ہے اس کو نہیں سنایا گیا۔ چونکہ حضرت والا دامت
 برکاتہم کمال تواضع اور کمال عبدیت و فنایت کی بنا پر اپنی ذات سے متعلق
 سُننے کے ہرگز روادار نہ ہوتے اور نہ اس کی اشاعت کی اجازت دیتے

جیسا کہ اس سے قبل کئی مرتبہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ اس لئے بمجبوری اس حصہ کو
 بلا سُننائے ہوئے ہی کتاب میں شامل کر دیا گیا۔ اللہ پاک اپنی اور اپنے اولیاء
 کی ناراضگی سے پوری پوری حفاظت فرمائے۔ آمین! اللہ پاک حضرت والا دامت
 برکاتہم کا سایہ مبارک صحت و عافیت اور فیوض و برکات کے ساتھ دراز فرمائے۔
 مدینہ منورہ (زادہما اللہ شرفاً و کرامۃ) میں محذوم و مکرم مولانا مفتی عاشق الہی
 صاحب برنی مہاجر مدنی دامت برکاتہم نے بھی اس کا اکثر حصہ سُننا اور مفید
 مشوروں سے نوازا اور بہت مسرت کا اظہار بھی فرمایا۔ اللہ پاک ان کو بھی جزاء
 خیر عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات کو عام و تمام فرمائے۔ اور اس رسالہ کو
 بیکار قبول فرمائے اور اس کے ذریعہ مخلوق کو زیادہ سے زیادہ نفع پہونچائے
 اور امت کے اس عظیم انتشار کے ختم ہونے کا ذریعہ فرمائے۔ آمین! فقط

العبد محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ ملیر

۱۲ / ۹ / ۱۴۱۰ھ

آواز بھی نکل جاتی۔ حاضرین بھی بے قابو ہو جاتے اور اس شعر کا مصداق ہوتا ہے

آعندليب مل کر کریں آہ و زاریاں

تو پکار رہائے گل میں چلاؤں ہائے دل!

احقر نے محسوس کیا کہ حضرت والا دامت برکاتہم کے قلب پر اس اختلاف کی اس صورت حال کا گہرا اثر ہے۔ اور قلوب میں اسلاف و اکابر کے طرز عمل کو اُنڈیل دینا چاہتے ہیں۔

احقر نے مختلف مجالس میں ان سُننے ہوئے واقعات کو مزید اضافے کے ساتھ یکجا کر دیا ان کے حوالے بھی دیدیے اور شروع میں چند آیات احادیث مع ترجمہ و تشریح بھی شامل کر دیں۔ احادیث کے انتخاب و تلاش میں میرے محسن، کرم فرما، مخلص دوست مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب مدّت فیوضہم نے خاص تعاون فرمایا۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔

قطب الاقطاب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ کار سالہ الاعتدال فی مراتب الرجال المعروف بہ اسلامی سیاست مع تکرّم مولانا مفتی عاشق الہی مہاجر مدنی دامت برکاتہم جو اسی موضوع پر ہے بطور خاص سامنے رہا ہے اور اس سے پورا استفادہ کیا ہے۔ اللہ پاک اس رسالہ کا ثواب بھی حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی روح مبارک کو پہونچائے۔

فقید الامّت حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم کو سُننا بھی دیا گیا ہے اور حضرت والا زید مجدہم نے اصلاحات بھی فرمائیں۔ البتہ حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم سے متعلق جو حصہ ہے اس کو نہیں سنایا گیا۔ چونکہ حضرت والا دامت برکاتہم کمال تواضع اور کمال عبدیت و فنایت کی بنا پر اپنی ذہانت سے متعلق سُننے کے ہرگز روادار نہ ہوتے اور نہ اس کی اشاعت کی اجازت دیتے

جیسا کہ اس سے قبل کئی مرتبہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ اُس لئے بمجبوری اس حصہ کو بلا سُنائے ہوئے ہی کتاب میں شامل کر دیا گیا۔ اللہ پاک اپنی اور اپنے اولیاء کی ناراضگی سے پوری پوری حفاظت فرمائے۔ آمین! اللہ پاک حضرت والا دامت برکاتہم کا سایہ مبارک صحت و عافیت اور فیوض و برکات کے ساتھ دراز فرمائے۔ مدینہ منورہ (رزادہ اللہ شرفاً و کرامتاً) میں محذوم و مکرم مولانا مفتی عاشق الہی صاحب برنی مہاجر مدنی دامت برکاتہم نے بھی اس کا اکثر حصہ سُننا اور مفید مشوروں سے نوازا اور بہت مسرت کا اظہار بھی فرمایا۔ اللہ پاک ان کو بھی جزاء خیر عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات کو عام و تمام فرمائے۔ اور اس رسالہ کو بیکار قبول فرمائے اور اس کے ذریعہ مخلوق کو زیادہ سے زیادہ نفع پہونچائے اور اُمت کے اس عظیم انتشار کے ختم ہونے کا ذریعہ فرمائے۔ آمین! فقط

العبد محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ ملیر

۱۲ / ۹ / ۱۴۱۰ھ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ وَسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً ۚ فَالْفُتُوْنُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاصْبِرْهُمْ يَنْصِبُهُ
اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذٰلِكَ
یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب
متفق بھی رہو اور باہم نا اتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے
اس کو یاد کرو جبکہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت
ڈال دی۔ سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ
دوزخ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی۔
اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ
پر رہو (بیان القرآن)۔

فائدہ :- آیت پاک سے چند باتیں مفہوم ہوتی ہیں (۱) باہمی اتفاق کا اللہ
پاک نے حکم فرمایا ہے (۲) نا اتفاقی کی ممانعت ہے (۳) باہمی الفت و اتفاق،
بھائی چارگی اللہ پاک کی بڑی نعمت ہے (۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حبیل اللہ (اللہ کی رستی) کتاب اللہ ہے جو آسمان سے
زمین تک ٹٹکی ہوئی ہے (۵) باہم اتفاق کا طریقہ ہے کہ سب مل کر کتاب اللہ پر

عمل کریں، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سب مسلمان باہم متفق و متحد اور منظم ہو جائیں
جیسے کوئی جماعت ایک رستی کو پکڑے ہوئے ہو تو پوری جماعت ایک جسم واحد بن
جاتی ہے۔ پس سب مل کر اس کو مضبوطی سے تھام لیں تو ملت اسلامی کا شیرازہ
خود بخود منظم ہو جائے، جیسا کہ اسلام کے قرون اولیٰ میں اس کا مشاہدہ ہو چکا
ہے (۶) جس طرح باہمی اتفاق و اتحاد کا ذریعہ صرف کتاب اللہ پر مضبوطی
سے عمل کرنا ہے (۷) اسی طرح کتاب اللہ پر عمل نہ کرنا نا اتفاقی کا ذریعہ ہے۔
(۲) وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذٰلِكَ هُبَّ بَرٍّ بِحُكْمٍ وَاصْبِرُوا
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ط اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے۔
اور تمہاری ہوا اکھڑ جاوے گی۔ اور صبر کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں
کے ساتھ ہیں (بیان القرآن)

فائدہ :- آیت پاک سے معلوم ہوا (۱) نزاع باہمی ممنوع ہے (۲) نزاع
کم ہمتی، بزدلی، مہربانی کا ذریعہ ہے کہ باہمی نزاع سے یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں
جس کا آج کل مشاہدہ ہے۔ نزاع سے حفاظت صبر کے ذریعہ ہوتی ہے کہ خلاف
مزاج باتوں پر صبر کرنے سے نزاع ختم ہو جاتا ہے (۴) صبر کرنے والوں کے ساتھ
اللہ پاک کی خصوصی مدد ہوتی ہے۔

(۳) وَلَا تَفْشَلُوا ۚ قُلُوْبُہُمْ لَوْ اَنْفَقْتُ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَا اَلْفَتْ
بَلِیْنٌ قُلُوْبُہُمْ ۚ وَكَذٰلِكَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حٰکِیْمٌ ط اور اللہ تعالیٰ نے ہی ان کے
قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا۔ اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان
کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے۔ لیکن اللہ ہی نے ان میں باہمی اتفاق پیدا
کر دیا، بیشک وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں (بیان القرآن)

فائدہ :- یہاں باہمی اتفاق کو اللہ پاک نے اپنے خصوصی احسان کے
آئینہ بنایا ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ وَسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً ۚ فَالْفُتُوْنُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاصْبِرْهُمْ يَنْصِبْهُمْ
اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ ۚ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذٰلِكَ
یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب
متفق بھی رہو اور باہم نا اتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے
اس کو یاد کرو جبکہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت
ڈال دی۔ سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ
دوزخ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی۔
اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ
پر رہو (بیان القرآن)۔

فائدہ :- آیت پاک سے چند باتیں مفہوم ہوتی ہیں (۱) باہمی اتفاق کا اللہ
پاک نے حکم فرمایا ہے (۲) نا اتفاقی کی ممانعت ہے (۳) باہمی الفت و اتفاق،
بھائی چارگی اللہ پاک کی بڑی نعمت ہے (۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حبیل اللہ (اللہ کی رستی) کتاب اللہ ہے جو آسمان سے
زمین تک ٹٹکی ہوئی ہے (۵) باہم اتفاق کا طریقہ ہے کہ سب مل کر کتاب اللہ پر

عمل کریں، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سب مسلمان باہم متفق و متحد اور منظم ہو جائیں
جیسے کوئی جماعت ایک رستی کو پکڑے ہوئے ہو تو پوری جماعت ایک جسم واحد بن
جاتی ہے۔ پس سب مل کر اس کو مضبوطی سے تھام لیں تو ملت اسلامی کا شیرازہ
خود بخود منظم ہو جائے، جیسا کہ اسلام کے قرون اولیٰ میں اس کا مشاہدہ ہو چکا
ہے (۶) جس طرح باہمی اتفاق و اتحاد کا ذریعہ صرف کتاب اللہ پر مضبوطی
سے عمل کرنا ہے (۷) اسی طرح کتاب اللہ پر عمل نہ کرنا نا اتفاقی کا ذریعہ ہے۔
(۲) وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذٰلِكَ هُبَّ بَرٍّ بِحُكْمٍ وَاصْبِرُوا
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ط اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے۔
اور تمہاری ہوا اکھڑ جاوے گی۔ اور صبر کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں
کے ساتھ ہیں (بیان القرآن)

فائدہ :- آیت پاک سے معلوم ہوا (۱) نزاع باہمی ممنوع ہے (۲) نزاع
کم ہمتی، بزدلی، مہربانی کا ذریعہ ہے کہ باہمی نزاع سے یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں
جس کا آج کل مشاہدہ ہے۔ نزاع سے حفاظت صبر کے ذریعہ ہوتی ہے کہ خلاف
مزاج باتوں پر صبر کرنے سے نزاع ختم ہو جاتا ہے (۴) صبر کرنے والوں کے ساتھ
اللہ پاک کی خصوصی مدد ہوتی ہے۔

(۳) وَلَا تَفْشَلُوا ۚ قُلُوْبُہُمْ لَوْ اَنْفَقْتُ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَا اَلْفَتْ
بَلِیْنٌ قُلُوْبُہُمْ ۚ وَكَیِّنَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حٰکِمٌ ط اور اللہ تعالیٰ نے ہی ان کے
قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا۔ اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان
کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے۔ لیکن اللہ ہی نے ان میں باہمی اتفاق پیدا
کر دیا، بیشک وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں (بیان القرآن)

فائدہ :- یہاں باہمی اتفاق کو اللہ پاک نے اپنے خصوصی احسان کے
آئینہ بنایا ہے

طور پر بیان فرمایا ہے جس سے اللہ پاک کے نزدیک اس کا محبوب و پسندیدہ ہونا خوب ظاہر ہے (۲) باہمی اتفاق اللہ پاک ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ دنیا کی دولت، قوت، حکومت، قانون وغیرہ کسی چیز کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ (۳) اس آیت کے بعد کی آیات میں جہاد و قتال کا حکم ہے جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ جہاد اور دیگر عمومی اہم کاموں کے لئے باہمی اتفاق بہت ضروری ہے۔

(۴) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ سَجْعَلُ لّٰہُمُ الرَّحْمٰنُ وُزُوْا ۙ۔ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کر دے گا (بیان القرآن)

فائدہ :- معلوم ہوا کہ ایمان اور اعمال صالحہ پر اللہ پاک کی طرف سے محبت اور باہمی اتفاق کا وعدہ ہے جس قدر ایمان میں پختگی ہوگی اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اور اعمال صالحہ کئے جائیں گے اسی درجہ باہمی اُلفت و محبت پیدا ہوگی۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جس درجہ اس میں کمی ہوگی اُسی درجہ باہمی اُلفت و محبت میں کمی ہوگی۔

(۵) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۚ فَاصْلَحُوْا بَيْنَ اٰخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَرْحَمُوْنَ۔ مسلمان تو سب بھائی ہیں، سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جاوے (بیان القرآن)

فائدہ :- (۱) پہلے جملہ ”اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ“ میں اتفاق باہمی کا طریقہ بتایا ہے کہ باہم بھائیوں کی طرح رہیں (کہ حسن سلوک سے پیش آئیں اور خلاف مزاج باتوں کو درگزر کر دیا کریں) کہ اس سے باہم اتفاق رہے گا۔ (۲) اگر کسی وجہ سے باہم نزاع ہو جائے تو دوسرے جملہ ”فَاصْلَحُوْا بَيْنَ“

اُخوئیکم (اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو) میں ان کے درمیان صلح صفائی کرائے کا حکم فرمایا ہے (۲) ان دونوں چیزوں کے لئے ضروری ہے تقویٰ، کہ جب انسان میں اللہ پاک کا ڈر ہوگا اس کے اوامر پر عمل کرے گا لڑائی سے بچے گا تو باہم بھائی چارگی بھی اختیار کرے گا، اور صلح و صفائی بھی کرائے گا۔ اس لئے تیسرے جملہ میں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ہے۔ (۴) لَعَلَّکُمْ تَرْحَمُوْنَ، تاکہ تم پر رحمت کی جاوے۔ اس جملہ میں بتایا ہے کہ یہ تینوں چیزیں اختیار کرنے سے بندہ خصوصی رحمت خداوندی کا مستحق ہوتا ہے۔ اس آیت سے بھی باہمی اتفاق و اتحاد کا عند اللہ محبوب و پسندیدہ ہونا اور باہمی نزاع کا نا پسندیدہ ہونا معلوم ہوا۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ باہمی اتفاق کا حکم ہے اور باہمی نزاع ممنوع ہے۔ باہمی اتفاق سبب رحمت اور باہمی نزاع رحمت سے محرومی کا سبب ہے۔

اگلی آیات میں ان چیزوں کی ممانعت فرمائی ہے جو نزاع باہمی سبب ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

(۶) یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرُوْا مِنْ قَوْمٍ قَسَمَ اللّٰہُ لَیْسَ بِہُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَہُمْ اَشَدُّ حَیْزًا مِّنْ نَّفْسِکُمْ ۚ وَ لَا تَنَازَعُوْا بِاللُّغَابِ وَ یَسْمَعُ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ ۚ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۙ

اے ایمان والو! تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے۔ کیا عجیب ہے وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے، کیا عجیب ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے اور جو باز نہ آویں گے تو وہ

طور پر بیان فرمایا ہے جس سے اللہ پاک کے نزدیک اس کا محبوب و پسندیدہ ہونا خوب ظاہر ہے (۲) باہمی اتفاق اللہ پاک ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ دنیا کی دولت و قوت، حکومت، قانون وغیرہ کسی چیز کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ (۳) اس آیت کے بعد کی آیات میں جہاد و قتال کا حکم ہے جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ جہاد اور دیگر عمومی اہم کاموں کے لئے باہمی اتفاق بہت ضروری ہے۔

(۴) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ سَجْعَلُ لَہُمْ الرِّجْلَ وُ دَّۡا ۙ۔ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کر دے گا (بیان القرآن)

فائدہ:- معلوم ہوا کہ ایمان اور اعمال صالحہ پر اللہ پاک کی طرف سے محبت اور باہمی اتفاق کا وعدہ ہے جس قدر ایمان میں پختگی ہوگی اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اور اعمال صالحہ کئے جائیں گے اسی درجہ باہمی اُلفت و محبت پیدا ہوگی۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جس درجہ اس میں کمی ہوگی اُسی درجہ باہمی اُلفت و محبت میں کمی ہوگی۔

(۵) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۖ فَاصْلَحُوْا بَيْنَ اٰخْوَانِكُمْ وَاَتَقُوا اللّٰہَ لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُوْنَ۔ مسلمان تو سب بھائی ہیں، سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جاوے (بیان القرآن)

فائدہ:- (۱) پہلے جملہ ”اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ“ میں اتفاق باہمی کا طریقہ بتایا ہے کہ باہم بھائیوں کی طرح رہیں (کہ حسن سلوک سے پیش آئیں اور خلاف مزاج باتوں کو درگزر کر دیا کریں) کہ اس سے باہم اتفاق رہے گا۔ (۲) اگر کسی وجہ سے باہم نزاع ہو جائے تو دوسرے جملہ ”فَاصْلَحُوْا بَيْنَ“

اُخوئیکم (اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو) میں ان کے درمیان صلح صفائی کرائے کا حکم فرمایا ہے (۲) ان دونوں چیزوں کے لئے ضروری ہے تقویٰ، کہ جب انسان میں اللہ پاک کا ڈر ہوگا اس کے اوامر پر عمل کرے گا لڑائی سے بچے گا تو باہم بھائی چارگی بھی اختیار کرے گا، اور صلح و صفائی بھی کرائے گا۔ اس لئے تیسرے جملہ میں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ہے۔ (۳) لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُوْنَ، تاکہ تم پر رحمت کی جاوے۔ اس جملہ میں بتایا ہے کہ یہ تینوں چیزیں اختیار کرنے سے بندہ خصوصی رحمت خداوندی کا مستحق ہوتا ہے۔ اس آیت سے بھی باہمی اتفاق و اتحاد کا عند اللہ محبوب و پسندیدہ ہونا اور باہمی نزاع کا نا پسندیدہ ہونا معلوم ہوا۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ باہمی اتفاق کا حکم ہے اور باہمی نزاع ممنوع ہے۔ باہمی اتفاق سبب رحمت اور باہمی نزاع رحمت سے محرومی کا سبب ہے۔

اگلی آیات میں ان چیزوں کی ممانعت فرمائی ہے جو نزاع باہمی سبب ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

(۶) یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرُوْا مِنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِنْہُمْ وَلَا نِسَاءً عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرًا مِنْھُنَّ وَلَا تَلْبِسُوْا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَرُوْا بِالْاَلْقَابِ ۚ یُبْسُ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ ۚ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ یَّذَبْ فَادْلِبْ ۚ هُمْ الظَّالِمُوْنَ ۚ

اے ایمان والو! تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے۔ کیا عجیب ہے وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے، کیا عجیب ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بُرا ہے اور جو باز نہ آویں گے تو وہ

ظلم کرنے والے ہیں۔

(۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا
كثيرًا مِّنَ الظُّلُمِ إِنَّ بَعْضَ الظُّلُمِ
أَشْرُّ وَلَا تَحْسَبُوا وَلَا يَعْتَبُ
بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ أَيَحِبُّ أَحَدُكُمْ
أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ
رَّحِيمٌ

اے ایمان والو! بہت سے
گناہوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گناہ گناہ
ہوتے ہیں۔ اور سرعام مٹ لگا یا کرو۔
اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے
کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند
کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا
گوشت کھالے، اس کو تو تم ناگوار سمجھتے
ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا
توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اور چونکہ عموماً انسان ان مذکورہ چیزوں میں خاندانی شرافت اور نسبی
امتیاز و برتری کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے اس وجہ سے خاندانی شرافت اور نسبی
برتری کی حیثیت کو ارشاد فرماتے ہیں۔

(۸) يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ
مِّن ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا
وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ
عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
خَبِيرٌ

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک
عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف
قومیں اور خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے
کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم
سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے

زیادہ پرہیزگار ہو۔ اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔

یہ سب چیزیں نزاع باہمی کا سبب ہیں اسلئے ان سب کی ممانعت فرمادی۔ یا یہ
سمجھے کہ نزاع باہمی کی وجہ سے انسان ان تمام ممنوعات و محرمات میں مبتلا ہوتا
ہے جس سے ظاہر ہے کہ نزاع باہمی کتنا شدید گناہ بلکہ شدید گناہوں کی جڑ

اور کتنا شدید مرض بلکہ شدید امراض کی جڑ ہے۔

جہل حدیث

حدیث پاک میں بھی نہ صرف یہ کہ اس کی مذمت بیان کی گئی ہے بلکہ وہ اصول
ارشاد فرمائے گئے ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان اس مہلک اور خطرناک مرض
سے نجات پاتا اور محفوظ رہتا ہے۔ اس لئے چند احادیث اس سے متعلق عرض ہیں۔

زبان کی حفاظت

عموماً زبان کی بے احتیاطی کی وجہ سے اختلاف و نزاع پیدا ہوتا ہے۔ اگر
زبان کی حفاظت کی جائے اور بے موقع اس کو استعمال نہ کریں تو اختلاف و
نزاع کی بھی لزوم نہ آئے۔ چنانچہ ارشادِ عالی ہے۔

(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا.
رواہ احمد (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳ ج ۲)

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے۔

(۲) عَنْ عَقْبَةَ بْنِ حَامِرٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النِّجَاحُ
فَقَالَ أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ میری رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو میں نے
عرض کیا کہ نجات (کا ذریعہ) کیا ہے؟

ظلم کرنے والے ہیں۔

(۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا
كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ
اشْعَرٌ وَلَا يَنْفَعُ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّ
بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيَحِبُّ أَحَدُكُمْ
أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ
رَّحِيمٌ

اے ایمان والو! بہت سے
گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ
ہوتے ہیں۔ اور سرعام مٹ لگا یا کرو۔
اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے
کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند
کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا
گوشت کھالے، اس کو تو تم ناگوار سمجھتے

ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔
اور چونکہ عموماً انسان ان مذکورہ چیزوں میں خاندانی شرافت اور نسبی
امتیاز و برتری کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے اس وجہ سے خاندانی شرافت اور نسبی
برتری کی حیثیت کو ارشاد فرماتے ہیں۔

(۸) يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ
مِّن ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا
وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ
عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
خَبِيرٌ

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک
عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف
قومیں اور خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے
کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم
سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے

زیادہ پرہیزگار ہو۔ اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔
یہ سب چیزیں نزاع باہمی کا سبب ہیں اسلئے ان سب کی ممانعت فرمادی۔ یا یہ
سمجھے کہ نزاع باہمی کی وجہ سے انسان ان تمام ممنوعات و محرمات میں مبتلا ہوتا
ہے جس سے ظاہر ہے کہ نزاع باہمی کتنا شدید گناہ بلکہ شدید گناہوں کی جڑ

اور کتنا شدید مرض بلکہ شدید امراض کی جڑ ہے۔

جہل حدیث

حدیث پاک میں بھی نہ صرف یہ کہ اس کی مذمت بیان کی گئی ہے بلکہ وہ اصول
ارشاد فرمائے گئے ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان اس مہلک اور خطرناک مرض
سے نجات پاتا اور محفوظ رہتا ہے۔ اس لئے چند احادیث اس سے متعلق عرض ہیں۔

زبان کی حفاظت

عموماً زبان کی بے احتیاطی کی وجہ سے اختلاف و نزاع پیدا ہوتا ہے۔ اگر
زبان کی حفاظت کی جائے اور بے موقع اس کو استعمال نہ کریں تو اختلاف و
نزاع کی بھی لزبیت نہ آئے۔ چنانچہ ارشادِ عالی ہے۔

(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُمَا) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا.
رواہ احمد (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳ ج ۲)

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے۔

(۲) عَنْ عَقْبَةَ بْنِ حَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النِّجَاحُ
فَقَالَ أَمْلِكْ عَلَىكَ لِسَانَكَ وَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ میری رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو میں نے
عرض کیا کہ نجات (کا ذریعہ) کیا ہے؟

لَسَعْلَكَ نَبِيَّتُكَ وَابْنُكَ عَلَى
حَطِيبُكَ رِذَاءُ أَحْمَدَ وَالتَّوْمَذِي
(مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)
یعنی بلا ضرورت گھر سے نہ نکلو (۱۳) اور
اپنی غلطی پر رو کیا کرو۔

فائدہ :- (۱) زبان بے قابو ہو کر جس کو جو چاہا کہہ دیا بڑے فتنوں کا ذریعہ
ہے اس لئے زبان کو قابو میں رکھنے کا حکم فرمایا۔ جب زبان قابو میں ہوگی تو
بلا ضرورت بلا موقع نہ بولے گا۔ اور جب بولے گا اچھی طرح اس کے نتیجہ و انجام
پر غور کر کے بولے گا جس سے بہت سے فتنوں سے نجات پاجائے گا اور بہت
سے گناہوں سے بھی محفوظ رہے گا (۲) بلا ضرورت گھر سے باہر رہنا گھومنا
بھی بہت سے فتنوں، جھگڑوں، گناہوں کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر بلا ضرورت
دینی و دنیوی گھر سے نہ نکلے تو ان سب گناہوں، فتنوں سے نجات پاجائے۔
(۳) آج ہر انسان اپنے کو بھول کر دوسروں کی اصلاح کی فکر میں لگا رہتا ہے
اور اصلاح بھی مقصود نہیں ہوتی، دوسروں کے عیوب کی تلاش میں رہتا ہے
جس سے بڑے فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنی خطاؤں کو یاد کر کے
ان پر ندامت کے ساتھ رو کیا کرے ان کی اصلاح کی فکر کرے تو دوسروں کے
عیوب کے پیچھے نہیں پڑے گا، نہ کسی سے بدگمان ہو گا اور بہت سے فتنوں
سے نجات مل جائے گی۔ ہوتی جب تک اپنی خبر نہ رہے دیکھتے اوروں کے عیب ہنر
پر ہی اپنے گناہوں پر جبکہ نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا
شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے :-

راپیرداناے روشن شہاب دوانداز فرمود بر روی آب
یکے آنکہ بر خود خود میں مباش دگر آنکہ بر غیر بد میں مباش

مجھ کو پیردانا روشن دل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے
دریا میں سفر کرتے ہوئے دو نصیحت فرمائیں۔ ایک یہ کہ اپنی خوبی و کمال
دیکھنے والامت ہو۔ دوسرے کی بُرائی نہ دیکھنے والامت ہو۔
غیر کی آنکھوں کا تنگہ تجھ کو اتنا بے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی !

ایک حدیث پاک میں زبان کا اندیشہ ہی سب چیزوں سے زیادہ بیان
کیا گیا ہے۔

(۳) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
التَّقِيفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا أَخَوْفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ قَالَ فَاخْذْ
بِلِسَانِهِ وَقَالَ هَذَا رِوَاةُ التَّوْمَذِ
(مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)
حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو میرے بارے
میں سب سے زیادہ کس چیز کا اندیشہ ہے۔
تو آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر
فرمایا۔ اس کا۔

فائدہ :- جس چیز کا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ
اندیشہ ہو اُس سے کتنا بچنا چاہیے۔
ایک حدیث پاک میں ہے۔

(۴) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا
أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ
كُلَّهَا تَكْفُرُ بِاللِّسَانِ فَتَقُولُ اتَّقِ
اللَّهَ فَيُنَادِي نَحْنُ بِكَ فَإِنْ اسْتَقَمَّتْ
اسْتَقَمْنَا وَإِنْ زَاغَتْ حَاجَتِ
حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب ابن آدم
صبح کو اٹھتا ہے تو تمام اعضاء بدن
زبان کو قسم دیکر کہتے ہیں، ہمارے
بارے میں اللہ سے ڈرتی رہنا بلاشبہ

لَسَعْلَكَ نَبِيَّتُكَ وَابْنُكَ عَلَى
حَطِيبُكَ رِذَاةُ أَحْمَدَ وَالْقَوْمِ
(مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)
یعنی بلا ضرورت گھر سے نہ نکلو (۱۲) اور
اپنی غلطی پر رو دیا کرو۔

فائدہ :- (۱) زبان بے قابو ہو کر جس کو جو چاہا کہہ دیا بڑے فتنوں کا ذریعہ
ہے اس لئے زبان کو قابو میں رکھنے کا حکم فرمایا۔ جب زبان قابو میں ہوگی تو
بلا ضرورت بلا موقع نہ بولے گا۔ اور جب بولے گا اچھی طرح اس کے نتیجہ و انجام
پر غور کر کے بولے گا جس سے بہت سے فتنوں سے نجات پاجائے گا اور بہت
سے گناہوں سے بھی محفوظ رہے گا (۲) بلا ضرورت گھر سے باہر رہنا گھومنا
بھی بہت سے فتنوں، جھگڑوں، گناہوں کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر بلا ضرورت
دینی و دنیوی گھر سے نہ نکلے تو ان سب گناہوں، فتنوں سے نجات پاجائے۔
(۳) آج ہر انسان اپنے کو بھول کر دوسروں کی اصلاح کی فکر میں لگا رہتا ہے
اور اصلاح بھی مقصود نہیں ہوتی، دوسروں کے عیوب کی تلاش میں رہتا ہے
جس سے بڑے فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنی خطاؤں کو یاد کر کے
ان پر ندامت کے ساتھ رو دیا کرے ان کی اصلاح کی فکر کرے تو دوسروں کے
عیوب کے پیچھے نہیں پڑے گا، نہ کسی سے بدگمان ہو گا اور بہت سے فتنوں
سے نجات مل جائے گی۔ ہوتی جب تک اپنی خبر نہ رہے دیکھتے اور دیکھے عیب ہنر
پر ہی اپنے گناہوں پر جبکہ نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا
شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے :-

راپیرداناے روشن شہاب دوانداز فرمود بر روی آب
یکے آنکہ بر خود خود میں مباش دگر آنکہ بر غیر بد میں مباش

مجھ کو پیردانا روشن دل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے
دریا میں سفر کرتے ہوئے دو نصیحت فرمائیں۔ ایک یہ کہ اپنی خوبی و کمال
دیکھنے والامت ہو۔ دوسرے کی بُرائی نہ دیکھنے والامت ہو۔
غیر کی آنکھوں کا تنکہ تجھ کو اتنا بے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی !

ایک حدیث پاک میں زبان کا اندیشہ ہی سب چیزوں سے زیادہ بیان
کیا گیا ہے۔

(۳) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
التَّقِيفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا أَخَوْفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ قَالَ فَاخْذْ
بِلِسَانِهِ وَقَالَ هَذَا رِوَاةُ التَّوَمَدِ
(مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)
حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو میرے بارے
میں سب سے زیادہ کس چیز کا اندیشہ ہے۔
تو آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر
فرمایا۔ اس کا۔

فائدہ :- جس چیز کا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ
اندیشہ ہو اُس سے کتنا بچنا چاہیے۔
ایک حدیث پاک میں ہے۔

(۴) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا
أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ
كُلَّهَا تَكْفُرُ بِاللِّسَانِ فَتَقُولُ اتَّقِ
اللَّهَ فَيُنَادِي نَحْنُ بِكَ فَإِنْ اسْتَقَمَّتْ
اسْتَقَمْنَا وَإِنْ أَعْوَجَجَتْ
حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب ابن آدم
صبح کو اٹھتا ہے تو تمام اعضاء بدن
زبان کو قسم دیکر کہتے ہیں، ہمارے
بارے میں اللہ سے ڈرتی رہنا بلاشبہ

اَعُوْجَجْنَا رَوَاهُ الترمذی ص ۳۲ ہمارا معاملہ تیرے ہی ساتھ ہے۔ تو اگر سیدھی رہے ہم بھی سیدھے رہتے ہیں۔ اور اگر تو ٹیڑھی ہو جائے تو ہم بھی ٹیڑھے رہتے ہیں۔

فائدہ:- مطلب یہ ہے کہ زبان کے سیدھے چلنے میں (کہ صحیح بات زبان سے نکلے غلط نہ نکلے) تمام اعضاء کی سلامتی ہے۔ اور زبان کے ٹیڑھے ہونے میں (کہ زبان صحیح چلنے کے بجائے غلط چلے، کسی کو گالی دے کسی کو بُرا کہے) تمام اعضاء کے لئے زحمت ہے کہ لڑائی کی نوبت آئے تو مارتا تمام بدن پر پڑتی ہے۔

گفتگو میں بداحتیاطی کا وبال

بعض دفعہ انسان گفتگو میں بے احتیاطی کرتا ہے اور اس کو معمولی سمجھتا ہے حالانکہ بعض دفعہ ایک کلمہ بھی ہلاکت کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے (۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ رَوَاهُ الْبخاری (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)

بعض دفعہ انسان گفتگو میں بے احتیاطی کرتا ہے اور اس کو معمولی سمجھتا ہے حالانکہ بعض دفعہ ایک کلمہ بھی ہلاکت کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اللہ کی رضا کی کوئی بات بول دیتا ہے اور اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتا (لیکن) اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرما دیتے ہیں۔ اور کوئی بندہ اللہ پاک کو ناراض کرنے والی کوئی بات کہہ دیتا ہے اور اس کو کوئی اہمیت

نہیں دیتا (مگر) اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کو جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ فائدہ:- پس ضروری ہے کہ جو لفظ بولا جائے خوب سوچ لیا جائے کہ کہیں یہ خدائے پاک کی ناراضگی کا سبب بن کر جہنم میں ڈالے جانے کا ذریعہ نہ بن جائے۔

بلا تحقیق گفتگو کرنا

بعض دفعہ انسان کسی کے بارے میں سُنی سُنائی بات پر عمل درآمد کر لیتا ہے اور اس سے بدگمان ہوتا ہے اور دوسروں سے بھی اس کو بیان کرتا ہے اور باہم نزاع شدید کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ حالانکہ بعض دفعہ شیطان انسانی شکل میں آکر آپس میں نا اتفاقی، لڑائی، جھگڑا کرانے کے لئے کسی کے بارے میں کوئی بات جھوٹ کہہ دیتا ہے۔ اور جس کے بارے میں وہ بات کہی گئی ہے اس کو خبر بھی نہیں ہوتی، وہ اس سے بالکل بری ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

(۶) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيُمَثِّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكُذْبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ فِيهِمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرَفْتُ وَجْهَهُ وَكَأَنِّي أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ. رَوَاهُ مسلمو (مشکوٰۃ شریف ص ۳۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان انسانی شکل اختیار کر کے کسی قوم میں آتا ہے اور کسی متعلق (کوئی جھوٹی بات بیان کرتا ہے پھر لوگ ادھر ادھر بکھر جاتے ہیں۔ پس ان میں سے کوئی آدمی کہتا ہے کہ ایک شخص جس کو صورت سے پہچانتا ہوں مگر اس کا نام نہیں جانتا، میں نے اس کو ایسا دیکھا کہتے سُنا ہے۔

اَعُوْجَجْنَا رَوَاهُ الترمذی ص ۳۲ ہمارا معاملہ تیرے ہی ساتھ ہے۔ تو اگر سیدھی رہے ہم بھی سیدھے رہتے ہیں۔ اور اگر تو ٹیڑھی ہو جائے تو ہم بھی ٹیڑھے رہتے ہیں۔

فائدہ:- مطلب یہ ہے کہ زبان کے سیدھے چلنے میں (کہ صحیح بات زبان سے نکلے غلط نہ نکلے) تمام اعضاء کی سلامتی ہے۔ اور زبان کے ٹیڑھے ہونے میں (کہ زبان صحیح چلنے کے بجائے غلط چلے، کسی کو گالی دے کسی کو بُرا کہے) تمام اعضاء کے لئے زحمت ہے کہ لڑائی کی نوبت آئے تو مارتا تمام بدن پر پڑتی ہے۔

گفتگو میں بداحتیاطی کا وبال

بعض دفعہ انسان گفتگو میں بے احتیاطی کرتا ہے اور اس کو معمولی سمجھتا ہے حالانکہ بعض دفعہ ایک کلمہ بھی ہلاکت کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے (۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا وَلَا يَفْعُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ رَوَاهُ البخاری (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اللہ کی رضا کی کوئی بات بول دیتا ہے اور اس تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرمادیتے ہیں۔ اور کوئی بندہ اللہ پاک کو ناراض کرنے والی کوئی بات کہہ دیتا ہے اور اس کو کوئی اہمیت

نہیں دیتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کو جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ فائدہ:- پس ضروری ہے کہ جو لفظ بولا جائے خوب سوچ لیا جائے کہ کہیں یہ خدائے پاک کی ناراضگی کا سبب بن کر جہنم میں ڈالے جانے کا ذریعہ نہ بن جائے۔

بلا تحقیق گفتگو کرنا

بعض دفعہ انسان کسی کے بارے میں سُنی سُنائی بات پر عمل درآمد کر لیتا ہے اور اس سے بدگمان ہوتا ہے اور دوسروں سے بھی اس کو بیان کرتا ہے اور باہم نزاع شدید کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ حالانکہ بعض دفعہ شیطان انسانی شکل میں آکر آپس میں نا اتفاقی، لڑائی، جھگڑا کرانے کے لئے کسی کے بارے میں کوئی بات جھوٹ کہہ دیتا ہے۔ اور جس کے بارے میں وہ بات کہی گئی ہے اس کو خبر بھی نہیں ہوتی، وہ اس سے بالکل بری ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

(۶) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيُمَثِّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكُذْبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ فِيهِمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرَفْتُ وَجْهَهُ وَكَأَنِّي أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ. رَوَاهُ مسلمو (مشکوٰۃ شریف ص ۳۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان انسانی شکل اختیار کر کے کسی قوم میں آتا ہے اور کسی متعلق کوئی جھوٹی بات بیان کرتا ہے پھر لوگ ادھر ادھر بکھر جاتے ہیں۔ پس ان میں سے کوئی آدمی کہتا ہے کہ ایک شخص جس کو صورت سے پہچانتا ہوں مگر اس کا نام نہیں جانتا، میں نے اس کو ایسا دیکھا کہتے سُنا ہے۔

فائدہ :- پس جس کے بارے میں کوئی بات خلاف شرع کسی سے سنی جائے صاحبِ واقعہ سے اس کی تحقیق کر لے کہ فلاں بات ہم کو اس طرح معلوم ہوئی ہے بلا تحقیق اس پر یقین کر لینا اور علمِ دُرُودِ کَرِینا جائز نہیں۔

بہتان تراشی اور لعن طعن کرنا

جب کسی سے جھگڑا ہو جاتا ہے تو انسان بہتان تراشی، گالی گلوچ سے بھی نہیں چوکتا، حالانکہ حدیثِ پاک میں اس پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ ارشادِ عالی ہے۔

(۷) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)

فائدہ :- بُرا کہنا، گالی دینا فسق ہے یعنی فاسق کا کام ہے مومن کا نہیں۔ اور مسلمان کو قتل کرنا، اگر مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتا ہے تو کفر ہے ہی کہ حرام کو حلال قرار دے رہا ہے۔ اور اگر حرام سمجھتے ہوئے قتل کر رہا ہے تو یہ مطلب ہے کہ یہ اس کا فعل کفر کا سبب ہے کہ کفر تک پہنچا سکتا ہے۔ اگر توبہ نہ کی اور حرکت سے باز نہ آیا یا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک کی بڑی نعمت کی ناشکری کی۔

کسی کو کافر کہنا

ایک شخص اگر ہماری رائے سے متفق نہیں خواہ اس کے پاس کیسے ہی دلائل کیوں نہ ہوں محض سنی سنی بے سند باتوں کو بنیاد بنا کر کفر تک کا حکم لگانے سے نہیں چوکتے، نہ اس سے تحقیق کرنے کی ضرورت سمجھی جاتی ہے نہ اس کی پوری زندگی جو اشاعتِ دین اور احیاءِ سنت کے لئے وقف ہے اس کی پروا کی جاتی ہے نہ اس کے جذباتِ اتباعِ سنت کا خیال کیا جاتا ہے۔ نہ آتشِ عشقِ الہی و نبوی جو اس کے سینہ کو بریاں و جگر کو کباب بنائے ہوئے ہے۔ کو دیکھا جاتا ہے اور بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر کر دیا جاتا ہے۔ وہ فوراً اس کا انجام سوچیں۔ حدیثِ پاک میں ہے۔

(۸) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْمَانُ رَجُلٍ قَالَ لَا خِيَةَ كَافِرًا فَقَدْ بَاؤَ بِهَا اخْتِارًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک پر وہ ضرور پڑے گا۔ فائدہ :- مطلب یہ ہے کہ اگر جس کو کافر کہا ہے وہ واقعہً کافر ہے تو وہ کافر ہے ہی۔ اور اگر وہ کافر نہیں تو جس نے اس کو کافر کہا ہے وہ خود کافر ہو جائے گا کہ وہ ایمان کو کفر قرار دے رہا ہے اور کفر کو ایمان بنو ذی اللہ دین و اسلام کے سنو لوں پر بے دھڑک کفر کی مشین گن داغنے والے غور کریں کہ اس سے ان کے قلعہ ایمانی پر آچ آنے کے بجائے خود اپنا جھونپڑا

فائدہ :- پس جس کے بارے میں کوئی بات خلاف شرع کسی سے سنی جائے صاحبِ واقعہ سے اس کی تحقیق کر لے کہ فلاں بات ہم کو اس طرح معلوم ہوئی ہے بلا تحقیق اس پر یقین کر لینا اور علمِ برآمد کر لینا جائز نہیں۔

بہتان تراشی اور لعن طعن کرنا

جب کسی سے جھگڑا ہو جاتا ہے تو انسان بہتان تراشی، گالی گلوچ سے بھی نہیں چوکتا، حالانکہ حدیثِ پاک میں اس پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ ارشادِ عالی ہے۔

(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)

فائدہ :- بُرا کہنا، گالی دینا فسق ہے یعنی فاسق کا کام ہے مومن کا نہیں۔ اور مسلمان کو قتل کرنا، اگر مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتا ہے تو کفر ہے ہی کہ حرام کو حلال قرار دے رہا ہے۔ اور اگر حرام سمجھتے ہوئے قتل کر رہا ہے تو یہ مطلب ہے کہ یہ اس کا فعل کفر کا سبب ہے کہ کفر تک پہنچا سکتا ہے۔ اگر توبہ نہ کی اور حرکت سے باز نہ آیا یا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک کی بڑی نعمت کی ناشکری کی۔

کسی کو کافر کہنا

ایک شخص اگر ہماری رائے سے متفق نہیں خواہ اس کے پاس کیسے ہی دلائل کیوں نہ ہوں محض سنی سنانی بے سند باتوں کو بنیاد بنا کر کفر تک کا حکم لگانے سے نہیں چوکتے، نہ اس سے تحقیق کرنے کی ضرورت سمجھی جاتی ہے نہ اس کی پوری زندگی جو اشاعتِ دین اور احیاءِ سنت کے لئے وقف ہے اس کی پروا کی جاتی ہے نہ اس کے جذبہٴ اتباعِ سنت کا خیال کیا جاتا ہے۔ نہ آتشِ عشقِ الہی و نبوی جو اس کے سینہ کو بریاں و جگر کو کباب بنائے ہوئے ہے۔ کو دیکھا جاتا ہے اور بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر کر دیا جاتا ہے۔ وہ فوراً اس کا انجام سوچیں۔ حدیثِ پاک میں ہے۔

(۸) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْمَانُ رَجُلٍ قَالَ لَا خِيَةَ كَافِرًا فَقَدْ بَاؤَ بِهَا اخْتِارًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک پر وہ ضرور پڑے گا۔ فائدہ :- مطلب یہ ہے کہ اگر جس کو کافر کہا ہے وہ واقعہً کافر ہے تو وہ کافر ہے ہی۔ اور اگر وہ کافر نہیں تو جس نے اس کو کافر کہا ہے وہ خود کافر ہو جائے گا کہ وہ ایمان کو کفر قرار دے رہا ہے اور کفر کو ایمان بنو ذی اللہ دین و اسلام کے سنو لوں پر بے دھڑک کفر کی مشین گن داغنے والے غور کریں کہ اس سے ان کے قلعہ ایمانی پر آچ آنے کے بجائے خود اپنا جھونپڑا

ہی خاکستر نہ ہو جائے۔

یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

دوسری حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

(۹) عَنْ أَبِي دَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْجِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْعُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا أُرْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بھی دوسرے شخص پر فسق یا کفر کی تہمت لگاتا ہے تو وہ تہمت لگانے والے پر لوٹ آتی ہے اگر اس کا ساتھی (جس کو تہمت لگائی گئی) واقفہ ویسا نہ ہو۔

فائدہ:- مطلب یہ ہے کہ اگر واقعہ وہ شخص جس کو فاسق یا کافر کہا ہے فاسق یا کافر نہیں تو خود کہنے والا فاسق (اگر فاسق ہونے کی تہمت لگائی تھی) یا کافر (اگر کافر ہونے کی تہمت لگائی تھی) ہو جاتا ہے۔ (اعادنا اللہ منہ)

طعن زنی اور فحش گوئی

کسی کو فاسق یا کافر کہنا تو ہے ہی سخت خطرناک طعن زنی اور فحش گوئی جس کو بہت معمولی چیز سمجھا جاتا ہے بھی ایمان کے خلاف ہے ارشاد عالی ہے۔

(۹) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّغَانِ وَلَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مؤمن نہ

بِالطَّغَانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبُكَوِيِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

فائدہ:- مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں شانِ ایمان کے خلاف ہیں۔ ذرا غور فرمائیں کہ کسی سے ادنیٰ اختلاف ہو جائے تو ان چیزوں میں سے کسی میں کمی کی جاتی ہے اور پھر ایمان کا کیا حال ہوگا۔

عیب گوئی

ایک دوسرے کی تحقیر اور عیب گوئی ان اختلافات کا ادنیٰ نتیجہ ہے حالانکہ کسی مومن کی تحقیر اور عیب گوئی سے متعلق ایک کلمہ بھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس کو تمام میٹھے سمندروں میں ملا دیا جائے تو سب کڑوے ہو جائیں سب کا مزہ بدل جائے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

(۱۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا أَلْعَنِي قَصِيْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ قُلْتَ كَلِمَةً تَوْمِزُجُ بِهَا الْبُحْرُ لَمْزَجَتَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو وہ ایسی ایسی صفیہ کا بی ہے (یا صفیہ رضہ کی طرف سے اس کا ایسا ایسا ہونا کافی ہے) ان کا مقصد حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پستہ قد ہونا بیان کرنا تھا کہ وہ پستہ قد ہیں اور آپ کی توجہ ان کی طرف ہے (یہ سن کر حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے) ارشاد فرمایا تم نے ایسی (سخت) بات کہی ہے کہ اگر اس کو سمندروں میں ملا دیا

ہی خاکستر نہ ہو جائے۔

یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

دوسری حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

(۹) عَنْ أَبِي دَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْجِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْعُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا أُرْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بھی دوسرے شخص پر فسق یا کفر کی تہمت لگاتا ہے تو وہ تہمت لگانے والے پر لوٹ آتی ہے اگر اس کا ساتھی (جس کو تہمت لگائی گئی) واقفہ ویسا نہ ہو۔

فائدہ:- مطلب یہ ہے کہ اگر واقعہ وہ شخص جس کو فاسق یا کافر کہا ہے فاسق یا کافر نہیں تو خود کہنے والا فاسق (اگر فاسق ہونے کی تہمت لگائی تھی) یا کافر (اگر کافر ہونے کی تہمت لگائی تھی) ہو جاتا ہے۔ (اعادنا اللہ منہ)

طعن زنی اور فحش گوئی

کسی کو فاسق یا کافر کہنا تو ہے ہی سخت خطرناک طعن زنی اور فحش گوئی جس کو بہت معمولی چیز سمجھا جاتا ہے بھی ایمان کے خلاف ہے ارشاد عالی ہے۔

(۹) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّغَانِ وَلَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مؤمن نہ

بِالطَّغَانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبُكَزِيِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

فائدہ:- مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں شانِ ایمان کے خلاف ہیں۔ ذرا غور فرمائیں کہ کسی سے ادنیٰ اختلاف ہو جائے تو ان چیزوں میں سے کسی میں کمی کی جاتی ہے اور پھر ایمان کا کیا حال ہوگا۔

عیب گوئی

ایک دوسرے کی تحقیر اور عیب گوئی ان اختلافات کا ادنیٰ نتیجہ ہے حالانکہ کسی مومن کی تحقیر اور عیب گوئی سے متعلق ایک کلمہ بھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس کو تمام میٹھے سمندروں میں ملا دیا جائے تو سب کڑوے ہو جائیں سب کا مزہ بدل جائے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

(۱۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا أَعْبَى قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتَ كَلِمَةً تَوْمِزُجُ بَيْنَ الْبَحْرِ لَمْزَجَتَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو وہ ایسی ایسی صفیہ کافی ہے (یا صفیہ رضہ کی طرف سے اس کا ایسا ایسا ہونا کافی ہے) ان کا مقصد حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پستہ قد ہونا بیان کرنا تھا کہ وہ پستہ قد ہیں اور آپ کی توجہ ان کی طرف ہے (یہ سن کر حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے) ارشاد فرمایا تم نے ایسی (سخت) بات کہی ہے کہ اگر اس کو سمندروں میں ملا دیا

جائے تو سب کو متغیر کر دے (سب پر غالب آجائے یا سب کڑوے ہو جائیں)
 فائدہ: یہ بھی غور طلب ہے کہ یہ کلمہ کہنے والی عورت حضرت عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ عنہا ہیں جو صدیق اکبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں
 سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی ولاڈلی اور محبوبہ زوجہ مطہرہ ہیں جن کی
 بڑی فضیلتیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی
 ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں مخصوص مقام رکھتی ہیں۔ دو سو کنوں میں
 کیا کچھ باتیں ہو جایا کرتی ہیں۔ دوسرے جو بات کہی وہ دافق کے بھی خلاف نہیں۔
 واقعہ وہ پستہ قد تھیں مگر چونکہ اس میں کسی درجہ تخفیر کی کمیز نش تھی جس
 کو آقائے مدنی محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا سمحت و خلط ناک
 فرمایا۔ جو لوگ معمولی اختلاف ہو جانے کی بنا پر ایک دوسرے کے عیوب کج اچھالتے
 ہیں چھاپے ہیں اور ایک دوسرے کی تحفیر و تذلیل میں کمی نہیں کرتے ذرا ٹھنڈے
 دل سے اس کے انجام پر غور فرمائیں اور اس طرز عمل سے آقائے مدنی صیب خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی دمی) کو کتنی سمحت ناراضگی ہوتی ہے اس کا کچھ انداز اس
 حدیث پاک سے ہو جائے گا۔

(۱۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا
 قَالَتْ اِعْتَلَّ بَعْضُ لَصَفِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 زَيْنَبُ فَصَلَّى فَطُفِيَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَزَيْنَبُ اُعْطِيَا
 بَعْضُ اِقَالَتْ اَنَا اُعْطِيَ تِلْكَ الْيَهُودِيَّةُ
 فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَهَجَرَ هَآذَا الْحَبَشَةَ وَالْمَحْرَمَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی
 ہیں کہ (سفر میں) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
 کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینب
 کے پاس زائد سواری تھی۔ رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی
 اللہ عنہا سے فرمایا کہ صفیہ رحمہ کو ایک اونٹ
 دیدو۔ حضرت زینب نے کہا کہ میں اس

وَبَعْضُ صَفْوَرٍ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ
 (مشکوٰۃ شریفین ۳۲۹)
 حضرت زینب سے ماہ ذی الحجہ و محرم اور ماہ صفر کے کچھ حصہ میں ان کے پاس آنا جانا
 بند رکھا (ان کی اصلاح کے لئے)
 فائدہ: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جی بن اخطب کی بیٹی تھیں جو بنی النضیر
 میں سے تھیں اور حضرت ہارون بن عمران علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے
 تھیں۔ اسی نسبت سے یہودیہ کہا۔ مگر چونکہ ان کی تحفیر کے طور پر کہا اس لئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی سمحت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ دونوں ازواج مطہرات
 رضی اللہ عنہن میں سے ہیں۔ آپس میں سوکن ہونے کا تعلق ہے۔ سوکنوں کی رقابت
 مشہور ہے تب اتنی ناراضگی کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اور مسند احمد ۲۳۱، ۲۳۲ کی روایت میں یہ جملہ بھی ہے قَالَتْ حَتَّى يَبْسُتَ مِنْهُ
 وَحَوْلَتْ سَرِيْرِي. کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حتیٰ کہ میں حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ناامید ہو گئی کہ آپ کبھی میرے پاس تشریف نہیں لائیں گے اور میں نے
 حضرت کا بستر بھی اٹھا دیا۔

اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات رحمہ میں سب سے زیادہ متوکلہ
 تھیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا انفقہ خیرات کر دیا کرتی تھیں اور
 اپنے ہاتھ سے چمرا رنگا کرتی تھیں اس سے گذر بسر فرماتی تھیں۔ حضرت نبی اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی جس کا ہاتھ
 سب سے لمبا ہے، سب سے لمبا ہے ہاتھ ناپنے شروع کر دیے۔ حضرت سودہؓ کے ہاتھ لمبے
 نکلے۔ مگر ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ
 لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت تھی کہ حضرت زینبؓ سب ازواج مطہرات سے سب سے زیادہ

جائے تو سب کو متغیر کر دے (سب پر غالب آجائے یا سب کڑوے ہو جائیں)
 فائدہ: یہ بھی غور طلب ہے کہ یہ کلمہ کہنے والی عورت حضرت عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ عنہا ہیں جو صدیق اکبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں
 سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی ولاڈلی اور محبوبہ زوجہ مطہرہ ہیں جن کی
 بڑی فضیلتیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی
 ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں مخصوص مقام رکھتی ہیں۔ دو سو کنوں میں
 کیا کچھ باتیں ہو جایا کرتی ہیں۔ دوسرے جو بات کہی وہ دافق کے بھی خلاف نہیں۔
 واقعہ وہ پستہ قد تھیں مگر چونکہ اس میں کسی درجہ تخفیر کی کمیز نش تھی جس
 کو آقائے مدنی محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا سمحت و خلط ناک
 فرمایا۔ جو لوگ معمولی اختلاف ہو جانے کی بنا پر ایک دوسرے کے عیوب کب اچھالتے
 ہیں چھاپتے ہیں اور ایک دوسرے کی تحفیر و تذلیل میں کمی نہیں کرتے ذرا ٹھنڈے
 دل سے اس کے انجام پر غور فرمائیں اور اس طرز عمل سے آقائے مدنی صیب خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی دمی) کو کتنی سمحت ناراضگی ہوتی ہے اس کا کچھ انداز اس
 حدیث پاک سے ہو جائے گا۔

(۱۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا
 قَالَتْ إِعْتَلَّ بَعِيرٌ لِّصَفِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 زَيْنَبُ فَصَلَّيْتُ فَطَلَّ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَزَيْنَةَ أُعْطِيَتْ
 بَعِيرًا فَقَالَتْ أَنَا أُعْطِيَتْ تِلْكَ الْيَهُودِيَّةُ
 فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَهَجَرَ هَذَا الْحَبَشَةَ وَالْمَحْرَمَ
 ہیں کہ (سفر میں) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
 کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینب
 کے پاس زائد سواری تھی۔ رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی
 اللہ عنہا سے فرمایا کہ صفیہ رحمہ کو ایک اونٹ
 دیدو۔ حضرت زینب نے کہا کہ میں اس

وَلَبِصَ صَفْوَرًا ابوداد
 (مشکوٰۃ شریفین ۳۲۹)
 حضرت زینب سے ماہ ذی الحجہ و محرم اور ماہ صفر کے کچھ حصہ میں ان کے پاس آنا جانا
 بند رکھا (ان کی اصلاح کے لئے)
 فائدہ: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جی بن اخطب کی بیٹی تھیں جو بنی النضیر
 میں سے تھیں اور حضرت ہارون بن عمران علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے
 تھیں۔ اسی نسبت سے یہودیہ کہا۔ مگر چونکہ ان کی تحفیر کے طور پر کہا اس لئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی سمحت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ دونوں ازواج مطہرات
 رضی اللہ عنہن میں سے ہیں۔ آپس میں سوکن ہونے کا تعلق ہے۔ سوکنوں کی رقابت
 مشہور ہے تب اتنی ناراضگی کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اور مسند احمد ۲۳۱، ۲۳۲ کی روایت میں یہ جملہ بھی ہے قَالَتْ حَتَّى يَبْسُتَ مِنْهُ
 وَحَوْلَتْ سَرِيرَتِي. کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حتیٰ کہ میں حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ناامید ہو گئی کہ آپ کبھی میرے پاس تشریف نہیں لائیں گے اور میں نے
 حضرت کا بستر بھی اٹھا دیا۔

اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات رحمہ میں سب سے زیادہ متوکلہ
 تھیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا انفقہ خیرات کر دیا کرتی تھیں اور
 اپنے ہاتھ سے چمرا رنگا کرتی تھیں اس سے گذر بسر فرماتی تھیں۔ حضرت نبی اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی جس کا ہاتھ
 سب سے لمبا ہے، سب سے لمبا ہے ہاتھ ناپنے شروع کر دیے۔ حضرت سودہؓ کے ہاتھ لمبے
 نکلے۔ مگر ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ
 لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت تھی کہ حضرت زینبؓ سب ازواج مطہرات سے سب سے زیادہ

سختی تھیں (مشکوٰۃ شریف ۱۶۵)

ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل اور عیب گوئی کرنے والے اور علماء و مشائخ،
خدا دین و حدیث کی شان میں گستاخی کرنے والے ذرا عصبیت سے بہت کر حدیث
پاک کی روشنی میں اپنے طرز عمل پر غور فرمائیں۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پر آسکتا نہیں
خوجیرت ہوں کہ دنیا کیسے کیا ہو جائیگی

آبروریزی

آج اختلافات میں انسان ایک دوسرے کی آبروریزی کو فخر و کمال سمجھتا ہے
حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

(۱۳) عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا أَلَسْتَطَالَةُ رُفِي
عَنْ خَلِيفَتِكُمْ بَعِثْ حَقَّ رِوَاةِ ابْنِ ابْنِ
وَالْبِهِتِي. (مشکوٰۃ شریف)

خاندان۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ سود کا ایک درہم چھتیس مرتبہ زنا کرنے
سے زیادہ سمحت ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ سود کے شتر درجے ہیں ان میں ادنیٰ
اپنی اال سے زنا کرنے کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۳)

غور فرمائیں جب ادنیٰ درجہ کا یہ حال ہے تو سب سے بڑا درجہ مسلمان کی
آبروریزی ہے اس کا کیا حال ہوگا۔ جو آج ہر فریق ہر جماعت کا اپنے عہد مقابل
کے ساتھ محبوب مشغلہ بن گیا ہے وَتَجْعَلُونِ رِزْقَكُمْ أَنْتُمْ تُكْفِرُونَ. اللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ

عصبیت

ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس جماعت سے کسی کا تعلق ہوتا ہے اس کا عیب بھی کمال اور
ا سکے۔ بالمقابل جماعت کا کمال بھی عیب نظر آتا ہے اور اپنی جماعت کی نا انصافی
اور غیر حق ہونا معلوم ہونے کے باوجود اس کی حمایت و نصرت کرتا ہے اور یہ نہیں سوچتا
کہ یہ نا انصافی اور غیر حق کی حمایت ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

(۱۴) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ
كَالْبُعِيرِ الَّذِي يُرْدَى فَهُوَ يُنْزَعُ
بِذَلِكَ نَبِيهِ. رَوَاهُ ابْنُ ابْنِ
(مشکوٰۃ شریف ۲۴)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔
(۱۵) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ
حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ راوی
ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو

عصبیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اونٹ کسی گڈھے یا کنوئیں میں گر گیا اور اب اس کے زندہ نکلنے کی
کوئی صورت نہ رہی حتیٰ کہ اگر کوئی اس کی دُم پکڑ کر کھینچے تب بھی نہیں نکل سکتا۔ اسی طرح
عصبیت کی مدد کرنے والے کا حال ہے اُس نے محض اپنی قوم کو دیکھا، حق و ناحق پر نظر نہ
کی بربادی کے گڈھے میں گر گیا اس سے نکلنے کا راستہ نہیں رہا۔

سختی تھیں (مشکوٰۃ شریف ۱۶۵)

ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل اور عیب گوئی کرنے والے اور علماء و مشائخ،
خدا م دین و حدیث کی شان میں گستاخی کرنے والے ذرا عصبیت سے بہت کر حدیث
پاک کی روشنی میں اپنے طرز عمل پر غور فرمائیں۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پر آسکتا نہیں
خوجیرت ہوں کہ دنیا کیسے کیا ہو جائیگی

آبروریزی

آج اختلافات میں انسان ایک دوسرے کی آبروریزی کو فخر و کمال سمجھتا ہے
حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

(۱۳) عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الْأَسْتَطْلَاقُ فِي
عَنْ خَلِيفَتِكُمْ بَعِيرُ بْنُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَالْبَيْهَقِيُّ (مشکوٰۃ شریف)

خاندان۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ سود کا ایک درہم چھتیس مرتبہ زنا کرنے
سے زیادہ سمحت ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ سود کے شتر درجے ہیں ان میں ادنیٰ
اپنی اال سے زنا کرنے کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۳)

غور فرمائیں جب ادنیٰ درجہ کا یہ حال ہے تو سب سے بڑا درجہ مسلمان کی
آبروریزی ہے اس کا کیا حال ہوگا۔ جو آج ہر فریق ہر جماعت کا اپنے عہد مقابل
کے ساتھ محبوب مشغلہ بن گیا ہے وَتَجْعَلُونِ رِزْقَكُمْ أَنْتُمْ تُكْفِرُونَ اللَّهُمَّ احْضَرْنَا جَدَّ

عصبیت

ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس جماعت سے کسی کا تعلق ہوتا ہے اس کا عیب بھی کمال اور
ا سکے۔ بالمقابل جماعت کا کمال بھی عیب نظر آتا ہے اور اپنی جماعت کی نا انصافی
اور غیر حق ہونا معلوم ہونے کے باوجود اس کی حمایت و نصرت کرتا ہے اور یہ نہیں سوچتا
کہ یہ نا انصافی اور غیر حق کی حمایت ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

(۱۴) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ
كَالْبُعِيرِ الَّذِي يُرَدَّى فَهُوَ يُنَزَّعُ
بِذَلِكَ نَبِيهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
(مشکوٰۃ شریف ۲۴)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے:-

(۱۵) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ
حَضْرَتُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو

عصبیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اونٹ کسی گڈھے یا کنوئیں میں گر گیا اور اب اس کے زندہ نکلنے کی
کوئی صورت نہ رہی حتیٰ کہ اگر کوئی اس کی دُم پکڑ کر کھینچے تب بھی نہیں نکل سکتا۔ اسی طرح
عصبیت کی مدد کرنے والے کا حال ہے اُس نے محض اپنی قوم کو دیکھا، حق و ناحق پر نظر نہ
کی بربادی کے گڈھے میں گر گیا اس سے نکلنے کا راستہ نہیں رہا۔

وَلَيْسَ مِمَّا مَنْ قَاتَلَ عَصِيَّةً وَلَيْسَ
مِمَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصِيَّةٍ رَوَاهُ ابوداؤد
(مشکوٰۃ شریف)

عصیت کی دہائی دیتا ہے، وہ شخص ہم میں
سے نہیں جو عصیت کی بنیاد پر قتال کرے
وہ شخص ہم میں سے نہیں جس کو عصیت پر
قائم رہتے ہوئے موت آجائے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

(۱۶) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
حُبُّكَ نَشْيُ يَبْعِي وَيُصِمُّ رَوَاهُ ابوداؤد
(مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی چیز کے ساتھ
تمہاری محبت تم کو اندھا بہرا بنا دیتی ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس سے محبت ہے اس کے عیوب سے اندھے بہرے
ہو جاتے ہو۔ اور اس کے بالمقابل شخص کے کمالات سے اندھے بہرے ہو جاتے ہو۔
قرآن پاک میں اسی کو حقیقتِ جاہلیت سے تعبیر کیا گیا ہے جو کفار کا طریقہ تھا ذرا اپنی
اس حالت پر بھی غور کریں اور آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی عدل و انصاف پسندی
بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حدود میں سفارش قریش کے ایک بڑے قبیلہ کی عورت فاطمہ بنت اسود مخزومیہ
نے چوری کی، جس کی سزا اسلام میں ہاتھ کاٹنا جانا ہے۔ تمام
خاندان کو اس سے عدم مدد اگر اس سے تمام خاندان کی بدنامی تھی، کسی کی ہمت بھی نہ تھی
کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں کچھ عرض کریں۔ آپس کہ مشورہ
سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب بھتیجے
آمادہ کیا کہ وہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں گفتگو کریں۔
انہوں نے عرض کیا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَتَشْفَعُ فِيْ

حُدُودِ اللَّهِ. کیا اللہ کے حدود میں سفارش کرتے ہو۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اس میں
فرمایا، تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں شریف آدمی چوری کرتا تو اس
کو چھوڑ دیتے، مگر وہ آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے، اور قسم بخدا اگر
فاطمہ بنت محمد (اعاذا اللہ منہ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

فضیلتِ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
حالانکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
وہ ہیں جن کو سیدۃ النساء اہل الجنة

اہل جنت میں عورتوں کی سردار اور سیدۃ النساء المؤمنین تمام مومنین کی عورتوں
کی سردار ہونے کی بشارت عطا فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق کا اظہار
بھی اس درجہ فرمایا کہ ارشاد فرمایا فاطمۃ بضعة منی فمَنْ أَعْصَبَهَا أَعْصَبَنِي
فاطمہ من میرا بگڑ گوشہ ہے جس نے اس کو ناراض کیا مجھ کو ناراض کیا۔ اور ایک روایت
میں ہے یُرِيْنِيْ مَا أَرَاهُمَا وَيُوْذِيْنِيْ مَا أُوْذِيْنَاهُمَا جِسْمٌ مِّنْ جِسمِ فاطمہ رضی اللہ عنہا
ہو اُس سے مجھ کو اذیت ہوتی ہے (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶) یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اذیت
میری اذیت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا اَئِنَّ النَّاسَ كَانَ أَحَبَّ اِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنَّ فِي رِجْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ
كُنَّ زِيَادَةً مَّحْبُوبَةً تَحَا قَالَتْ فَاطِمَةُ. ارشاد فرمایا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) فقہیل
من الرجال دریافت کیا گیا مردوں میں کون زیادہ محبوب تھا قَالَتْ سَوَّاهُمَا.
فرمایا ان کا شوہر (حضرت علی رضی اللہ عنہ) مشکوٰۃ شریف ص ۵۷
مگر اس محبت اور تعلق خاطر کے باوجود ارشاد فرماتے ہیں "لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ
بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَيَهَا" چونکہ خالق و مالک تعالیٰ شانہ کے حکم کی تعمیل
سب پر مقدم ہے اس کے سامنے کسی کی کوئی رو رعایت نہیں۔

وَلَيْسَ مِمَّا مَنْ قَاتَلَ عَصِيَّةً وَلَيْسَ
مِمَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصِيَّةٍ رَوَاهُ ابوداؤد
(مشکوٰۃ شریف)

عصیت کی دہائی دیتا ہے، وہ شخص ہم میں
سے نہیں جو عصیت کی بنیاد پر قتال کرے
وہ شخص ہم میں سے نہیں جس کو عصیت پر
قائم رہتے ہوئے موت آجائے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

(۱۶) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
حُبُّكَ نَشْيُ يَبْعِي وَيُصِمُّ رَوَاهُ ابوداؤد
(مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی چیز کے ساتھ
تمہاری محبت تم کو اندھا بہرا بنا دیتی ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس سے محبت ہے اس کے عیوب سے اندھے بہرے
ہو جاتے ہو۔ اور اس کے بالمقابل شخص کے کمالات سے اندھے بہرے ہو جاتے ہو۔
قرآن پاک میں اسی کو حقیقتِ جاہلیت سے تعبیر کیا گیا ہے جو کفار کا طریقہ تھا ذرا اپنی
اس حالت پر بھی غور کریں اور آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی عدل و انصاف پسندی
بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حدود میں سفارش قریش کے ایک بڑے قبیلہ کی عورت فاطمہ بنت اسود مخزومیہ
نے چوری کی، جس کی سزا اسلام میں ہاتھ کاٹنا جانا ہے۔ تمام
خاندان کو اس سے عدم ہوا کہ اس سے تمام خاندان کی بدنامی پھنی، کسی کی ہمت بھی نہ تھی
کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں کچھ عرض کر سکیں۔ آپس کہ مشورہ
سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے)
آمادہ کیا کہ وہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں گفتگو کریں۔
انہوں نے عرض کیا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَتَشْفَعُ فِيْ

حُدُودِ اللَّهِ. کیا اللہ کے حدود میں سفارش کرتے ہو۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اس میں
فرمایا، تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں شریف آدمی چوری کرتا تو اس
کو چھوڑ دیتے، مگر وہ آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے، اور قسم بخدا اگر
فاطمہ بنت محمد (اعاذا اللہ منہ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

فضیلتِ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
حالانکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
وہ ہیں جن کو سیدۃ النساء اہل الجنة

اہل جنت میں عورتوں کی سردار اور سیدۃ النساء المؤمنین تمام مومنین کی عورتوں
کی سردار ہونے کی بشارت عطا فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق کا اظہار
بھی اس درجہ فرمایا کہ ارشاد فرمایا فاطمۃ بضعة منی معنی فاطمہ سے تعلق کا اظہار
فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا بگڑ گوشہ ہے جس نے اس کو ناراض کیا مجھ کو ناراض کیا۔ اور ایک روایت
میں ہے یُرِيْنِيْ مَا اَرَاهُنَّا وَيُوْذِيْنِيْ مَا اُذِيْهَا اذًا کہا جس چیز سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اذیت
ہو اُس سے مجھ کو اذیت ہوتی ہے (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶) یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اذیت
میری اذیت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا اُمِّي النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ اِلَيَّ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لوگوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
کون زیادہ محبوب تھا قَالَتْ فَاطِمَةُ. ارشاد فرمایا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) فقیل
مِنْ الرِّجَالِ دریافت کیا گیا مردوں میں کون زیادہ محبوب تھا قَالَتْ سَوْحَبَةُ.
فرمایا ان کا شوہر (حضرت علی رضی اللہ عنہ) مشکوٰۃ شریف ص ۵۷
مگر اس محبت اور تعلق خاطر کے باوجود ارشاد فرماتے ہیں "لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ
بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَيَّهَا" چونکہ خالق و مالک تعالیٰ شانہ کے حکم کی تعمیل
سب پر مقدم ہے اس کے سامنے کسی کی کوئی رو رعایت نہیں۔

ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں ذرا سوچیں اور غور کریں ہمارا کیا حال ہے اور کرنے والے کر کے دکھائے ہیں اولیاء کرام اور صلحاء اُمت کا اتباع سنت تو اپنی جگہ پر ہے ہی ایک دُنیا دار ایک عظیم مملکت کے مالک بادشاہ کا حال بھی ملاحظہ ہو۔

عدل جہانگیر منظم

بادشاہ جہانگیر اور ملکہ نور جہاں کی محبت مشہور ہے حتیٰ کہ مشہور ہے کہ جہانگیر کے پردہ میں نور جہاں ہی سلطنت کرتی تھی مگر اس کے باوجود جہانگیر کے عدل و انصاف پسندی کا واقعہ بھی مشہور ہے۔ کاش وہی ہمارے لئے باعث عبرت ہو جائے۔ علامہ شبلی رحمانی اس کو اس طرح نظم کیا ہے۔

قصر شاہی میں ممکن نہیں غیروں کا گذر
کوئی شامت زدہ رہ گیا دھواں نکلا
غیرت حسن سے بیگم نے چھینے مارا
ساتھ ہی شاہ جہاں کو پہنچی جو خبر
حکم بھیجا کہ کنیزانِ شہستان شہی
نخوت حسن سے بیگم نے بصد ناز کہا
ہاں مجھے واقعہ قتل سے انکار نہیں
اس کی گستاخ نگاہی نے کیا اسکو ہاک
مفتی دین سے جہانگیر نے فتویٰ پوچھا
مفتی دین نے بے خوف و خطر صاف کہا
لوگ دربار میں اس حکم سے تھرا اٹھے
ترکینوں کو یہ دیا حکم کہ اندر جا کر
ایک دن نور جہاں بام پر تھی جلوہ فگن
گرچہ تھی قفر میں ہر جہاں طرف سے قدغن
خاک کا ڈھیر تھا ایک کشتہ بے گور و کفن
غیظ سے آگئی ابروئے عدالت پہ تنگن
جاکے پوچھے آئیں سچ یا کہ غلط ہے یہ سخن
میری جانب سے کہ دروغ آئیں حسن
مجھ سے ناموس حیا نے یہ کہا تھا کہ بزن
کشور حسن میں جاری ہے یہی شرع کہن
کہ شریعت میں کسی کو نہیں کوئی جائے سخن
شرع کہتی ہے کہ قاتل کی اڑا دو گردن
پر جہانگیر کے ابرو پہ نہ بل تھا نہ شکن
پہلے بیگم کو کریں بستہ زنجیر و سن

پھر اسی طرح سے اسے کھینچ کے باہر لائیں
یہ وہی نور جہاں ہے کہ حقیقت میں یہی
اس کی پیشانی نازک پر جو پڑتی تھی نگاہ
اب زدہ نور جہاں ہے زدہ اندازِ غور
اب وہی پاؤں ہر اک گام پر تھرتاتے ہیں
ایک مجرم ہے کہ جس کا کوئی حامی نہ شفیع
خدمتِ شاہ میں بیگم نے یہ بھیجا پیغام
مفتی شرع سے پھر شاہ نے فتویٰ پوچھا
دار فوں کو دیے رلاکھ درہم بیگم نے

ہم کو مقتول کا لینا نہیں منظور قصاص
قتل کا حکم جو رک جائے تو ہے مستحسن

یہ تو ایک دنیا دار بادشاہ کا حال ہے ہم جو دین دار کہلاتے ہیں ذرا اپنے حال پر بھی غور کریں کہ اپنا عزیز یا اپنی پارٹی و جماعت کا آدمی کیسا ہی قصور وار کیوں نہ ہو اس کو بے مقور ثابت کرنے کی کوشش کریں گے اور مخالف پارٹی کا کوئی کیسا ہی صاحب فضل و کمال، صاحب علم و عل کیوں نہ ہو، کیسی ہی اس کی دینی خدمات کیوں نہ ہوں، کیسا ہی تقویٰ و طہارت کا حامل ہو مگر چونکہ مخالف پارٹی سے اس کا تعلق ہے۔ اس لئے اس کی تنقیص، توہین و تذلیل ضروری ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

ترک تعلق

جس سے اختلاف ہوتا ہے اس سے تعلقات ختم کر دیئے جاتے ہیں، ملاقات ترک بند کر دی جاتی ہے، راستہ میں ملاقات ہو جائے تو سلام کلام کی بھی نوبت

ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں ذرا سوچیں اور غور کریں ہمارا کیا حال ہے اور کرنے والے کر کے دکھائے ہیں اور کیا کرام اور صلہ اہم امت کا اتباع سنت تو اپنی جگہ پر ہے ہی ایک دنیا دار ایک عظیم سلطنت کے مالک بادشاہ کا حال بھی ملاحظہ ہو۔

عدل جہانگیر منظم

بادشاہ جہانگیر اور ملکہ نور جہاں کی محبت مشہور ہے حتیٰ کہ مشہور ہے کہ جہانگیر کے پردہ میں نور جہاں ہی سلطنت کرتی تھی مگر اس کے باوجود جہانگیر کے عدل و انصاف پسندی کا واقعہ بھی مشہور ہے۔ کاش وہی ہمارے لئے باعث عبرت ہو جائے۔ علامہ شبلی رحمانی اس کو اس طرح نظم کیا ہے۔

قصر شاہی میں ممکن نہیں غیروں کا گذر
کوئی شامت زدہ رہ گیر ادھر آنکلا
غیرت حسن سے بیگم نے طہنی مارا
ساتھ ہی شاہ جہاں کو پہنچی جو خبر
حکم بھیجا کہ کنیزان بستان شہی
نخوت حسن سے بیگم نے بصد ناز کہا
ہاں مجھے واقعہ قتل سے انکار نہیں
اس کی گستاخ نگاہی نے کیا اسکو ہاک
مفتی دین سے جہانگیر نے فتویٰ پوچھا
مفتی دین نے بے خوف و خطر صاف کہا
لوگ دربار میں اس حکم سے تھرا اٹھے
ترکینوں کو یہ دیا حکم کہ اندر جا کر
ایک دن نور جہاں بام پر تھی جلوہ فگن
گرچہ تھی قفر میں ہر جہاں طرف سے قدغن
خاک کا ڈھیر تھا ایک کشتہ بے گور و کفن
غیظ سے آگئی ابروئے عدالت پہ تنگن
جاکے پوچھے آئیں سچ یا کہ غلط ہے یہ سخن
میری جانب سے کہ دروغ آئیں حسن
مجھ سے ناموس حیا نے یہ کہا تھا کہ بزن
کشور حسن میں جاری ہے یہی شرع کہن
کہ شریعت میں کسی کو نہیں کوئی جائے سخن
شرع کہتی ہے کہ قاتل کی اڑا دو گردن
پر جہانگیر کے ابرو پہ نہ بل تھا نہ شکن
پہلے بیگم کو کریں بستر زنجیر و سن

پھر اسی طرح سے اسے کھینچ کے باہر لائیں
یہ وہی نور جہاں ہے کہ حقیقت میں یہی
اس کی پیشانی پر نازک پر جو پڑتی تھی نگاہ
اب زدہ نور جہاں ہے زدہ انداز غور
اب وہی پاؤں ہر اک گام پر تھرتاتے ہیں
ایک مجرم ہے کہ جس کا کوئی حامی نہ شفیق
خدمت شاہ میں بیگم نے یہ بھیجا پیغام
مفتی شرع سے پھر شاہ نے فتویٰ پوچھا
دار فوں کو دیے رلاکھ درہم بیگم نے

ہم کو مقتول کا لینا نہیں منظور قصاص
قتل کا حکم جو رک جائے تو ہے مستحسن

یہ تو ایک دنیا دار بادشاہ کا حال ہے ہم جو دین دار کہلاتے ہیں ذرا اپنے حال پر بھی غور کریں کہ اپنا عزیز یا اپنی پارٹی و جماعت کا آدمی کیسا ہی قصور وار کیوں نہ ہو اس کو بے مقور ثابت کرنے کی کوشش کریں گے اور مخالف پارٹی کا کوئی کیسا ہی صاحب فضل و کمال، صاحب علم و عل کیوں نہ ہو، کیسی ہی اس کی دینی خدمات کیوں نہ ہوں، کیسا ہی تقویٰ و طہارت کا حامل ہو مگر چونکہ مخالف پارٹی سے اس کا تعلق ہے۔ اس لئے اس کی تنقیص، توہین و تذلیل ضروری ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

ترک تعلق

جس سے اختلاف ہوتا ہے اس سے تعلقات ختم کر دیئے جاتے ہیں، ملاقات ترک بند کر دی جاتی ہے، راستہ میں ملاقات ہو جائے تو سلام کلام کی بھی نوبت

نہیں آتی۔ حالانکہ اس پر کتنی سخت وعید ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے:-

(۱۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحَاءَةٌ فَيَقَالُ أَنْظِرْ وَأَهْذِئْ حَتَّى يَصْطَلِحَا مَرَاةً مُسْلِمَةً (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر اس بندہ کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو خدا کے ساتھ شرک کرتا ہو لیکن اس شخص کی مغفرت نہیں ہوتی جس کے درمیان اور اس کے بھائی کے درمیان کینہ ہو۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ان دونوں کو ابھی رہنے دو یہاں تک کہ آپس میں صلح کر لیں۔

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:-

(۱۸) عَنْ أَبِي خُرَاشٍ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفَلَةٍ دَمِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

حضرت ابو خراش سلمی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو سال بھر تک چھوڑے رکھا تو یہ ایسا ہے جیسا کہ اس کا خون ہی کر دیا۔

فائدہ:- آج ہم لوگوں کو برسوں گزر جاتے ہیں کہ جن سے اختلاف ہے ان سے ملنے کا نام تک نہیں لیتے۔ اگر کوئی درمیان میں مصلحت کی کوشش کرتا ہے تو اس کو بھی رد کر دیتے ہیں اور ملنے میں غار محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نہ ملنے میں ہماری بڑائی ہے۔ غور کریں کہ یہ بڑائی کس کام کی ہے جبکہ تین دن سے زائد مومن بھائی سے قطع تعلق کرنا حلال نہیں۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے:-

(۱۹) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ حَتَّى تَلْتَ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُغْفَرُ هَذَا وَيُغْفَرُ هَذَا وَخَيْرُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۴)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کیلئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق رکھے کہ دونوں کی آپس میں ملاقات ہو جائے تو یہ اذھر کو منہ پھیرے یا اذھر کو منہ پھیرے۔ اور دونوں میں بہتر وہ شخص ہے جو سلام پہل کرے۔

فائدہ:- سلام کرنے سے نزاع ختم ہوتا ہے رابطہ قائم ہوتا ہے۔ اس لئے سلام کی پہل کرنے والا گویا تعلق و رابطہ قائم کرنے والا ہے۔ اس لئے اس کو دونوں میں افضل و بہتر فرمایا ہے۔

مومن کو فریب دینا

نا اتفاقی کسی سے ہو جائے کوئی رنجش ہو جائے تو اس کو فریب دیے، نقصان پہنچانے میں بھی کوتاہی نہیں کی جاتی۔ حالانکہ حدیث پاک میں ہے:-

(۲۰) عَنْ أَبِي ثُبَيْكٍ الْقَدَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكْرَبَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کو فریب دے وہ ملعون ہے۔

نہیں آتی۔ حالانکہ اس پر کتنی سخت وعید ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے:-

(۱۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحَاءَةٌ فَيَقَالُ أَنْظِرْ وَأَهْذِئْ حَتَّى يَصْطَلِحَا مَرَاةً مُسْلِمَةً (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر اس بندہ کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو خدا کے ساتھ شرک کرتا ہو لیکن اس شخص کی مغفرت نہیں ہوتی جس کے درمیان اور اس کے بھائی کے درمیان کینہ ہو۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ان دونوں کو ابھی رہنے دو یہاں تک کہ آپس میں صلح کر لیں۔

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:-

(۱۸) عَنْ أَبِي خُرَاشٍ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفَلَةٍ دَمِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

حضرت ابو خراش سلمی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو سال بھر تک چھوڑے رکھا تو یہ ایسا ہے جیسا کہ اس کا خون ہی کر دیا۔

فائدہ:- آج ہم لوگوں کو برسوں گزر جاتے ہیں کہ جن سے اختلاف ہے ان سے ملنے کا نام تک نہیں لیتے۔ اگر کوئی درمیان میں مصلحت کی کوشش کرتا ہے تو اس کو بھی رد کر دیتے ہیں اور ملنے میں غار محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نہ ملنے میں ہماری بڑائی ہے۔ غور کریں کہ یہ بڑائی کس کام کی ہے جبکہ تین دن سے زائد مومن بھائی سے قطع تعلق کرنا حلال نہیں۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے:-

(۱۹) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ حَتَّى تَلْتَ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُغْفَرُ هَذَا وَبَعْضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۴)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کیلئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق رکھے کہ دونوں کی آپس میں ملاقات ہو جائے تو یہ اذھر کو منہ پھیرے یا اذھر کو منہ پھیرے۔ اور دونوں میں بہتر وہ شخص ہے جو سلام پہل کرے۔

فائدہ:- سلام کرنے سے نزاع ختم ہوتا ہے رابطہ قائم ہوتا ہے۔ اس لئے سلام کی پہل کرنے والا گویا تعلق و رابطہ قائم کرنے والا ہے۔ اس لئے اس کو دونوں میں افضل و بہتر فرمایا ہے۔

مومن کو فریب دینا

نا اتفاقی کسی سے ہو جائے کوئی رنجش ہو جائے تو اس کو فریب دیے، نقصان پہنچانے میں بھی کوتاہی نہیں کی جاتی۔ حالانکہ حدیث پاک میں ہے:-

(۲۰) عَنْ أَبِي ثُبَيْكٍ الْقَدَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكْرَبَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کو فریب دے وہ ملعون ہے۔

فائدہ: یہ حکم تو عام مومن کو ضرر پہنچانے اور اس کو فریب دینے کا ہے اور اگر اس میں اور بھی کوئی خوبی و خصوصیت عزیز و قریب ہونے یا پڑوسی وغیرہ ہونے یا عالم دین و خادم دین وغیرہ ہونے کی ہو تو اسی درجہ اس وعید میں شدت ملے گی۔

پدگمبانی

عموماً بدگمانی ای بڑے بڑے اختلافات کی بنیاد بنتی ہے۔ اگر مدارس اسلامیہ اور دیگر اداروں و جماعتوں کے اختلاف کا جائزہ لیا جائے تو سب کی بنیاد یہی بدگمانی نکلتے گی۔ اور جب کسی سے اختلاف ہو جاتا ہے اس کے ہر عمل کے متعلق بدگمانی ہی کا فرما ہوتی ہے کہ اس کا ہر عمل کیسا ہی صمیم اور حق کیوں نہ ہو اس کا غلط محمل لگی تجویز کیا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے:-

(۲۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْغُثِّ وَالرَّحِيظِ وَلَا تَحْسَبُوا وَلَا تَحْسَبُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَتَّخِذُوا وَلَا تَتَّخِذُوا وَلَا تَدَّابِرُوا وَلَا تَدَّابِرُوا وَلَا تَعْبَادُوا اللَّهَ إِخْوَانًا فِي بَرٍّ أَوْ بَرٍّ وَلَا تَتَّخِذُوا سَوَاءً رَأَاهُ الشَّيْخَانِ (مشکوٰۃ شریف)

سے پشت پھرا کر قطع تعلق کرو۔ اور بندگانِ خدا آپس میں بھائی بن کر رہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی چیز کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ نہ کرو۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فائدہ: ان چیزوں میں کون سی ایسی ہے جو آج اختلاف ہو جانے کی صورت میں موجود نہیں ہوتی۔ اور اختلاف میں پڑ کر ان تمام عمرات کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

مخالف کی تکلیف پر اظہارِ خوشی

اپنے مخالف کو تکلیف پہنچ جائے یا وہ کسی رنج و مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو اس پر خوشیاں منائی جاتی ہیں اور اس کو اپنی مخالفت کی سزا سمجھی جاتی ہے۔
حدیث پاک میں ہے :-

(۲۲) عَنْ زَيْنَبٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَطْهَرُ السَّمَاءُ إِلَّا بِخَيْبِ نَارِ حِمَى اللَّهِ وَبَيْبِلَيْهِ.
رواهُ الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴)

حضرت زینب بن اسفغر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی مت ظاہر کرو۔ ممکن ہے کہ خدائے پاک اس پر رحم فرمادے اور تجھے اس کی تکلیف نصیب میں مبتلا کر دے

فائدہ: کسی کی مصیبت پر خوش ہونے سے اندیشہ ہے کہ وہ خود اس مصیبت
(حاشیہ صفحہ گزشتہ)

عمر یہ امور دینی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ چونکہ مقابلہ میں دوسرے کو نقصان پہنچانے، زک دینے کی نیت بھی ہوتی ہے اس لئے منع فرمایا۔ دنیا حقیقہ ہے اس کے چاہنے والے بہت ہیں اس لئے اس کے حاصل کرنے کے مقابلہ میں ایک فریق سے دوسرے فریق کو تکلیف پہنچ جاتی ہے اور ٹٹی ہے ایک ہی کو اور کبھی کسی کو بھی ہنیر ملتی رہا آخرت کے طالبین کا معاملہ تو وہ اس کے برعکس ہے۔ آخرت اتنی بڑی ہے کہ کبھی بھی ختم نہ ہو اور ہر ایک کی آرزو سے زیادہ ملنے کے بعد بھی بچ جائے گی۔ لہذا اس کے حاصل کرنے میں مقابلہ ہوتا اس سے کسی فریق کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اس لئے فرمایا ہے وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ۔

فائدہ یہ حکم تو عام مومن کو مقرر پہنچانے اور اس کو فریب دینے کا ہے اور اگر اس میں اور بھی کوئی خوبی و خصوصیت عزیز و قریب ہونے یا پڑوسی وغیرہ ہونے یا عالم دین و خادم دین وغیرہ ہونے کی ہو تو اسی درجہ اس وعید میں شدت پڑ جائے گی۔

بدگمانی

عموماً بدگمانی ہی بڑے بڑے اختلافات کی بنیاد بنتی ہے۔ اگر مدارس اسلامیہ اور دیگر اداروں و جماعتوں کے اختلاف کا جائزہ لیا جائے تو سب کی بنیاد یہی بدگمانی نکلتی گی۔ اور جب کسی سے اختلاف ہو جاتا ہے اس کے ہر عمل کے متعلق بدگمانی ہی کا فرما ہوتی ہے کہ اس کا ہر عمل کیسا ہی صبیح اور حق کیوں نہ ہو اس کا غلط محمل لگی تجویز کیا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے:-

(۲۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْبَرُ الْحُدُثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَخَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَكُونُوا عِبَادًا لِلدَّهْرِ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْبَرُ الْحُدُثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَخَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَكُونُوا عِبَادًا لِلدَّهْرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور دوسروں کے عیوب کی (نوہ میں مت لگو نہ جاسوسی کرو نہ بیع میں بھاد بڑھا کر دھوکا دو نہ ایک دوسرے سے حسد کرو نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو نہ (ایک دوسرے سے پشت پھرا کر قطع تعلق کرو۔ اور بندگانِ خدا آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی چیز کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ نہ کرو۔)

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فائدہ یہ ان چیزوں میں کون سی ایسی ہے جو آج اختلاف ہو جانے کی صورت میں موجود نہیں ہوتی۔ اور اختلاف میں پڑ کر ان تمام محرمات کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

مخالف کی تکلیف پر اظہارِ خوشی

اپنے مخالف کو تکلیف پہنچ جائے یا وہ کسی رنج و مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو اس پر خوشیاں منانی جاتی ہیں اور اس کو اپنی مخالفت کی سزا سمجھی جاتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے:-

(۲۲) عَنْ وَائِلِ بْنِ اَافِةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخْبِرُكَ نَفْسُكَ بِخَيْرٍ مِنْكَ وَلَا تَنْتَفِعُ بِشَيْءٍ مِنْكَ إِلَّا بِمَا كَرِهْتَ وَلَا تَنْتَفِعُ بِشَيْءٍ مِنْكَ إِلَّا بِمَا كَرِهْتَ وَلَا تَنْتَفِعُ بِشَيْءٍ مِنْكَ إِلَّا بِمَا كَرِهْتَ

حضرت وائل بن اُافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی مت ظاہر کرو۔ ممکن ہے کہ خدائے پاک اس پر رحم فرمادے اور تجھے اس (تکلیف) مصیبت میں مبتلا کر دے۔

فائدہ یہ کسی کی مصیبت پر خوش ہونے سے اندیشہ ہے کہ وہ خود اس مصیبت (حاشیہ صفحہ گذشتہ)

میں یہ امور دنیوی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ چونکہ مقابلہ میں دوسرے کو نقصان پہنچانے، رک دینے کی نیت بھی ہوتی ہے اس لئے منع فرمایا۔ دنیا حقیر ہے اس کے چاہنے والے بہت ہیں اس لئے اس کے حاصل کرنے کے مقابلہ میں ایک فریق سے دوسرے فریق کو تکلیف پہنچ جاتی ہے اور ملتی ہے ایک ہی کو اور کبھی کسی کو بھی نہیں ملتی۔ رہا آخرت کے طالبین کا معاملہ تو وہ اس کے برعکس ہے۔ آخرت اتنی بڑی ہے کہ کبھی بھی ختم نہ ہو اور ہر ایک کی آرزو سے زیادہ ملنے کے بعد بھی بچ جائے گی۔ لہذا اس کے حاصل کرنے میں مقابلہ ہو تو اس سے کسی فریق کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اس لئے فرمایا ہے وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ۔

میں مبتلا نہ ہو جائے۔ کسی شاعر نے کہا ہے
کسی کی بے کسی کو مسکرا کر دیکھنے والے
تجھے بقتدیر اس منزل پہ لے آئی تو کیا ہوگا

کسی کو مصیبت زدہ دیکھے تو یہ دُعا پڑھے
اسی لئے حدیث شریف میں دُعا
بتائی گئی ہے کہ کسی کو مصیبت

میں مبتلا دیکھے تو یہ دُعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَاثَانِي مِمَّا ابْتَلَا بِكَرْبِهِ
وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفَضُّلاً۔ اس کی برکت سے اللہ مراد اس
مصیبت میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے گا۔ جامع سنن الترمذی ج ۳ باب ۲ مطبوعہ بیروت

باہمی تعلقات کی استواری اور فسادِ ذالِ بَیِّن

(۲۳) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ مِنْ نَجَاةٍ
الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلَاةِ قَالَ تَلَا
بَنِي قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ
ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَالترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲) والا ہے۔

حسد و بغض

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:-

(۲۳) عَنْ النَّبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءٌ إِلَّا نَمَّ فَبَلَّغُوا الْخَسَدَ
وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَخْلُقُ
الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَخْلُقُ الدِّينَ رَوَاهُ
احمد و الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ بچھلی اُمتوں کی بیماری تمہاری جانب بھی
آہستہ آہستہ پہنچ گئی یعنی حسد اور
بُغض مونڈ دیئے والی خصلت ہے میں
یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈ دیتے ہیں بلکہ دین
کو مونڈ دیتی ہے۔

فائدہ:- پہلے گزر گیا کہ نا اتفاقی میں کتنے محرمات کا انسان ارتکاب کرتا ہے
اور اپنا مخالف خواہ کسی ہی حق بات کیوں نہ کہتا ہو اس کی تردید اور مخالفت گویا
لازم ہے۔ اور جب حق کی تردید کرے گا تو دین کہاں باقی رہ جائے گا اعاذ اللہ
سے صاف و شفاف تھی پانی کی طرح نیت دل کی
دیکھنے والوں نے دیکھا اسے گدلا کر کے

جب باہمی نزاع اور بغض و دشمنی کا یہ حال ہے کہ دین برباد ہو جاتا ہے، جو
لوگ دوستوں میں نا اتفاقی پیدا کرتے ہیں اور اس کو بڑی ہنرمندی سمجھتے ہیں اسکا
کیا حال ہوگا۔ حدیث شریف میں ایسے لوگوں کو بدترین بندے فرمایا گیا ہے۔

بدترین لوگ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَنَمٍ وَأَسْمَاءُ بِنْتِ
يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ خِبَارُ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ إِذَا مَرُّوا
بِزَيْنٍ أَوْ شَرِّهِمْ عَادُوا إِلَيْهِ الْمَسَاوِينِ

عبد الرحمن بن عثم اور اسماء بنت یزید رضی
اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ
بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دشمنوں کے پاس سے

میں مبتلا نہ ہو جائے۔ کسی شاعر نے کہا ہے
کسی کی بے کسی کو مسکرا کر دیکھنے والے
تجھے نعت بد اس منزل پہ لے آئی تو کیا ہوگا

کسی کو مصیبت زدہ دیکھے تو یہ دُعا پڑھے
اسی لئے حدیث شریف میں دُعا
بتائی گئی ہے کہ کسی کو مصیبت

میں مبتلا دیکھے تو یہ دُعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَاثَانِیْ مِمَّا ابْتَلَا لِقَابِہِ
وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقٍ تَفْضِیْلًا۔ اس کی برکت سے اللہ راہبند اس
مصیبت میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے گا۔ جامع سنن الترمذی ج ۳ باب ۲ مطبوعہ بیروت

باہمی تعلقات کی استواری اور فسادِ ذالِ بَیْن

(۲۳) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلِ مِنْ نَّجَۃٍ
الصَّیَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰۃِ قَالَ تَلَا
بَنٰی قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَفَسَادُ
ذَاتِ الْبَیْنِ ھِیَ الْحَالِقَةُ رَوَاہُ اِبُو دَاوُدَ
وَالترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳) والا ہے۔

حسد و بغض

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:-

(۲۳) عَنْ التَّيْبِیْرِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلِ مِنْ نَّجَۃٍ
الصَّیَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰۃِ قَالَ تَلَا
بَنٰی قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَفَسَادُ
ذَاتِ الْبَیْنِ ھِیَ الْحَالِقَةُ رَوَاہُ اِبُو دَاوُدَ
وَالترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ بچھلی اُمتوں کی بیماری تمہاری جانب بھی
آہستہ آہستہ پہنچ گئی یعنی حسد اور
بغض مونڈ دیئے والی خصلت ہے میں
یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈ دیتے ہیں بلکہ دین
کو مونڈ دیتی ہے۔

فائدہ:- پہلے گزر گیا کہ نا اتفاقی میں کتنے محرمات کا انسان ارتکاب کرتا ہے
اور اپنا مخالف خواہ کسی ہی حق بات کیوں نہ کہتا ہو اس کی تردید اور مخالفت گویا
لازم ہے۔ اور جب حق کی تردید کرے گا تو دین کہاں باقی رہ جائے گا اعاذ اللہ
سے صاف و شفاف تھی پانی کی طرح نیت دل کی
دیکھنے والوں نے دیکھا اسے گدلا کر کے

جب باہمی نزاع اور بغض و دشمنی کا یہ حال ہے کہ دین برباد ہو جاتا ہے، جو
لوگ دوستوں میں نا اتفاقی پیدا کرتے ہیں اور اس کو بڑی ہنرمندی سمجھتے ہیں اسکا
کیا حال ہوگا۔ حدیث شریف میں ایسے لوگوں کو بدترین بندے فرمایا گیا ہے۔

بدترین لوگ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَنَمٍ وَاسْمَاءُ بِنْتِ
يَزِيدَ رَوَاہُ اِبُو دَاوُدَ وَالتَّيْمِیُّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلِ مِنْ نَّجَۃٍ
الصَّیَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰۃِ قَالَ تَلَا
بَنٰی قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَفَسَادُ
ذَاتِ الْبَیْنِ ھِیَ الْحَالِقَةُ رَوَاہُ اِبُو دَاوُدَ
وَالترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

عبد الرحمن بن عثم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ
بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے

بِالنَّمِيمَةِ الْمَفْرُوقَيْنِ الْأَخْبَةِ الْبَاكِ
الْبَرَاءُ أَلْعَنَتْ سَادَاهُ أَحْمَدَ وَالْبَهْقِي
فِي شَعْبِ الْإِيمَانِ (مشکوٰۃ شریف)
کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ
(برائیوں سے) بری ہیں ان کے لئے مصیبت تلاش کرتے ہیں۔

فائدہ:- اس کا آج خوب مشاہدہ ہو رہا ہے کہ جو حضرات یکسوئی سے دینی
اہم خدمات میں مشغول ہیں ان کو بھی چین سے نہیں رہنے دیا جاتا۔ ان کو بھی میدان
دکھاڑے میں گھسیٹنے اور مصیبتوں میں پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ضبطِ غصہ

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خلاف مزاج بات سامنے آنے پر انسان کو غصہ آتا ہے اور
اس کو ضبط نہیں کر پاتا، زبان سے کیا کیا باتیں کہہ دیتا ہے جس سے اور زیادہ لڑائی
ہو جاتی ہے۔ اور اگر یہ غصہ ضبط کر لیتا اور پھر سنجیدگی سے اس کا جواب دیدیتا تو
ناگواری ختم ہو جاتی۔ لڑائی کی لذت نہ آتی۔ اس لئے حدیث شریف میں ضبطِ غصہ کا
حکم فرمایا ہے اور اس کو بڑی بہادری قرار دیا ہے۔ گویا غصہ ضبط کر لینا علاج ہے نزاع
کے ختم ہونے کا نزاع سے بچنے کا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيْسَ لَشِدِيدٍ بِالصُّرْعَةِ أَضْحَا الشَّدِيدِ
الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ
متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا۔ پہلوان وہ نہیں جو کچھ اڑدے
پہلوان تو وہ ہے کہ غصہ کے وقت اپنے
نفس پر قابو رکھے۔

فائدہ:- جب ناگواریات پیش آئے اور غصہ آئے تو اس وقت اپنے نفس

پر قابو رکھے کہ غصہ کے تقاضہ پر عمل نہ کرے۔ جو بے خوب اس کے انجام کو سوچ لے اسکے
بعد سنجیدگی کے ساتھ جواب دے۔ یہی بہت بڑی بہادری ہے، گو بے بہت مشکل
مگر جب انسان کو شش کرتا ہے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔
مرد باید کہ ہر آسان نہ شود مشکل نیست کہ آسان نشود

اسی طرح جب بار بار یہ کوشش کرتا رہے گا تو انشاء اللہ غصہ کے وقت نفس
پر قابو بھی حاصل ہو جائے گا۔ اسی کو خواہر مجذوب نے فرمایا ہے کہ
کرفنس کا مقابلہ ہاں بار بار تو سو مرتبہ بھی ہمارے ہمت نہ ہارتو
اس کو کچھاڑ کے بھی کچھڑا ہوا کچھ ہر وقت اس پختہ رہ ہوشیار
خبر نہیں کب کس وقت کس طرح پینتر ابدل کر حملہ کر دے اس لئے اس سے ہوشیار
رہنے کی ضرورت ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے:-

(۲۷) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ أَحْضَلَ مِنْ جُرْعَةٍ
عَظِيمٍ يَكْظُمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِهِ
رَوَاهُ أَحْمَدُ (مشکوٰۃ شریف)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ کسی بندہ نے کوئی گھونٹ
نہیں پیاجو اس غصہ کے گھونٹ سے بہتر ہو
جسے خدا نے پاک کی خوشنودی کی خاطر پی گیا ہو

ایک اور حدیث شریف میں ہے:-
(۲۸) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَسَانُهُ سَلَوُ اللَّهِ عَوْرَتَهُ وَمَنْ كَشَفَ
عَضْبَهُ كَفَّتِ اللَّهُ عَنْهُ عَذَابَهُ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ وَمَنْ اعْتَدَّ إِلَى اللَّهِ قَبْلَ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا جو شخص اپنی زبان کی حفاظت
کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کی پردہ
پوشی فرماتے ہیں اور جو شخص اپنے غصہ

بِالنِّمَةِ الْمَفْرُوقَيْنِ الْأَحِبَّةِ الْبَاكِينِ
الْبَرَاءُ أَلْعَنَتْ سَادَاهُ أَحْمَدَ وَالْبَهْقِي
فی شعب الایمان (مشکوٰۃ شریف)
کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ
(برائیوں سے) بری ہیں ان کے لئے مصیبت تلاش کرتے ہیں۔

فائدہ:- اس کا آج خوب مشاہدہ ہو رہا ہے کہ جو حضرات یکسوئی سے دینی
اہم خدمات میں مشغول ہیں ان کو بھی چین سے نہیں رہنے دیا جاتا۔ ان کو بھی میدان
دکھاڑہ میں گھسیٹنے اور مصیبتوں میں پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ضبطِ غصہ

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خلاف مزاج بات سامنے آنے پر انسان کو غصہ آتا ہے اور
اس کو ضبط نہیں کر پاتا، زبان سے کیا کیا باتیں کہہ دیتا ہے جس سے اور زیادہ لڑائی
ہو جاتی ہے۔ اور اگر یہ غصہ ضبط کر لیتا اور پھر سنجیدگی سے اس کا جواب دیدیتا تو
ناگواری ختم ہو جاتی۔ لڑائی کی لذت نہ آتی۔ اس لئے حدیث شریف میں ضبطِ غصہ کا
حکم فرمایا ہے اور اس کو بڑی بہادری قرار دیا ہے۔ گویا غصہ ضبط کر لینا علاج ہے نزاع
کے ختم ہونے کا نزاع سے بچنے کا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيْسَ لَشِدِيدٍ بِالصُّرْعَةِ أَضْحَا الشَّدِيدِ
الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ
متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا۔ پہلوان وہ نہیں جو کچھ اڑدے
پہلوان تو وہ ہے کہ غصہ کے وقت اپنے
نفس پر قابو رکھے۔

فائدہ:- جب ناگواریات پیش آئے اور غصہ آئے تو اس وقت اپنے نفس

پر قابو رکھے کہ غصہ کے تقاضہ پر عمل نہ کرے۔ جو بے خوب اس کے انجام کو سوچ لے اسکے
بعد سنجیدگی کے ساتھ جواب دے۔ یہی بہت بڑی بہادری ہے، گو بے بہت مشکل
مگر جب انسان کو شش کرتا ہے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔
مرد باید کہ ہر آسان نہ شود مشکل نیست کہ آسان نشود

اسی طرح جب بار بار یہ کوشش کرتا رہے گا تو اشار اللہ غصہ کے وقت نفس
پر قابو بھی حاصل ہو جائے گا۔ اسی کو خواہر مجذوب نے فرمایا ہے کہ
کرفنس کا مقابلہ ہاں بار بار تو سو مرتبہ بھی ہمارے ہمت نہ ہارتو
اس کو کچھاڑ کے بھی کچھڑا ہوا کچھ ہر وقت اس پختہ رہ ہوشیار
خبر نہیں کب کس وقت کس طرح پینتر ابدل کر حملہ کر دے اس لئے اس سے ہوشیار
رہنے کی ضرورت ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے:-

(۲۷) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ أَحْضَلَ مِنْ جُرْعَةٍ
عَظِيمٍ يَكْظُمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِهِ
رَوَاهُ أَحْمَدُ (مشکوٰۃ شریف)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ کسی بندہ نے کوئی گھونٹ
نہیں پیاجو اس غصہ کے گھونٹ سے بہتر ہو
جسے خدا نے پاک کی خوشنودی کی خاطر پی گیا ہو

ایک اور حدیث شریف میں ہے:-
(۲۸) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَسَانُهُ سَلَوٌ لِّلَّهِ عَوْرَتُهُ وَمَنْ كَشَفَ
عَضْبَهُ كَفَّتِ اللَّهُ عَنْهُ عَذَابَهُ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ وَمَنْ اعْتَدَرَ إِلَى اللَّهِ قَبْلَ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا جو شخص اپنی زبان کی حفاظت
کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کی پردہ
پوشی فرماتے ہیں اور جو شخص اپنے غصہ

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي
شُعَبِ الْإِيمَانِ.
(مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۳)
کو روئے گا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس سے
اپنے غصہ کو دور رکھے گا۔ اور جو شخص اللہ
تعالیٰ کی طرف عذر خواہی کرے گا اللہ پاک
اس کے عذر کو قبول فرمائیں گے۔

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے:-

(۲۹) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي
قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّ ذَلِكَ بِمَرَّةٍ قَالِ
لَا تَغْضَبْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
(مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۳)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک
شخص نے وصیت کی درخواست کی۔ ارشاد
فرمایا غصہ نہ کرنا، اس نے کئی مرتبہ یہی خوا
کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار یہی ارشاد
فرماتے رہے، غصہ نہ کرنا۔

غیبت کا سننا

بعض حضرات محتاج ہوتے ہیں وہ غیبت کسی کی نہیں کرتے، زبان کو محفوظ رکھتے
ہیں، لیکن ان کے سامنے کوئی کسی کی غیبت کرتا ہے بُرائی کرتا ہے تو وہ اسکی باتوں
سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ حدیث
پاک میں ارشاد ہے:-

(۳۰) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْيَبَ عِنْدَكَ
أَخُوهُ الْمُسْلِمَ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى نَصْرِهِ
فَنَصَرَ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل فرماتے
ہیں کہ جس کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی
غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر قادر ہو

فَإِنَّ لَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى
نَصْرِهِ أَدْرَكَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَ
الْآخِرَةِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ.
(مشکوٰۃ شریف)
اور اس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا
و آخرت میں مدد فرمائے گا۔ اور اگر وہ اس کی
مدد پر قادر ہونے کے باوجود اس کی مدد
کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دنیا و آخرت
میں اس کی پکڑ فرمائے گا۔

فائدہ:- مدد کرنا یہ ہے کہ اس کو غیبت کرنے سے منع کر دے یا اس کے سامنے
اس کی جس کی یہ غیبت کر رہا ہے تعریف کر دے کہ اس میں یہ خوبی ہے یہ خوبی ہے۔ اور
مدد نہ کرنا یہ ہے کہ خاموش بیٹھا سنتا رہے۔
قدرت ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کو منع کرنے سے ناقابل تخیل تکلیف پہنچنے
کا اندیشہ نہ ہو یا اور کوئی دینی و دنیوی ضرر کا اندیشہ نہ ہو۔ پس اگر اس قسم
کے ضرر کا اندیشہ ہو اور زبان نہ کھول سکتا ہو تو یہ جو ہر شخص کر سکتا ہے کہ وہاں
سے اُٹھ کر چلا جائے۔ بالفرض ایسی ہی کوئی صورت ہے کہ اُٹھ کر بھی نہیں جاسکتا تو
دل سے مکر وہ جائے۔ اور جہاں تک ہو کا نون کو ادھر سے غافل رکھے تو
انشاء اللہ اس صورت میں پکڑ نہیں ہوگی۔

سننی سنائی بات بیان کرنا

اختلافات میں بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے محض گمان سے یا صریحاً اپنی طرف سے
بنا کر ایک دوسرے کی طرف باتیں منسوب کر دیتے ہیں اور دوسرے لوگ ان
سننی سنائی باتوں پر اعتماد کر لیتے ہیں اور وہ دوسروں سے بیان کرتے ہیں
دوسرے لوگ ان کی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں اور اس سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔
اس سے بڑے فتنے ہوتے ہیں اس کا علاج یہی ہے کہ سننی سنائی باتوں پر اعتماد

وَكَيْفَ يَحِلُّ أَنْ يُؤْذَى فُقَيْهٌ لَهُ فِي الْأَرْضِ اثْنَا شَرِيفَةٌ
فَقَدْ قَالَ ابْنُ أَدْرِيسٍ مَقَالًا صَحِيحُ النَّقْلِ فِي حُكْمِ نَطِيفَةٍ
يَأْنِ النَّاسِ فِي فَتْوَاهِ عِيَالٍ عَلَى فَتْوَاهِ الْأَمَامِ ابْنِ حَنِيفَةَ
فَلَعْنَةُ رَبِّمَا أَعْدَا أَدْرِمَلٍ عَلَى مَنْ رَدَّ قَوْلَ ابْنِ حَنِيفَةَ

یہ تمام اقوال مدائق الحنفیہ سے نقل کئے گئے ہیں۔ مدائق الحنفیہ میں ان اقوال کے حوالے موجود ہیں۔ اختصار کی وجہ سے یہاں ترک کر دیا گیا۔

تفصیل :- ائمہ محدثین رحمہم اللہ نقالی کے ان اقوال سے وہ غیر متقلدین عبرت حاصل کریں۔ اردو کے دو رسائل دیکھ کر مجتہدین بیٹھے ہیں اور ہجو دیگرے غیرت کا نعرہ بلند کرنے لگتے ہیں۔ اور اسلام کی اس عظیم شخصیت کو ہدف ملامت بناتے ہیں جن کی مدح و توصیف میں اکابر محدثین اپنے فضل و کمال کے باوجود در طب اللسان ہیں، وہ ان اقوال میں غور کریں اور اپنے انجام کی فکر کریں، اللہ پاک صحیح فہم اور عقل سلیم عطا فرمائے اور ہر قسم کی گمراہی و ضلالت سے حفاظت فرمائے۔

یہ اقوال ان ائمہ حدیث کے ہیں جو مسلک امام ابو حنیفہ رحمہ کی بہت سی باتوں کے خلاف ہیں، پھر بھی ان حضرات نے آپ کی تعریف و توصیف کی اور آپ کے اندر پائی جانے والی خوبیوں کا ذکر کرتے رہے، کیونکہ انھیں یقین تھا کہ ان اختلافات کا سبب نفسانیت ہے اور نہ تفوق و برتری کی خواہش، بلکہ سبھی کا مقصود حق کی تلاش و جستجو ہے، اللہ تعالیٰ ان سبھی ائمہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

یہ ادب جمیل اور اخلاق فاضلہ نہ ہوتے تو بہت سے علماء سلف کا فقہ منتشر اور ناپید ہو جاتا، ایک دوسرے کا دفاع وہ اسی لئے کرتے تھے کہ

اس اُمت کے فقہ کی حفاظت کا یہی طریقہ ہے، اور اسی فقہ کے سائے میں اس کی زندگی کو صحیح ہدایت و استقامت ملتی رہے گی۔

امام شافعیؒ کے بارے میں بعض علماء کی رائیں

ابن عیینہؒ کا ارشاد | امام ابن عیینہ رحمہ اپنی جلالت شان کے باوجود تفسیر و فتویٰ کے سلسلہ میں امام

شافعیؒ کی طرف رجوع کرتے اور آپ کے بارے میں اکثر کہا کرتے "یہ اپنے وقت کا سب سے بہتر فوجوان ہے، اور آپ کی وفات کی خبر پائی کہ کہا :- "اگر محمد بن ادریس کا انتقال ہو گیا ہے تو اپنے زمانہ کا سب سے بہتر شخص اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔"

یحییٰ بن سعید قطان کا ارشاد | یحییٰ ابن سعید قطان فرماتے ہیں :- "میں اپنی نماز میں بھی امام شافعیؒ کے لئے دعا کیا کرتا ہوں۔"

عبد اللہ بن حکم کا ارشاد | عبد اللہ بن حکم اور ان کے لڑکے مسلک امام مالکؒ کے پیرو تھے لیکن انھوں نے اپنے لڑکے

محمد کو وصیت کی کہ امام شافعیؒ کی خدمت میں لگے رہیں، انھوں نے فرمایا، اس شیخ (امام شافعیؒ) کے ساتھ لگے رہو، ان سے بڑا عالم اصول (یا اصول فقہ) میں نے نہیں دیکھا، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے باپ کی نصیحت پر عمل بھی کیا، انھوں نے خود کہا، اگر امام شافعیؒ نہ ہوتے تو میں بھی نہ جانتا کہ کیسے کسی کا جواب دیا جائے، سب کچھ میں نے انھیں سے سیکھا اور جانا، انھوں نے ہی

مجھے قیاس سکھایا۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔ وہ صاحب حدیث و سنت تھے، فضل و خیر کے جامع تھے۔ ان کی زبان فصیح اور عقل حکم اور ہر گز گمراہی نہ تھی۔

امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ
والد المحترم! شافعی کون شخص ہیں؟

میں دیکھتا ہوں کہ آپ ان کے لئے بہت دُرّائیں کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: بیٹے! شافعی پر اللہ کی رحمتیں ہوں وہ اس دنیا کے لئے آفتاب اور انسانوں کے لئے باعث خیر و برکت تھے۔ کیا ان دونوں چیزوں کا عوض اور وارث ہو سکتا ہے اور ایک روز صالح بن امام احمدؒ نے کہا: یحییٰ بن معین نے اپنی ایک ملاقات میں مجھ سے کہا: کیا آپ کے والد شرماتے نہیں وہ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کیا بات ہے؟ تب انھوں نے کہا: میں نے انھیں شافعی کے ساتھ دیکھا کہ وہ سوار ہیں اور یہ ان کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے پیدل چل رہے ہیں۔ یہ بات سن کر میں نے والد صاحب سے پوچھا۔ تو انھوں نے فرمایا، ان سے جب ملاقات ہو تو کہنا: میرے باپ کہہ رہے تھے اگر فتنہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ اور دوسری طرف سے ان کی رکاب ختام لو۔

ابو حمید ابن احمد بصریؒ نے کہا: میں احمد بن حنبلؒ سے ایک مسئلہ پر مذاکرہ کر رہا تھا۔ ایک شخص نے آپ سے کہا اے ابو عبد اللہ! اس میں حدیث صحیح نہیں، آپ نے فرمایا: اگرچہ اس میں حدیث صحیح نہیں مگر امام شافعیؒ اس سلسلہ میں یہی کہتے ہیں۔ اور اس میں آپ کی حجت سب سے قوی ہے۔ احمد نے کہا، میں نے شافعی سے پوچھا کہ فلاں فلاں مسئلہ میں آپ کیا کہتے ہیں، انھوں نے ان کے جوابات دیئے۔ میں نے کہا اس کا ماخذ کیا ہے؟ کوئی آیت یا حدیث ہے؟ کہا ہاں!

عَلَّ حَوَالَهُ بِاللَّحْمَةِ اَيْضًا۔

پھر ایک حدیث دکھائی۔

امام احمدؒ کہتے تھے جب مجھ سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جاتا جس میں کسی حد کا مجھے علم نہ ہوتا تو کہہ دیتا شافعیؒ یہ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ قریش کے امام عالم ہیں۔ ابو داؤد بن علیؒ اصہبانیؒ کہتے ہیں: میں نے اسحق بن راہویہؒ کو یہ کہتے سنا مجھ سے مکہ مکرمہ میں احمد بن حنبلؒ ملے اور کہا: آئیے میں آپ کو ایک ایسا آدمی دکھاؤں کہ آپ کی آنکھوں نے ایسا آدمی نہ دیکھا ہوگا۔ اس کے بعد انھوں نے امام شافعیؒ کو دکھایا۔ امام شافعیؒ کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کی یہ رائے تھی اور اگر شاکر داپنے استاد کا گرویدہ اور اس کے فضل و کمال کا معترف و مداح ہو تو کوئی عجیب تعجب نہیں۔ لیکن اس نسبت تلذذ کے باوجود خود امام شافعیؒ امام احمد کی فضیلت اور علم و سنت کا اعتراف کرتے تھے اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے ایک بار فرمایا: تم لوگ حدیث و رجال کے مجھ سے بڑے عالم ہو۔ حدیث جب صحیح ہو تو مجھے بناؤ خواہ وہ کوئی ہو، بصری ہو، شامی ہو، اگر صحیح ہوگی تو میں اختیار کروں گا۔

امام شافعیؒ جب امام احمدؒ سے روایت بیان کرتے تو تعظیماً ان کا نام نہ لیتے بلکہ کہتے حَدَّثَنَا النَّفْثَةُ مِنْ أَصْحَابِنَا النَّفْثَةُ وَأَخْبَرَنَا النَّفْثَةُ بِكَلِمَةٍ اس سرسری جائزہ اور طائرانہ نظری سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کس ادب نالی اور اخلاق فاضلہ کے حامل تھے جن پر اختلاف اجتہاد کا کوئی مضراثر نہیں ہو کر تھا۔

یہ اگر نقدِ آداب ان شخصیتوں کے ہیں جنھوں نے درسگاہِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)

لَمْ يَدَّبَّ الشَّافِعِيُّ وَمَنْ قَبْلَهُ مِنْ حَاشِيَةِ آدَابِ الشَّافِعِيِّ وَمَنْ قَبْلَهُ۔

لَمْ يَدَّبَّ الشَّافِعِيُّ مِنْ مَنَاقِبِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ الْحَوْزِيِّ۔

نکلیا جائے، اس کی تحقیق کی جائے۔ بلا تحقیق ان پر اعتما کرنا ہرگز جائز نہیں، بلکہ اول بات کہنے والے سے ثبوت مانگے اور اس کو جھوٹا قرار دینے کی کوشش کرے۔

(۳۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ بِالنَّاسِ كَذِبًا إِنْ يَخْدُ بِكَ مَا يَسْمَعُ سَرَادًا مُسْلَمًا
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد منقول ہے کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنی بات (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ :- نینی بلا تحقیق سنی سنی بات بیان کرنا جھوٹ ہی میں شامل ہے اور اس پر جھوٹ ہی کا گناہ ہوتا ہے۔ اور خاص کر جبکہ اس کے جھوٹ ہونے کا بھی گمان ہو مگر اس سے اپنے مخالف کی تحقیر و تذلیل ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو جھوٹ جانے کے باوجود آگے کو چلنا کر دیتے ہیں۔ دوسری حدیث میں اس کو دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا فرمایا ہے۔ آج ہم لوگ سنی سنی باتوں سے بڑے بڑے مشائخ بدگمان ہو جاتے ہیں اور تحقیق کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے اور اختلافات کے مضبوط قلعوں کی بنیاد ان ہی سنی سنی باتوں پر قائم کرتے ہیں۔
اللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ

دل میں کدورت نہ ہونا

حدیث پاک میں ارشاد ہے :-

(۳۲) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ النَّاسِ قَدْ زُتْ أَنْ تُصْبِحَ وَتَمْسِيَ وَلَيْسَ بَيْنَكُمُ الْقُدْرَةُ أَنْ تَكُونَ بَيْنَكُمْ كَدُّورَةٌ
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بیٹا اگر تم قدرت رکھتے

فِي قُلُوبِكُمْ عَشْرًا لَا أَحَدٌ فَا فَعَلُ شَرًّا
قَالَ يَا بُنَيَّ وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي
وَمَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ
مَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ
سَرَادًا الْقَوْمُ ذِي (مشکوٰۃ شریف)
ہو کہ صبح شام اس حال میں کرو کہ تمہارے
دل میں کسی کی طرف کچھ کھوٹ (کینہ کپٹ)
نہ ہو تو ایسا کر لیا کرو۔ پھر ارشاد فرمایا
بیٹا یہ میری سنت ہے اور جس نے میری
سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت

کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔
فائدہ :- معلوم ہوا کہ دل کی صفائی کہ کسی کی طرف کینہ نہ ہو کتنا اونچا عمل ہے۔ اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ممتاز اور محبوب طریقہ ہے۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے لَا يَنْفَعُنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أَحَبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمٌ الصَّدْرُ رِزَاةُ أَبُودَاؤُدَ
مشکوٰۃ شریف ص ۳۰

میسر اصحاب میں سے کوئی کسی کی (برائی کی) کوئی بات مجھ تک نہ پہونچا کرے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے اس حالت میں ملوں کہ دل (سب کی طرف سے) صاف ہو۔ (کسی کی طرف سے دل میں کدورت نہ ہو)
اور اس پر کتنا بڑا وعدہ ہے جو کیا ہی مرٹے کی چیز ہے۔ اور اس میں گویا حُسنِ خاتمہ کی بشارت بھی ہے۔ اور دل اگر صاف ہو تو پھر نہ بدگمانی ہو نہ نزاع اور اگر کوئی بات سامنے آئے تو اس کا کوئی صحیح محل بھی تجویز ہو سکتا ہے۔ پس اس کی انتہائی کوشش کی جائے۔ دل میں اگر کسی کی طرف سے کدورت ہو جائے تو جلد اس کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔ صاحبِ واقعہ سے تحقیق کرے اور دل کی صفائی کرے، مننے جھلنے سے صفائی ہوتی رہتی ہے اور بدگمانیاں کم پیدا ہوتی ہیں بلکہ پیدا ہی نہیں ہوتیں۔

سے منسلک ہو کر تکمیلِ علوم کی۔ اس لئے نفسانیت ان پر کہیں غلبہ نہ پاسکی۔ ان ائمہ کرام کے بلند کردار، لطیف علمی مباحثے، جن پر ادب رفیع اور اسلامی اخلاق کا سایہ فگن رہا۔ ان کے بے شمار نمونوں سے طبقات و قراجم، فضائل و مناقب اور تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔

آج جبکہ ہمارے سبھی مسائل و معاملات اختلاف و انتشار کا شکار ہیں، ایسے نازک دور میں ہمیں سکونِ قلب کے لئے اسی شجرِ سایہ دار کا سہارا لینا چاہیئے۔ اور انھیں مبارک آداب و اخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کر لینا چاہیئے۔ جنھیں اسلام کرام ہمارے لئے چھوڑ گئے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے سفیہ کو شش کا صرف ہی ایک ذریعہ ہے۔

سید احمد شہیدؒ

تکبیرِ اولیٰ فوت ہونے پر تنبیہ | حضرت سید احمد شہید صاحبِ قدس سرہ نے شادی کی نماز میں کچھ دیر سے تشریف آوری ہوئی۔ مولانا عبدالحی صاحب نے سکوت کیا کہ شاید نئی شادی کی وجہ سے تاخیر ہو گئی ہو، اتفاقاً کچھ دیر ہو گئی ہو، اگلے دن پھر دلیلا ہی ہو اگر سید صاحب کو اتنی دیر ہو گئی کہ تکبیرِ اولیٰ ہو چکی تھی، مولوی عبدالحی صاحب نے سلام پھیرنے کے بعد کہا، عبادتِ الہی ہو گئی یا شادی کی عشرت، سید صاحب چپ ہو رہے اور اپنی غلطی کا اقرار کر لیا اور پھر نماز میں اپنے معمولی طریق پر تشریف لائے گئے۔ (آپ مبنی ص ۲۹۳ بحوالہ تذکرۃ الرشید ص ۱۴)

لے اسلام میں اختلاف کے اصول و آداب ص ۱۴

لفظ مردود کہنے پر تنبیہ | ایک دفعہ ایک خادم کی سخت غلطی پر مردود کا لفظ نکل گیا۔ خدام حضرت کی زبان سے عادت کے خلاف یہ لفظ سنکر متحیر رہ گئے اور حضرت سے عرض کیا۔ آج حضرت کی زبان سے مردود کا لفظ نکل گیا۔ یہ لفظ کسی مسلمان کو کہنا کیسا ہے؟

آپ نے اس سوال کو سنکر دیر تک سکوت فرمایا اور کہا کہ یہ بات کسی مسلمان کو نہیں کہنا چاہیئے۔ یہ کلمہ میری زبان سے بے اختیاری میں بے ساختہ نکل گیا اور بڑا قصور ہوا اور تم بھائیوں نے خوب کیا جو اس قصور سے مجھ کو آگاہ کیا۔ اور پھر ان صاحب کو بلا کر سب کے سامنے معافی مانگی۔ ان کو اپنے پاس بٹھا کر فرمایا، "عاجی صاحب! ہم تمہارے قصور مند ہیں۔ اس وقت غصہ میں بے اختیار ہماری زبان سے مردود کا جو لفظ نکل گیا، ہماری یہ خطا اللہ معاف کر دے اور ہم سے مصافحہ کر لو (آپ مبنی ص ۲۹۳ بحوالہ سیرۃ احمد شہید ص ۵۰۵)

شُرک فی النبوت | افاضات یومیہ میں حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولانا شہید صاحب اور حضرت سید صاحب میں ایک مسئلہ پر طویل گفتگو ہوئی، بالآخر مولانا شہید صاحب نے معافی چاہی اور عرض کیا کہ مجھ کو آپ کی بات بلا چون و چرا مان لینا چاہیئے۔ اس پر سید صاحب نے فرمایا کہ تو بہ کرو۔ یہ تو نبی کا مرتبہ ہے کہ اس کی بات کو بلا چون و چرا مان لیا جائے اور یہ بھی شرک فی النبوت ہے۔ مولانا شہیدؒ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد سے مجھے شرک فی النبوت کے متعلق ایک باب عظیم علم کا مفتوح ہوا۔ (آپ مبنی ص ۲۹۳ بحوالہ افاضات ص ۱۰)

مگر افسوس آج ہر شخص اسی کا خواہشمند ہوتا ہے کہ میری بات بلا چون و چرا تسلیم کی جائے اور کوئی مخالفت نہ کرے۔

ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا

(۳۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَيُّكَ وَمُحَقَّرَاتِ الدُّنْيِ فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللَّهِ ظَالِمًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهٍ وَالدَّارِمِيُّ (مشکوٰۃ شریف ۳۴)

فائدہ :- ہم لوگ تو کبار سے نہیں چوکتے بلکہ کبار کو بھی معمولی سمجھتے ہیں جو بہت خطرناک ہے۔ اور یہاں معمولی گناہوں سے بھی بچنے کا حکم ہے۔

دوسری حدیث شریف میں ہے :-

(۳۵) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنْتُمْ لَتَتَمَلَّوْنَ أَعْمَالًا هِيَ أَذَقُ فِیْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعْدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُرَبَّاتِ یَعْنِی الْمَهْلَكَاتِ رَوَاهُ ابْنُ خَرَّازٍ (مشکوٰۃ شریف ۳۶)

تھے۔ یعنی ان اعمال میں سے شمار کرتے تھے جن کی وجہ سے آدمی ہلاکت میں پڑ جاتا تھا۔ فائدہ :- پس جن گناہوں کو ہم معمولی سمجھتے ہیں وہ بھی انتہائی خطرناک ہیں۔ ان سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔ آگ کی معمولی چنگاری بھی گھر بھر بلکہ

پوری بستی کو جلائے کے لئے کافی ہوتی ہے اس کو معمولی جان کر برداشت نہیں کیا جاتا۔ یہی حال گناہ کا بھی ہے۔ ایک معمولی گناہ بعض دفعہ گھراؤں بلکہ شہروں ملکوں کو تباہی میں ڈال دیتا ہے۔

جھگڑے کا ترک کرنا

(۳۶) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي أَرْضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحَقَّرٌ بُنِيَ لَهُ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ وَمَنْ حَسَنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَخَذَ حَسَنَ (مشکوٰۃ شریف ۳۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جھوٹ کو ترک کر دے حالانکہ وہ باطل ہی ہوتا ہے اس کے لئے جنت کے ابتدائی حصہ میں مکان بنا دیا جاتا ہے اور جو شخص حق ہوتے ہوئے جھگڑے کو ترک کر دے اس کے لئے جنت کے درمیانی حصہ میں

مکان بنا دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص حسن اخلاق اختیار کرے اس کے لئے جنت کے اعلیٰ حصہ میں مکان بنا دیا جاتا ہے۔ فائدہ :- آج جھگڑا ختم کرنے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں اس لئے خواہ کتنا ہی دنیوی و اخروی نقصان ہو جائے، جھگڑا اچھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے گھر کے گھر اس ضد کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو جھگڑا ترک کر دیا کرے کہ دنیا میں بھی اس کے وبال سے بچے اور آخرت میں جنت کے اعلیٰ محل کا انعام حاصل کرے۔

مذمت کبر

ان تمام جگڑوں، فسادات کا سرچشمہ تکبر و بڑائی ہے بلکہ تکبر ہی تمام بُرائیوں، اخلاقِ رذیلہ، امراضِ باطنی کی اصل اور جڑ ہے۔ اسی وجہ سے اس کو اُمّ الامراض کہا جاتا ہے۔ کبر کے بارے میں حدیثِ پاک میں ارشاد ہے:-

(۳۷) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خُذَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خُذَلٍ مِنْ كِبَرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جہنم میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اور نہ جنت میں کوئی ایسا شخص داخل ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہو۔

ایک دوسری حدیثِ پاک میں ہے:-

(۳۸) عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ أَمْثَالَ الذُّرِّيَّةِ فِي صُورِ الرِّجَالِ يُغْشَاهُمُ الدُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسْتَبَى بُولُسُ تَعْلُوهُمْ نَارُ الدُّنْيَا

حضرت عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا متکبروں کو قیامت کے دن چیمونٹیوں کے مثل انسانوں کی صورتوں میں جمع کیا جائیگا ہر طرف ذلت (ورسوائی) ان کو ڈھانچے ہوئے ہوگی جہنم میں قید خانہ جس کا نام

يُسْقَوْنَ مِنْ عَصَا ذِي أَهْلِ النَّارِ طَيْبَةِ الْخَبَالِ رِذَاهُ التَّوَمَدِي. جویا جائے گا۔ سخت ترین آگ اور چڑھن ہوئی ہوگی۔ دوزخیوں کے جسم کا پچوڑ

مشکوٰۃ شریف ۳۳۳
یعنی پیپ وغیرہ ان کو پلایا جائے گا جس کو طینۃ الخبال بھی کہتے ہیں۔
فائدہ:- غور فرمائیں کہ جس کبر کا انجام یہ ہوا اس سے کیا فائدہ، کچھ دن دنیا میں اگر اپنی بڑائی کا اظہار ہو ہی گیا اس سے کیا حاصل، جب آخرت میں یہ ذلت و رسوائی ہوگی جب انجام کو بار بار سوچیں گے تو انشا اللہ غرور جاتا رہے گا۔ اسی طرح یہ سوچیں کہ جو نعمتیں جوانی، تندرستی، عقل، علم، مال و دولت، مرتبہ میرے پاس ہیں یہ میری اپنی ذاتی تو نہیں، اللہ پاک کی عطا کی ہوئی ہیں۔ نہ ان کے عطا رہنے میں میرے اپنے کسی کمال کو دخل ہے۔ پھر ان پر کیوں غرور کیا جائے۔ پھر جو دینے پر قادر ہے وہ واپس لینے پر بھی قادر ہے کہ جب چاہے ان نعمتوں کو واپس لے لے۔ پھر غرور سے کیا فائدہ۔ جب یہ چیز بار بار سوچیں گے تو انشا اللہ غرور جاتا رہے گا۔ اعاذنا اللہ منہ۔

تواضع اور کبر

اس حدیثِ پاک کے مضمون کو بھی دل میں جمائیں۔

(۳۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ عَلَى الْمُنْبَرِ يَأْتِيهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ فَهُوَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر ارشاد فرمایا لوگو تواضع اختیار کرو بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو

مولانا اسماعیل شہیدؒ

میلہ میں جانے پر تنبیہ | ایک مرتبہ حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ فرمادے

مرقدہ ہندوؤں کے کسی میلہ میں گئے۔ سید صاحب اس زمانے میں ان سے پڑھتے تھے، وہ بھی ان کے ساتھ گئے۔ جب یہ دونوں میلے میں پہنچے تو سید صاحب پر ایک جوش سوار ہوا اور نہایت غصہ آیا اور تیز لہجے میں مولانا شہیدؒ سے فرمایا۔ آپ نے کس لئے پڑھا تھا، کیا سواد کفار بڑھانے کے لئے آپ کو معلوم ہے کہ آپ اس وقت کہاں ہیں۔ آپ غور فرمائیں کہ ایک عالم اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب کا بھتیجا کفار کے میلے کی رونق بڑھانے کس قدر شرم کی بات ہے۔ مولانا پر اس کا خاص اثر ہوا۔ اور انھوں نے فرمایا کہ سید صاحب آپ نہایت بجا فرماتے ہیں، واقعی یہ میری غلطی ہے اور یہ فرما کر فوراً لوٹ آئے اور پھر کبھی کسی میلہ میں نہیں گئے۔ حضرت حکیم الامتؒ اس کے عاصیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ شاگرد کی نصیحت کو تیز لہجہ میں قبول کر لینا اور عن کرنا کس قدر مجاہدہ عظیمیہ ہے۔ (آپ بقی ص ۳۳ بحوالہ ارواح ص ۹)

شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ

استاذ الکل حضرت شاہ اسحاق صاحب نور اللہ مرقدہ کے ایک شاگرد اجیر میں رہا کرتے تھے اور وہاں موعظہ کے ذریعہ اشاعت دین کرتے تھے۔ انھوں نے حدیث لاشد الزمّال کا وعظ کہنا شروع کیا اور لوگوں پر اثر بھی ہوا۔ اتفاق سے شاہ اسحاق صاحب کا اس زمانہ میں قصد ہجرت ہو گیا۔

جب شاہ صاحب کے قصد کی ان کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے شاہ صاحب کو لکھا کہ جناب عازم سفر ہجرت ہوں تو اجیر تشریف نہ لاؤں کیونکہ میں حدیث لاشد الزمّال کا وعظ کہہ رہا ہوں۔ اور لوگ راہ پر آچکے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے جو کچھ اثر ہوا ہے اس کے غتر بود ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ شاہ صاحب نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں اجیر کے قصد سے نہ آؤں گا۔ لیکن چونکہ اجیر راستہ میں پڑے گا اور خواجہ صاحب ہمارے مشائخ میں ہیں۔ اس لئے مجھ سے نہ ہو سکے گا کہ میں بلا حاضر ہوئے بالا بالا چلا جاؤں۔ جب میں آؤں تم وعظ کہنا اور وعظ میں بیان کرنا کہ اسحاق نے غلطی کی جو وہ اجیر آیا۔ اس کا فعل حجت نہیں اور میرے سامنے کہنا اور یہ خیال نہ کرنا کہ شاید مجھے ناگوار ہو مجھے ہرگز ناگوار نہ ہوگا اور میں اقرار کروں گا کہ واقعی میری غلطی ہے اس سے وہ ضرر دفع ہو جائے گا جس کا تم کو اندیشہ ہے۔ اور شاہ صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ یہ مجاور اور قبر پرست ہمارے رقیب ہیں۔ رقیبوں کے ڈر سے محبوب کو نہیں چھوڑا جاسکتا۔ (آپ بقی ص ۳۳ بحوالہ ارواح ص ۱۱)

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ

ارواح ثلاثہ میں نقل کیا گیا ہے کہ مولانا محمد یحییٰ صاحب کہا کرتے تھے کہ مجھ سے مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ مولوی یحییٰ! احمد رضا خاں مدت سے میرا درکار ہے، ذرا اس کی تصنیف یہیں بھی تو سنا دو۔ میں نے عرض کیا حضرت مجھ سے تو نہیں ہو سکے گا۔ حضرت نے فرمایا، کیوں؟ میں نے عرض کیا حضرت! ان میں تو گالیاں ہیں۔ حضرت نے فرمایا، اتنا دور کی گالیوں کا کیا ہے، پڑی گالیاں ہوں تم سناؤ آخر اس کے دلائل تو دیکھیں شاید کوئی معقول بات ہی لکھی ہو۔

تو ہم رجوع کر لیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے تو نہیں ہو سکتا۔ حضرت حکیم الامتؒ اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اللہ اکبر یہ ہے حق پرستی کو اس کے طلب و اتباع کے غلبہ میں دشمن کی بیہودگی سے بھی متاثر متغیر نہ ہوں اور مولانا کی کئی کایہ کہنا کہ مجھ سے تو نہیں ہو سکتا۔ سو کفول علی رضا لا محکوک۔
(آپ بیتی ص ۳۷ بحوالہ اراج ثلاثہ)

مولود شریف میں شرکت سے انکار حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ سے افاضات یومیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ میں نے اپنے ابتدائی استاد مولانا فتح محمد صاحب سے سنا ہے کہ ایک بار جبکہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں بمقام مکہ معظمہ حاضر تھے۔ حضرت حاجی صاحب کے پاس مولود شریف کا بلاوا آیا۔ حضرت نے مولانا سے پوچھا مولوی صاحب چلو گے مولانا نے فرمایا کہ نا حضرت میں نہیں جاتا۔ کیونکہ میں ہندوستان میں لوگوں کو منع کیا کرتا ہوں، اگر میں یہاں شریک ہو گیا تو وہاں کے لوگ کہیں گے وہاں بھلے شریک ہو گئے تھے۔ حاجی صاحب نے بجائے بُرا ماننے کے مولانا کے اس انکار کی بہت تحسین فرمائی اور فرمایا میں تمہارے جانے سے اتنا خوش نہ ہوتا جتنا تمہارے نہ جانے سے خوش ہوں۔ اب دیکھئے پیر سے زیادہ کون محبوب و معظّم ہو گا۔ مگر دین کی حفاظت ان کے اتباع سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس لئے دونوں کے ظاہری تعارض کے وقت اسی کو ترجیح دی۔ واقعی حفاظت دین بڑی نازک خدمت ہے۔ سارے پہلوؤں پر نظر رکھنی پڑتی ہے کہ نہ چھوٹوں کو نقصان پہونچے نہ بڑوں کے ساتھ جو عقیدت ہونی چاہیے اس میں فرق آئے۔

مولانا نصیر الدینؒ کا اپنے شیخ سے اختلاف مولانا نصیر الدین صاحب پیرا

سلطان جی رحمتہ سماع میں اختلاف تھا۔ مزامیر کے ساتھ تو وہ بھی نہ سنتے تھے۔ لیکن مولانا نصیر الدین صاحب بلا مزامیر سنتے تو بھی خلاف سنت سمجھتے تھے۔ کسی نے کہا کہ سلطان جی تو سماع سنتے تھے۔ مولانا نے جواب دیا کہ فعل پیراں سنت نہا شد (پروں کا فعل سنت نہیں ہوتا) ان کا یہ قول سلطان جی سے نقل کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ نصیر الدین راست می گوید نصیر الدین صبیح کہتا ہے) سبمان اللہ یہ حضرات تھے دین کے سچے خادم اور سچے عاشق۔
سہ وزیر سے چنیں شہر بارے چناں

حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد حاجی محمد علی انبھوی نے حج سے واپس آکر یہ مشہور کیا کہ حضرت حاجی صاحب نے مجھ کو سماع کی اجازت دے دی ہے۔ کسی نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی۔ مولانا نے سنکر فرمایا کہ وہ غلط کہتے ہیں۔ اور اگر وہ صبیح کہتے ہیں تو حاجی صاحب غلط کہتے ہیں۔ ایسے مسائل میں خود حاجی صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ ہم سے پوچھ کر عمل کریں۔ البتہ اصلاح نفس کے مسائل میں ہمارے ذمہ ہے حضرت حاجی صاحب کا اتباع۔ اس ارشاد پر غوا میں بڑا چرچا ہوا۔ مگر اُس مفسدہ کا جو، ان صاحب کی روایت سے ہوتا بالکل اسد ہو گیا۔ تو مولانا نے حفاظت دین کے مقابلہ میں اپنی بدنامی کی بھی کچھ پروا نہ کی۔ لوگوں نے حضرت حاجی صاحب تک یہ شکایتیں پہونچائیں مگر وہاں بھلا کیا اثر ہوتا، گو اردوں کو شکایت ہوئی مگر حضرت پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ (آپ بیتی ص ۳۷ بحوالہ افاضات)

فِي نَفْسِهِ صَغِيرٌ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ كَثِيرٌ
وَمَنْ تَكَبَّرَ وَصَعَهُ اللَّهُ فَهُوَ فِي
أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ فِي نَفْسِهِ كَثِيرٌ
حَتَّى أَهْوَاهُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ آوٍ
حِنْزَبٍ (مشکوٰۃ شریف)

اس کو ذلیل کر دیتے ہیں کہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو جاتا ہے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے حتیٰ کہ لوگوں کے نزدیک گتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

اخبام ظلم

ظلم سے دنیا میں تو بربادی آتی ہے آخرت میں اس کا انجام اور زیادہ خطرناک ہے کہ ظلم کرنے والے کی نیکیاں ان لوگوں کو دیدی جائیں گی جن پر اس نے ظلم کیا تھا۔ اور جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے:-

(۴۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ كَانَتْ مَظْلَمَتُهُ لَا خَيْرَ مِنْهُ
عَمَلُهُ أَوْ شَيْءٌ فَلْيُحْلَلْ مِنْهُ الْيَوْمَ
قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ
إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُجِدَّ مِنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت منقول ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے بھائی پر ظلم کیا ہو اس کی آبروریزی وغیرہ یا اور کچھ تو وہ اس کو اس سے اتنے حلال کرالے حتیٰ اگر دے یا مٹا

بِقَدَرِ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ
أُجِدَّ مِنْ سَيِّئَاتٍ صَاحِبِهِ فَحُلِّ عَلَيْهِ
رَدَاةُ الْبُخَارَى (مشکوٰۃ شریف)

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے:-

(۴۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَتَدَارُونَ مَا الْمُغْلَسُ قَالُوا
الْمُغْلَسُ فَيَنَامُ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا
مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُغْلَسَ مِنْ أُمَّتِي
مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلْوَةٍ وَصِيٍّ
وَرَكْعَةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا
وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا
وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا
فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا
مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ
قَبْلَ أَنْ يُقَضَى عَلَيْهِ أُجِدَّ مِنْ خَطَايَاهُمْ
فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ تَحَرُّحٌ فِي النَّارِ
رَدَاةُ مُسْلِم (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جاننے۔ مغلس کون ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جواب دیا۔ مغلس ہم میں وہ کہلاتا ہے جس کے پاس نہ پیسہ ہو نہ سامان۔ ارشاد فرمایا۔ مغلس میری امت میں وہ شخص ہے جو قیامت میں (خوب نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کر آئے گا، مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہ اس کو گالی دی ہوگی اور اس کو تہمت لگائی ہوگی اور اس کے مال کو کھایا ہوگا اور اس کا ناحق خون بہایا ہوگا اور اس کو مارا ہوگا، اس کی نیکیاں مظلوموں کو بانٹ دی جائیں گی۔ کچھ اس کو دیدی جائیں گی کچھ اُس کو دیدی جائیں گی۔ اگر

اس کی نیکیاں ان حقوق کی ادائیگی سے قبل جو اس کے ذمہ ہیں ختم ہو جائیں گی تو ان (صاحبِ حقوق لوگوں کی) خطائیں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

فائدہ: بہ کتنی حسرت و افسوس کا مقام ہو گا کہ زندگی بھر کی ساری کمائی ساری عبادتیں دوسروں کو دیدی جائیں گی اور دوسروں کے گناہوں کا وبال اس کے سر ڈال کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔

ظالم کی مدد

بعض لوگ خود تو ظلم نہیں کرتے مگر ظالموں کی مدد کرتے ہیں جس سے ظلم کو تقویت ہوتی ہے حالانکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظالم ہے۔ حدیثِ پاک میں ارشاد ہے:-

(۳۲) عَنْ اَدْرِيسَ بْنِ شَرْحَبِيلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقُوْلُ مَنْ مَشَىٰ مَعَ ظَالِمٍ لِّیَقْوٰیہُ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔ رَوَاهُ الْبَیْہَقِی (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ادیس بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرما رہے تھے جو شخص ظالم کے ساتھ اس کی مدد کے لئے چلتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے یقیناً وہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

فائدہ: جس طرح ظلم حرام ہے اسی طرح ظلم کی مدد بھی حرام ہے اور عموماً انسان ظلم کو تو سمجھتا ہے کہ ناجائز ہے حرام ہے مگر ظلم کی مدد کو ناجائز نہیں سمجھتا اور حرام کو حرام نہ جانتے بلکہ حلال اعتقاد کرنے سے اسلام جاتا

رہتا ہے۔ اور چونکہ حرام نہیں جانتا اس لئے توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔
اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ مَظْلُوْمٌ کِیْ بَدْرُعَا
ایک حدیثِ پاک میں ہے:-

(۳۳) عَنْ عَلِیِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِذَا لَعَنَ دَعُوۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا یَسْأَلُ اللّٰهُ تَعَالٰی حَقَّہُ وَرَاۤءَ الْبَیْہَقِی لَا یَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّہُ رَوَاهُ الْبَیْہَقِی (مشکوٰۃ شریف)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکِ شریف نقل فرمایا۔ مظلوم کی بددعا سے بچ۔ پس بیشک وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے حق کا سوال کرتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی حق والے کا حق نہیں روکتا۔

فائدہ: یعنی اللہ پاک نے اپنی رحمت سے مظلوم کی مدد کرنا اپنے اوپر لازم فرمایا ہے۔ مظلوم جب دُعا یا بددعا کرتا ہے تو گویا اپنے حق کا سوال کر رہا ہے اور اللہ پاک صاحبِ حق کا حق نہیں روکتے، اس کی دُعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔ ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ مظلوم کی بددعا اور عرشِ الہی کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ اس لئے اس سے ضرور بچنا چاہیے۔ اور اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ کسی پر ظلم ہی نہ کیا جائے۔ اور اگر اتفاق سے ہو جائے تو فوراً معافی تلافی کر لی جائے۔ اس طرح کہ اس کا حق ادا کر دیا جائے تاکہ اس کا دل صاف ہو جائے۔ محض رسمی معافی (کہ صرف زبانی ہوتی ہے اور انداز بھی معافی کا نہیں ہوتا نہ دل میں احساسِ نہ معاملہ میں تبدیلی) کافی نہیں اور اس کا کچھ اعتبار نہیں، کوشش یہ کی جائے کہ اس کا دل خوش ہو جائے۔

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

مولانا خلیل احمد صاحبِ قدس سرہ

مولوی احمد حسن سنہجلیؒ سے مکالمہ | حضرت اقدس سہارنپوری قدس

سرہ کے متعلق تذکرۃ الخلیفین میں لکھا ہے کہ بایں تَفَقُّ (حضرت کے تَفَقُّ کے چند واقعات ذکر کئے ہیں) آپ کو اپنے کسی کمال پر ناز نہ تھا اور نہ ضد تھی۔ ایک بار آپ تھکا نہ کھون گئے اور فسادِ صلوٰۃ بمذاذۃ النساء کے مسئلہ میں مولوی احمد حسن سنہجلیؒ کا حضرت سے مکالمہ ہوا۔ حضرت تو حنفیہ کے قول کو قوی فرما رہے تھے اور مولوی احمد حسن ضعیف۔ حضرت نے فرمایا تم پہلے میری تقریر سن لو۔ پھر جو کہنا ہے وہ کہنا۔ مگر مولوی صاحب نے درمیان میں آپ کا کلام قطع کرنا شروع کر دیا۔ حضرت کو تکدر ہوا اور لہجہ میں تیزی آگئی۔ مولوی احمد حسن بھی تیزی پر آگئے۔ تب آپ نے تھل کیا اور خاموش ہو گئے۔ جب آپ ریل پر آنے لگے تو آپ نے خود ابتداءً باسلام کی، اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا کر فرمایا۔ اگر مجھ سے کچھ گستاخی آپ کی شان میں ہو گئی ہو تو معاف فرما دیں۔ ان بندہ خدا نے اس پر بھی کوئی معذرت نہیں کی (آپ بی بی ۲ ص ۳ بحوالہ تذکرۃ الخلیفین ص ۲۹۶)

تذکرۃ الخلیفین میں تو یہ قصہ اتنا ہی نقل کیا ہے لیکن حضرت حکیم الامت قدس سرہ کو اس واقعہ سے بہت قلق ہوا۔ اور مولوی احمد حسن کو تنبیہ بھی کی کہ اکابر کے سامنے یوں گستاخانہ گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہ | حضرت تھانویؒ سے مکاتبت | خزانِ خلیل میں تحریر فرماتے ہیں

مسجد پیر محمد والی کی سمت جنوب میں جو سردری مسجد سے ملی ہوئی ہے اس پر سائبان ڈالا گیا تو مولانا نے اس کے متعلق از خود کچھ تحریر فرمایا جس کا یہاں سے جواب عرض کیا گیا۔ چند بار اس میں مکاتبت ہوئی جس میں کوئی اخیر فیصلہ نہیں ہوا۔ اس مکاتبت کا نام ”مسئلۃ اہل الخلقۃ فی مسئلۃ الظلۃ“ ہے جو ترجیح المراجع کے حصہ دوم کے اخیر میں شائع ہوا ہے۔ اس میں مکتوب سوم کے شروع میں ایک عجیب دلربا جملہ ہے دھبیٰ خذہ۔

”اگر امی نامہ موجب برکت ہوا کئی روز تک یہ خیال رہا کہ مسئلہ کے متعلق کچھ عرض کروں یا نہ کروں۔ مبادا تکرار موجب بار ہو بالاخر یہ خیال ہوا کہ اپنا خیال ایک دفعہ اور عرض کروں الخ۔“

ملاحظہ فرمایا جاوے اس جملہ میں رعایتِ حق و رعایتِ خاطر دونوں کو کس طرح جمع فرمایا گیا ہے۔ اس کا اثر احقر پر یہ ہوا کہ اس پر جو عرض کیا گیا باوجودیکہ اس کا جواب نہیں آیا مگر مجھ کو ایک تنبیہ میں اس لکھنے کی ضرورت ہوئی کہ اس جواب نہ آنے کو حجت نہ سمجھا جاوے الی قولی۔ اس باب میں اہل علم سے مزید تحقیق کی جاوے۔ (خزانِ خلیل ص ۹ ج ۷)

حضرت شیخ الہند قدس سرہ

حضرت حکیم الامت | اللہ مرقدہ نے حسن العزیز میں حضرت شیخ الہند قدس سرہ کا ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ الہند مراد آباد مدرسہ کے جلسہ میں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے دعا کے لئے اصرار کیا (مولانا دعا سے بچتے تھے) عذر کیا کہ مجھے عادت نہیں۔ مگر لوگوں نے نہیں مانا۔ آخر مولانا کھڑے ہوئے اور حدیث ”فَقِيْهٌ دَاخِلٌ اَشَدُّ عَلٰی الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ“ پڑھی اور

اس کا ترجمہ یہ کیا کہ ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے وہاں ایک مشہور عالم تھے وہ کھڑے ہوئے اور کہا یہ ترجمہ غلط ہے۔ اور جس کو ترجمہ بھی صحیح کرنا آئے اس کو وعظ کہنا جائز نہیں۔ بس مولانا فوراً ہی بیٹھ گئے۔ اور کہا میں پہلے ہی کہتا تھا کہ مجھے وعظ کی لیاقت نہیں ہے اور بعد میں مولانا ان کے پاس آئے اور پوچھا کیا غلطی ہوئی۔ کہا اشد کا ترجمہ اضر ہے ذکر اقل مولانا نے کہا۔ حدیث کیفیت وحی میں بھی یہ لفظ ہے "وَيَا بُنَيَّ أَحْيَا نَا كَصُلُصْلَةٍ الْجَنِّ مِنْ وَهْوَ أَشَدُّ هَاعَلَىٰ"۔ وہاں اضر کا ترجمہ کیسے بنے گا۔ بس ان عالم صاحب کی یہ حالت کہ رنگ فق تھا اور سر سے بیرنگ عرق میں ڈوبے ہوئے تھے

رأب بیتی ملا ص ۳۲ بحوالہ حسن العزیز ص ۲۳۴

حضرت حکیم الامت بقول اللہ موقد کا طرز عمل

حضرت حکیم الامت تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مدت دراز سے مجھ پر عنایت فرماؤں کی طرف سے بیجا اعتراضوں کی بوچھاڑ ہے جس میں سے اکثر کا سبب تعصب اور تحزب ہے۔ جس کے جواب کی طرف احقر نے اس لئے التفات نہیں کیا کہ میں نے ان اعتراضوں کو قابل التفات نہیں سمجھا۔ نیز یہ بھی خیال ہوا کہ آج کل جواب دینا قاطعاً قطعاً غلط ہے اور زیادہ مطلوب کلام ہو جاتا ہے، تو وقت بھی ضائع ہوا اور غایت بھی حاصل نہیں ہوتی۔ تیسرے مجھ کو اس سے زیادہ اہم کام اس کثرت سے رہا کہ اس کام کے لئے مجھ کو وقت بھی نہیں مل سکتا تھا۔ چوتھے میں نے جہاں تک دل کو ٹٹولا۔ ایسے اعتراضوں کے جواب دینے میں نیت اچھی نہیں پائی۔ میں اہل خلوص کو کہتا نہیں مگر مجھ جیسے مغلوب النفس کی نیت تو زیادہ بھی ہوتی ہے کہ جواب نہ دینے میں معتقدین

کم ہو جائیں گے، شان میں فرق آجائے گا۔ جس کا حاصل ارضاء عوام ہے، سو طبعاً مجھ کو اس مقصود ارضاء عوام سے غیرت آتی ہے۔ (آپ بیتی ملا ص ۳۲ بحوالہ خوان خلیل ص ۳۲) اشرف السوانح میں حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ پر معترضین کی بھرمار، بوچھاڑ کے ذیل میں لکھا ہے کہ حضرت والا نے اپنے معترضین کے مقابلہ میں بھی کبھی رد کی کوشش نہیں فرمائی بلکہ ان کے اعتراضوں پر بھی بالخصوص جہاں منطقہ نیک نیتی کا تھا اس نیت سے نظر فرمائی کہ اگر ان اعتراضات میں کوئی امر واقعی قابل قبول ہو تو اس کو قبول کر کے اس پر عمل کیا جائے۔ (اشرف السوانح ص ۱۲۶)

اشرف السوانح میں دوسری جگہ لکھا ہے کہ حضرت والا پر اگر کوئی کسی قسم کا اعتراض کرتا ہے تو اس سے اپنا تبرہ فرمانے کی ہرگز کوشش نہیں کرتے بلکہ اگر وہ اعتراض علمی رنگ کا ہوتا ہے اور قابل قبول ہوتا ہے تو اس کو قبول فرما کر اپنی تحقیق سابق سے بلاتامل رجوع فرما لیتے ہیں اور ترجیع الراجح میں اپنا رجوع شائع فرما دیتے ہیں۔ یہ معاملہ تو علمی رنگ کے اعتراضات کے ساتھ فرماتے ہیں۔ اور اگر اعتراض معاندانہ رنگ کا ہوتا ہے تو اس کی مطلق پرواہ نہیں فرماتے۔ چنانچہ اگر ایسا اعتراض بذریعہ جوابی خط کے موصول ہوتا ہے تو بجائے اپنا تبرہ فرمانے کے نہایت استغفار کا جواب تحریر فرما دیتے ہیں۔ اور ایسے عنوان سے کہ معترض پر ظاہر ہو جائے کہ اس کے اعتراض کو بالکل لغو اور غیر قابل التفات سمجھا گیا۔ مثلاً ایک شخص کو جس نے وہی تباہی اعتراض لکھ کر بھیجے تھے، تحریر فرما دیا کہ مجھ میں اس سے زیادہ عیوب ہیں مگر مجھے تو اپنے عیوب کی اشاعت کی تو فبیق نہیں ہوتی تم ان کو مشتہر کرد تاکہ لوگ دھوکہ میں نہ رہیں۔ اور اگر خط جوابی نہیں ہوتا تو اس کو پھاڑ کر ردی میں ڈال دیتے ہیں۔

رأب بیتی ملا ص ۳۲ بحوالہ اشرف السوانح ص ۱۵۱

معافی :- اگر ظالم کو ظلم کرنے کے بعد ندامت ہو گئی اور ظلم سے باز آ گیا اور عہد کرتا ہے کہ آئندہ ظلم نہیں کرے گا اور معافی طلب کرتا ہے تو مظلوم کو چاہیے کہ معاف کر دے کہ معاف کرنے سے اس کا مرتبہ اللہ پاک کے نزدیک بہت بلند ہو جائے گا۔ اور معاف نہ کرنے سے گنہگار ہو گا۔ حدیث پاک میں ہے۔

(۴۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ أَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ إِذَا خَذَ رَغَضًا (مشكوة شریف)

جو قدرت ہوتے ہوئے معاف کر دے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے بھائی سے عذر خواہی کرے اور وہ اس کا عذر قبول نہ کرے۔ (اس کو معاف نہ کرے) اس پر ناتی ٹیکس وصول کرنے والے کے مثل گناہ ہو گا۔

اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :- یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ رحمتہ للعالمین صلعم نے کیسے سخت ظالموں اور شدید مجرموں کو معاف فرما دیا جو سب قتل کئے جانے کے مستحق تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انتقام پر پوری قدرت بھی تھی بلکہ کبھی اپنی ذات کے لئے دونوں جہاں کے بادشاہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام لیا ہی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے وَمَا اسْتَقَمَّ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ يَنْتَهَكَ حُرْمَةً اللَّهِ فَيَنْتَقِرَ اللَّهُ بِهَا. متفق علیہ مشکوۃ شریف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کچھ بھی انتقام نہیں لیا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی کسی حرمت کو توڑا جاتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا انتقام لیتے۔ یہی طریقہ اکابر اولیاء امت کا ہمیشہ رہا ہے۔

امام مالک کا واقعہ | امام مالکؒ کے ساتھ بعض حاسدوں نے سخت مار پیٹ کی۔ خلیفہ مدقت سزا دینا چاہتا تھا۔ حضرت امام مالکؒ نے سواری پر سوار ہو کر شہر میں اعلان کیا میں نے ان سب کو معاف کیا، کسی کو سزا دینے کا کوئی حق نہیں۔

امام احمد بن حنبل کا واقعہ | امام احمد بن حنبلؒ رہے کے خلیفہ کوٹھے لگواتا۔ امام صاحب ہر روز معاف کر دیتے۔ پوچھا گیا کیوں معاف کر دیتے ہیں۔ فرمایا میری وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی اُمتی کو قیامت میں عذاب ہو اس میں میرا کیا فائدہ ہے۔

ابراہیم بن ادہم کا واقعہ | حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کے سپاہی نے جوتے مارے۔ بعد میں اس کو معلوم ہوا یہ بہت بڑے بزرگ ہیں، اس نے معافی چاہی۔ فرمایا دوسرا جوتہ مارنے سے پہلے پہلا معاف کر دیتا تھا۔ اکابر کے حالات سے تاریخ بھری ہوئی ہے۔

عالمگیر کا دشمن کے ساتھ حسن سلوک | عالمگیرؒ کی جنگ شیواجی سے ہو رہی تھی

مولوی محمد رشید کی حق گوئی اور حسنِ ادب

ایک سلسلہ میں فرمایا کہ مولوی محمد رشید مرحوم جنھوں نے مجھ سے پڑھا تھا، بڑے حق گو لیکن اس کے ساتھ بڑے باادب تھے۔ ایک بار میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا وہاں ریزگاری کی ضرورت پڑی۔ ایک صاحب کے پاس موجود تھی ان کو روپیہ دیکر میں نے ریزگاری لے لی۔ مولوی صاحب بھی اس وقت موجود تھے وہ آگے بڑھے اور مجھ سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا بیع میں تو داخل نہیں۔ مجھے فوراً متنبہ ہوا۔ میں نے کہا خیال نہیں رہا۔ یہ معاملہ تو واقعی بیع ہی میں داخل ہے جو مسجد میں جائز نہیں۔ پھر میں نے ان صاحب کو جن سے معاملہ ہوا خازن ریزگاری واپس کر کے کہا کہ میں اب اس معاملہ کو فسخ کرتا ہوں۔ پھر میں نے کہا مسجد سے باہر چلے، وہاں پھر اس معاملہ کو از سر نو کریں گے۔ چنانچہ مسجد سے باہر آکر روپیہ دے کر میں نے پھر ان سے ریزگاری لے لی۔ مولوی محمد رشید کی اس بات سے میرا جی بڑا خوش ہوا۔ کیونکہ ظاہر کرنا تو ضروری ہی تھا لیکن انھوں نے نہایت ادب سے ظاہر کیا۔ یہ پوچھا کہ کیا یہ بیع میں تو داخل نہیں۔

(انصاف ص ۲۵۵ آپ جی ص ۱۱)

مولانا محمد یوسف صاحب قدس سرہ امیر تبلیغ کا حسنِ ادب

ایک شخص حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کے سامنے حضرت قدس سرہ کی تعریف کر رہا تھا۔ مولانا محمد یوسف بھی موجود تھے۔ مولانا محمد یوسف نے ایک کاغذ پر مٹی رکھی اور اس کو حضرت مولانا محمد الیاس قدس سرہ کی طرف کھینچ کر چپکے سے اٹھ کر چلے گئے، گو یا حسنِ ادب کے ساتھ اس پر تنبیہ کی کہ اپنی تعریف سنا حدیث کے خلاف ہے کہ حدیث پاک میں منہ پر تعریف کرنے

والے کے لئے حکم ہے کہ اس کے چہرہ پر مٹی ڈال دی جائے۔

مولانا خلیل احمد صاحب اور مولانا محمد کبھی صاحب کا اختلاف رائے

قلب الاقلام حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی تحریر فرماتے ہیں:-

میرے والد صاحب قدس سرہ اور میرے حضرت قدس سرہ کے درمیان میں متعدد مسائل میں اختلاف تھا، مگر چونکہ مجاہد دلہ اور مخالفت نہیں تھی، اس لئے عوام تو عوام، خواص کو بھی اس کی ہوا نہیں لگتی تھی۔ ان میں سے ایک مسئلہ مثال کے طور پر لکھتا ہوں۔ قربانی کے جائز میں دو تین شرکاء اگر ایک حصہ مشترک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرنا چاہیں بشرطیکہ ان کے حصے اپنے بھی اس جائز میں ہوں۔ یہ صورت میرے والد صاحب کے نزدیک جائز تھی اور میرے حضرت کے نزدیک ناجائز۔ میرے والد صاحب اور پر رہے تھے اور حضرت قدس سرہ کا قیام نیچے رہتا تھا۔ قربانی کے زمانہ میں متعدد دلوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ مسئلہ حضرت کے پاس پوچھنے آتے تو میرے حضرت یوں فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک تو ناجائز ہے مولانا کبھی کے نزدیک جائز ہے۔ تو اوپر جا کر ان سے مسئلہ پوچھ لے، وہ تجھے اجازت دیدیں گے تو اس پر عمل کر لینا۔ اس کے بعد میرے نزدیک یہ صورت جائز ہے اور ہمارے مدرس کے مفتی مسابق (مفتی سعید احمد صاحب) اور سابق ناظم مولانا عبداللطیف صاحب قدس سرہ کے مسلک کے مطابق ناجائز بتاتے تھے اور ہر ایک کا فتویٰ ایک دوسرے کو معلوم تھا۔ میں نے ان دونوں حضرات سے گفتگو بھی کی، انھوں نے میری نہیں مانی۔ میں نے ان کی نہیں مانی مگر نہ کبھی اشتہار بازی ہوئی نہ جنگ و جدال ہوا (آبِ مِیْنِ سَم ص ۹)

کراس کاراشن ختم ہو گیا۔ اماں سے مشورہ کیا۔ اماں نے کہا عالمگیر سے مشورہ کر۔ اس نے کہا وہی تو دشمن ہے۔ کہا دشمن ضرور ہے مگر دین کا پابند ہے۔ مسلمانوں کے دین میں ہے اَلْمُسْلِمُونَ مَعَهُ مشورہ صحیح دیا جائے۔ اس لئے مشورہ صحیح دے گا۔ چنانچہ مشورہ کیا راشن ختم ہو گیا کیا کروں فرمایا صلح کرلو پھر تیاری کرو۔ جب تیاری ہو جائے اس کے بعد جنگ کرنا۔ کہا کیا آپ صلح کریں گے۔ فرمایا ہاں۔ کہا کب تک کے لئے۔ جواب دیا دس برس تک کے لئے اور عالمگیر نے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ وزیروں نے پوچھا ایسا کیوں کیا؟ فرمایا قرآن شریف میں ہے اَلصُّلْحُ خَيْرٌ کہا پھر دس برس کی مہلت کیوں دی۔ جواب دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ پر دس برس کے لئے ہی صلح فرمائی تھی۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع ہی میں کامیابی ہے۔

بعض دنیا داروں کا واقعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔ خیر القرون اور اسلام کا ذکر نہیں۔ میں نے قریب ہی زمانہ کے اپنے خاندانی بزرگوں کے قصے کثرت سے سنے ہیں کہ آپس میں جائدادی قصوں میں مقدمہ بازی ہے مگر کیرا نہ تحصیل میں جو کاندھلہ سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ہے اکثر دروہوں فریق ایک ہی پہل میں چلے جاتے تھے۔ جس فریق نے اپنی پہل جڑ والی دوسرا بھی اسی میں چلا گیا۔ انہی واقعات کے سلسلہ میں ایک عجیب بات سنی ہے کہ دو عزیزوں میں طویل مقدمہ بازی تھی، ایک عرصہ تک مقدمہ چلتا رہا۔ اسی دوران میں مدعا علیہ کا انتقال ہو گیا

۱۱ مشکوٰۃ شریف ص ۳۳

مدعی نے مرحوم کی اہلیہ کے پاس کہلا بھیجا کہ میری لڑائی بجائی سے تھی۔ تم جیسے ان کی چھوٹی تھیں میری بھی چھوٹی ہو تم سے کوئی جھگڑا نہیں۔ کاغذات ارسال ہیں، جو تم طے کر دو گی اور تجویز کر لو گی وہی مجھے منظور ہے۔ اسی صدی کا قصہ ہے، اور دنیا داروں کا واقعہ ہے۔ کیا آج کل دینی دار کہلانے والے بھی ایسا کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ ہم لوگوں کی مساعی بجائے تخریب کے تعمیر میں خرچ ہوتیں۔ (الاعتدال ص ۳)

شاہجہاں کی بلند حوصلگی
شاہجہاں نے قندھار فتح کیا، کچھ عرصہ بعد شاہ عباس صفوی والی ایران نے موقع پا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ شاہجہاں نے شاہ عباس کا انتقال ہو گیا اس کا نوجوان شہزادہ عباس ثانی تخت نشین ہوا۔ موقع تھا کہ اس قدرتی انقلاب سے فائدہ اٹھایا جاتا۔ چنانچہ داراشکوہ نے اس کی درخواست کی۔ مگر شاہجہاں کی اس بلند ہمتی کی فقیر مشکل سے طے گی کہ اس نے جواب دیا:-
"ایک لڑکے کی سلطنت پر جس کے باپ کی حال ہی میں وفات ہوئی ہو اور جس کی حکومت نے ابھی استحکام نہ حاصل کیا ہو، حملہ کرنا سلاطینِ نیک سیرت کے رویہ کے مخالف ہے بلکہ"

شاہانِ خاندانِ مغلیہ کے یہاں سمیت سے سخت دشمن گرفتار کر کے لایا گیا جس پر قابو پانے کے لئے کروڑوں روپیہ اور بے شمار جانیں ضائع کی جا چکی تھیں لیکن جب وہ مغلوب ہو کر سامنے آیا تو فاتح کا مستانِ نعرہ یہ ہوتا تھا سہ درغولذت نیست کہ درانتقام نیست

۱۱ تاریخ ہندوستان ص ۳ جلد ۱۱ علماء ہند کا شاندار ماضی ص ۳ جلد ۱۱

حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت شیخ رحمہ کا اختلاف رائے

واقعہ بھی بیان فرماتے ہیں: "خود میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت رحمہ کے اخیر رمضان المبارک میں شعبان کے چاند کی گڑ بڑ سے یہ بحث شروع ہوئی کہ آج مثلث صاف ہے۔ تیس روزے پورے ہو جانے کے بعد اگر شام کو رویت نہ ہوئی تو کل روزہ رکھنا چاہیے یا نہیں؟ حضرت کا ارشاد مبارک تھا کہ شعبان کے چاند میں شہادت پر مدار تھا۔ بعض وجوہ سے شرعی حجت نہ تھی اس لئے روزہ ہے اور میرا ناقص خیال تھا کہ وہ شرعی حجت سے صبیح تھی اس لئے کل کا روزہ نہیں ہے۔ دن بھر بحث رہی شام کو چاند نظر نہ آیا۔ حضرت نے طے فرمادیا کہ میں روزہ رکھوں گا میں نے عرض کیا میرے لئے کیا ارشاد ہے فرمایا کہ میرے اتباع کی ضرورت نہیں۔ سمجھ میں آگیا ہو تو روزہ رکھو ورنہ نہیں۔ بالآخر حضرت کا روزہ تھا میرا افطار۔ حضرت کے خدام میں اور بھی متعدد ایسے تھے جنہوں نے افطار کیا اور متعدد دسے روزہ رکھا۔ حضرت نے ان سے دریافت بھی نہ فرمایا کہ تم نے افطار کیوں کیا۔ گو مجھے اب تک قلق ہے کہ میں نے اپنی سمجھ کو حضرت کی رائے کے مقابلہ میں کیوں قابل اعتنا سمجھا مگر حضرت نے ذرا بھی اشارۃً کنایۃً کچھ بھی نہیں فرمایا۔ بلکہ کچھ تفسیر ہی فرمائی: (الاعتدال ص ۲)

حضرت مدنیؒ اور مولانا ظفر احمد رضاؒ کا واقعہ

مدنی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں: لیگ، کانگریس کے دور میں بھی یعنی تقسیم سے پہلے میرے حضرت مدنی شیخ الاسلام قدس سرہؒ تو کانگریس کی حمایت میں جتنے زور دے پر تھے سبھی کو

آج معلوم ہے۔ اور اس کے مقابل حضرت تھانوی قدس سرہؒ اس کی مخالفت اور حضرت کے اتباع میں مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی شیخ الاسلام پاکستان لیگ کی حمایت میں حضرت مدنی سے کم نہیں تھے۔ منبروں پر، جلسوں میں اشتہار میں ایک دوسرے کی تردید دونوں طرف سے جتنی شدت ہوتی تھی۔ وہ ابھی تک سب کو معلوم ہے۔ اور مقدمے دونوں اکابر میرے مہمان ہو کر رہے تھے۔ لیکن مولانا ظفر احمد صاحب کی جب تشریف آوری ہوئی تھی تو دو تین دن قیام ہوتا تھا اور حضرت مدنی رحمہ کے حالات میں گزر چکا ہے کہ حضرت کی تشریف آوری منٹوں اور گھنٹوں کی ہو کر تھی تھی۔ ایک مرتبہ اسی دور میں مولانا ظفر احمد صاحب زاد مجاہد و دام ظہم تشریف فرما تھے، دو تین دن سے آئے ہوئے تھے۔ مدرسہ میں قیام تھا۔ میرے مہمان تھے۔ میں دارالطلبہ گیا ہوا تھا۔ ایک لڑکے نے مجھے جا کر اطلاع دی کہ حضرت مدنی قدس سرہؒ آئے ہیں۔ کچھ گھر میں ہیں۔ میرے پاؤں تلے کی زمین نکلی گئی اور اب تک بھی جب اس منظر کا مجھے خیال آجاتا ہے اور اپنی اس وقت کی پریشان یاد آتی ہے تو دھڑ دھڑائی سی آجاتی ہے۔ میں دارالطلبہ سے بہت تیزی کے ساتھ مدرسہ قدیم آیا۔ اور مولانا ظفر احمد صاحب زاد مجاہد سے درخواست کی کہ حضرت مدنی تشریف لے آئے۔ مکان پر ہیں، حضرت کا قیام گھنٹہ آدمی گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ آپ ابھی تکلیف نہ فرماویں۔ کھانے کے بعد حضرت کی تشریف بری کے بعد میں آپ کو بلا لوں گا۔ مولانا ظفر احمد صاحب نے اللہ ان کو بہت ہی بلند درجے عطا فرمائے، یہ فرمایا کہ کیوں؟ میری حاضری سے کیا نقصان ہوگا۔ میں ابھی آؤں گا۔ میں نے بڑی خوشامد و منت کی کہ اللہ کے واسطے ہرگز کرم نہ فرماویں۔ مگر جتنا میں نے خوشامد کی اتنا انہوں نے اصرار کیا کہ نہیں ابھی آؤں گا۔ حضرت میرے برے ہیں وہ کچھ ارشاد فرمائیں گے تو میں بالکل جو آ

اگر دوبارہ بناؤت کرتا اور پھر منسوب ہو کر ندامت کا اظہار کرتا تو نشاطِ فتح میں نہایت تکنت سے کہہ دیا جاتا ہے۔ ایں درگِ مادرِ گونا امید ہی نیست
 جیسا کہ جب شیواجی نے دوسری مرتبہ عالمگیر کے سامنے ندامت کا اظہار کیا تو
 عالمگیر نے یہی جواب دیا تھا۔ یہ بادشاہ کہا کرتے تھے کہ ہم زمین میں خدا کا سایہ ہیں
 مگر اس نے معنی ان کے عقائد کے بموجب صرف یہ تھے کہ جس طرح خداوند عالم ارحم
 الراحمین ہے ہمیں دنیا میں اس کی مخلوق کے لئے پیکرِ رحم بن کر رہنا چاہیے۔
 (علماء ہند کا شاندار ماضی ص ۳۱۷)

اختلافِ رائے

سطور بالا سے قرآن و احادیث کی روشنی میں معلوم ہو گیا کہ اتحادِ اُمت
 کتنا ضروری اور اہم ہے اور اخلافِ اُمت کتنا مضر اور مہلک ہے۔ باقی اب
 سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کے درمیان بھی اختلاف ہے
 صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے درمیان بھی بہت سے
 مسائل میں اختلاف ہے۔ بعد کے علماء و مشائخ میں بھی نظریاتی اختلاف ہمیشہ
 سے رہا ہے۔ یہ کیوں اور کیا یہ اتحادِ اُمت کے خلاف نہیں۔ اس کیلئے مناسب
 معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان کی تحریر پیش
 کر دی جائے۔ فرماتے ہیں:-

سب سے پہلے میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ نظری مسائل میں آراء کا
 اختلاف نہ مضر ہے نہ اس کے مٹانے کی ضرورت ہے نہ مثایا جاسکتا ہے۔
 اختلافِ رائے نہ وحدتِ اسلامی کے منافی ہے نہ کسی کے لئے مضر۔ اختلافِ
 رائے ایک فطری و طبعی امر ہے جس سے نہ کبھی انسانوں کا کوئی گروہ خالی رہا

نہ رہ سکتا ہے، کسی جماعت میں ہر کام اور ہر بات میں مکمل اتفاقِ رائے صرف
 دو صورتوں میں ہو سکتا ہے، ایک یہ کہ ان میں کوئی سوچہ بوجھ والا انسان نہ ہو
 جو معاملہ پر غور کر کے کوئی رائے قائم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس لئے
 ایسے مجمع میں ایک شخص کوئی بات کہے تو دوسرے سب اس پر اس لئے
 اتفاق کر سکتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی رائے اور بصیرت ہی نہیں۔
 یا کہ امت میں مکمل اتفاقِ رائے ہو سکتا ہے کہ مجمع کے لوگ ضمیر فرّوش اور خائف
 ہوں کہ ایک بات کو غلط اور مضر جانتے ہوئے محض دوسروں کی رعایت سے
 اختلاف کا اظہار نہ کریں۔

اور جہاں عقل بھی ہو اور دیانت بھی یہ ممکن نہیں کہ ان میں اختلافِ رائے نہ ہو
 اس لئے اس کو اپنی ذات کے اعتبار سے مذموم نہیں کہا جاسکتا۔ اور اگر حالات
 و معاملات کا صحیح جائزہ لیا جائے تو اختلافِ رائے اگر اپنی حدود کے اندر ہے
 تو وہ کبھی کسی قوم و جماعت کے لئے مضر نہیں ہوتا بلکہ بہت سے مفید نتائج پیدا
 کرتا ہے۔ اسلام میں مشورہ کی تحریم اور تاکید فرمانے کا یہی منشاء ہے کہ معاملہ
 کے متعلق مختلف پہلو اور مختلف آراء سامنے آجائیں تو فیصلہ بصیرت کے ساتھ
 لیا جاسکے۔ اگر اختلافِ رائے مذموم سمجھا جائے تو مشورہ کا فائدہ ہی ختم ہو جاتا
 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اختلافِ رائے اور اس کا درجہ

انتظامی اور تجرباتی امور میں تو اختلافِ رائے خود رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے عہد مبارک میں آپ کی مجلس میں بھی ہوتا رہا اور خلفاء راشدین
 اور عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد میں امورِ انتظامیہ کے علاوہ
 جب نئے نئے حوادث اور شرعی مسائل سامنے آئے جن کا قرآن و حدیث
 میں صراحت نہ تھی یا قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت سے یا ایک

حدیث کا دوسری حدیث سے بظاہر تضاد نظر آیا اور ان کو قرآن و سنت کی نصوص میں غور کر کے تضاد کو رفع کرنے اور شرعی مساوی کے استخراج میں اپنی رائے اور قیاس سے کام لینا پڑا تو ان میں اختلاف رائے ہوا جس کا ہونا عقل و دیانت کی بناء پر ناگزیر تھا۔ اذان اور نماز جیسی عبادتیں جو دن میں پانچ مرتبہ میناروں اور مسجدوں میں ادا کی جاتی ہیں ان کی بھی جزوی کیفیت میں اس مقدس گروہ کے افراد کا خاصا اختلاف نظر آتا ہے۔ اور اختلاف رائے پر باہمی بحث و مباحثہ میں بھی کوئی کمی نظر نہیں آتی۔ ایسے ہی غیر منصوص یا مبہم معاملات حلال و حرام، جائز و ناجائز میں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آرا کا اختلاف کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد حضرات تابعین کا یہ عمل بھی ہر اہل علم کو معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی جماعت کسی صحابی کی رائے کو اختیار کر لیتی تھی اور کوئی ان کے مقابل دوسری جماعت دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کرتی تھی۔ لیکن صحابہ و تابعین کے اس پورے خیر القرون میں اس کے بعد ائمہ مجتہدین اور ان کے پیروؤں میں کہیں ایک واقعہ بھی اس کا سننے میں نہیں آیا کہ ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق کہتے ہوں یا کوئی مخالف فرقہ اور گروہ سمجھ کر ایک دوسرے کے پیچھے اقتدار کرنے سے روکتے ہوں یا کوئی مسجد میں آنے والا لوگوں سے یہ پوچھ رہا ہو کہ یہاں کے امام اور مقتدیوں کا اذان و اقامت کے صیغوں میں قرأت، فاتحہ، رفع یدین وغیرہ میں کیا مسلک ہے۔ ان اختلافات کی بناء پر ایک دوسرے کے خلاف جنگ و جدل یا سب و شتم، توہین، استہزاء اور فقرہ بازی کا تو ان مقدس زمانوں میں کوئی تصور ہی نہ تھا۔

امام ابن عبد البر قرطبی نے اپنی کتاب "جامع بیان العلم" میں سلف کے باہمی اختلافات کا حال الفاظ ذیل میں بیان کیا ہے:-

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ مَا بَوَّحَ أَهْلُ
الْفَتْوَى يَفْتَوُونَ فَيُحْلِلُ هَذَا وَيُحَرِّمُ
هَذَا فَلَا يَرَى الْمُحَرِّمُ الْمُحْلِلَ
هَذَا لِيَحْلِلِيهِ وَلَا يَرَى الْمُحْلِلُ
أَنَّ الْمُحَرِّمَ هَذَا لِيَحَرِّمِيَهُ .
(جامع بيان العلم ص ۷)

یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ ہمیشہ اہل فتویٰ فتوے دیتے رہے۔ ایک شخص (غیر منصوص احکام میں) ایک چیز کو حلال قرار دیتا ہے دوسرا حرام کہتا ہے لکن حرام کہنے والا یہ سمجھتا ہے کہ جس نے حلال ہوئے کا فتویٰ دیا وہ ہلاک اور گمراہ ہو گیا۔ اور نہ حلال کہنے والا یہ سمجھتا ہے کہ جس نے حرام ہوئے کا فتویٰ دیا وہ ہلاک اور گمراہ ہو گیا۔

اسی کتاب میں نقل کیا ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فقیر مدینہ حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مختلف فیہ مسئلہ کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ ان دونوں آراء میں سے آپ جس پر عمل کر لیں کافی ہے کیونکہ دونوں طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا اسوہ موجود ہے۔ (جامع بیان العلم)

ایک شبہ اور جواب

یہاں اصول دین اور اسباب اختلاف سے ناواقف لوگوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شریعت اسلام میں ایک چیز حلال بھی ہو اور حرام بھی ہو، جائز بھی ہو ناجائز بھی ہو۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں میں سے ایک غلط اور ایک صحیح ہوگی۔ پھر دونوں جانب کا یکساں احترام کیسے باقی رہ سکتا ہے جس کو ایک آدمی غلط سمجھتا ہے اس کو غلط کہنا عین دیانت ہے۔

جواب یہ ہے کہ کلام مطلق حلال و حرام اور جائز و ناجائز میں نہیں، کیونکہ

نہیں دول گا۔ ان سے مایوس ہو کر میں کچے گھر میں حاضر ہوا۔ اور حضرت مدنی قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب کئی دن سے اُسے بوسے ہیں اور میرے مہمان ہیں۔ میں ان سے کہہ آیا ہوں کہ ابھی دوا دیں۔ حضرت کی تشریف بڑی کے بعد آپ کو بلاؤں گا۔ حضرت قدس سرہ نے فرمایا، کیوں میں ان سے کیا چین لوں گا یا وہ مجھ سے کیا چین لیں گے۔ میری گنگو حضرت سے ہو رہی تھی کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب کچے گھر میں پہنچ گئے۔ حضرت ان کو دیکھ کر بہت ہی مسرت سے اُسٹے۔ کھڑے ہو کر مصافحہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اچھا ابوالدیک صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ اس کی شرح یہ ہے کہ جب عزیز مولوی عمر احمد ابن مولانا ظفر احمد صاحب پیدا ہوئے تو ان کی تاریخ ولادت "مرغ محمد و تجویز کی گئی تھی۔ اس وقت سے حضرت مدنی قدس سرہ نے تقریباً مولانا ظفر احمد صاحب کی کنیت ابوالدیک رکھی۔ اور اکثر ملاقات پر اسی لفظ سے مخاطبت ہوتی تھی۔ مولانا ظفر احمد صاحب نے دست بوسی کی اور منہ بھی ڈرنا ہی رہا۔ اور یارب سلم سلم پڑھتا رہا۔ جلدی سے دسترخوان بچھایا۔ دونوں اکابر نے آمنے سامنے بیٹھ کر کھانا نوش فرمایا۔ طرفین سے خیریت، اہل و عیال کے حالات وغیرہ امور ہوتے رہے۔ تقریباً یوں گھنٹے بعد حضرت مدنی قدس سرہ تشریف لے گئے۔ اور میری جان میں جان آئی۔ اور کوئی سیاسی لفظ اس مجلس میں نہیں آیا۔ مولانا ظفر احمد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مٹھائی کھاؤ۔ میں نے کہا ضرور مگر آپ سے زیادہ حضرت شیخ الاسلام ہیں۔ مجھے یہ فکر تھا کہ اگر ایک ڈانٹ پڑ گئی تو کیا ہوگا۔ مولانا نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ مولانا اگر ڈانٹیں گے تو کچھ نہیں بولوں گا۔ مجھے مولانا کی بڑائی یا علو شان سے کچھ انکار نہیں۔ میں مولانا کو ہر طرح اپنا بڑا سمجھتا ہوں۔ لیکن کیا کریں۔ ہم دیانہ کانگریس کو مسلمانوں کے حق

میں نہایت مُضر سمجھتے ہیں۔ اس لئے اخبارات، اشتہارات اور منبروں کی تقریریں تردید پر مجبور ہیں۔ (آپ جی ۹ ص ۹)

حضرت حکیم الامت اور حضرت شیخ الاسلام میں اختلاف رائے

حضرت اقدس حکیم الامت اشرف العلماء مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور المذمر قدہ اور حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور المذمر قدہ کا اختلاف رائے اور دونوں حضرات کا طرز عمل بھی قابلِ دید ہے۔ حضرت حکیم الامت لیگ کے سونت حامی تھے اور کانگریس کو اُمت کے لئے مُضر سمجھتے تھے۔ اور حضرت شیخ الاسلام راج کانگریس کی شرکت کو ہندوستانی مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتے تھے اور اس کی پوری حمایت فرماتے تھے۔ اس شدت اختلاف رائے کے باوجود ایک دوسرے کا کس درجہ احترام تھا۔

سیدی حضرت مفتی صاحب زید مجدہم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنی نور المذمر قدہ سے جو حضرات بیعت کی درخواست کرتے، حضرت مدنی نور المذمر قدہ حضرت حکیم الامت سے بیعت ہونے کا مشورہ دیتے اور فرماتے ہماری جماعت کے بڑے حضرت تھانوی ہیں اُن سے بیعت ہو جاؤ۔

مولانا عبدالماجد صنادریا بادی کی بیعت کا واقعہ

حضرت مولانا عبدالماجد صنادریا بادی کی بیعت ہونا چاہتے تھے مگر حضرت مدنی نور المذمر قدہ ان کو لے کر خود بخود تھانوی تشریف لائے اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت تھانوی نور المذمر قدہ نے ارشاد فرمایا کہ کام تقسیم کر لیا جائے۔ اگر

مجھ سے بیعت ہوں تو اصلاحی تعلق آپ کے ہو۔ اور یا بیعت آپ فرمائیں اصلاحی تعلق مجھ سے ہو۔ آخر حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہوئے اور اصلاحی تعلق حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ سے رہا۔

مکتوب حضرت مدنی رحمہ بنام مولانا عبد الماجد صاحب

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبد الماجد دریابادی صاحب کے نام تحریر فرماتے ہیں:-

واقعیہ ہے کہ یہ ناکارہ تو حضرت مولانا (تھانوی) دامت برکاتہم کا نہایت معتقد اور انکی تعلیم و احترام کو نہایت ضروری سمجھتا ہے۔ ان کی قابلیت اور کمالات کے سامنے اتنی بھی نسبت نہیں رکھتا جو کثرتِ دبستان کو فلاطون سے ہو سکتی ہے۔ البتہ تحریکِ حاضرہ کے متعلق جو چیزیں وہاں سے شائع کرائی جاتی ہیں اور جو کچھ وہاں کے متوسلین لکھتے ہیں وہ نہایت دلچسپ ہیں۔ میں مولانا کو اپنا معتقدی اور اپنے اکابرین میں سمجھتا ہوں۔ ۱۵ سوال ۱۵۳۷ھ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۳۱ ج ۱۔ تکملہ الاعتدال ص ۱)

بیشک وہ مجدد تھے ایک صاحب کے سوال پر ارشاد فرمایا: بیشک وہ (حضرت تھانوی) مجدد تھے، انھوں نے ایسے وقت میں دین کی خدمت کی جبکہ دین کو بہت احتیاج تھی۔ (رحیمت انگیز واقعات ج ۱، تکملہ الاعتدال ص ۱)

مکتوب حضرت مدنی رحمہ ایک صاحب کے خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ مدظلہ شریف عقائد ہرگز نہیں رکھتے تھے۔ بہت بڑے موحداً ضد پرست، نفوذ میں ان پر قدم

بہت راسخ تھا۔ پیری مریدی بھی حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب اور حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز کے حکم پر ادران کی اجازت سے کرتے تھے، علم ظاہر میں بھی ان کا قدم راسخ تھا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نہ صرف صحیح مسلمان ہونے کا معتقد ہوں، بلکہ ان کو بہت بڑا عالم باعمل اور صوفی کامل جانتا ہوں، ہاں ان کی رائے دربارہ تحریکِ آزادی ہند غلط سمجھتا ہوں۔ اس بارے میں میرا یقین کامل ہے کہ میرے اور حضرت تھانوی کے استاد حضرت شیخ الہند قدس سرہ العزیز کی رائے نہایت صحیح اور واجب الاتباع تھی۔ یہ غلطی حضرت تھانوی رحمہ کی اجتہادی غلطی جانتا ہوں جس کی وجہ سے حضرت تھانوی مرحوم کی شان میں نگستاخی کرتا ہوں اور نہ کسی کی گستاخی کو رد رکھتا ہوں۔ ۳ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۳ و ۳۴ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

مولوی احمد حسن سنہجلی کے بارے میں حضرت مدنی رحمہ کا ارشاد

مولوی احمد حسن سنہجلی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور بڑے عالم تھے، خانقاہ امدادیہ تھانویہ میں تصنیف و تالیف کی خدمت پر حضرت تھانوی نے ان کو اچھی تنخواہ پر لگا رکھا تھا۔ سیاسیات میں حضرت تھانوی سے ان کو اختلاف ہوا اور انھوں نے اس کی جبری صورت اختیار کی۔ حضرت تھانوی کے اکرام و احترام کا کوئی خیال نہ رکھا اور بہت ہی نامناسب رویہ اختیار کیا، جس پر حضرت تھانوی نے رسالہ "موذی مرید" لکھا۔ امیر ہر ضلع مراد آباد کے ایک مدرسہ میں ان کو صدر مدرس تجویز کیا مگر وہ اس عہدہ کو کامیابی کے ساتھ باقی رکھنے میں ناکام رہے۔ مدرسہ کے ذمہ داروں نے

قرآن و سنت کے مفصولات اور تقریحات کے اعتبار سے کچھ چیزیں واضح طور پر حرام ہیں جیسے سود، شراب، جوا، رشوت وغیرہ ان میں دورائے نہیں ہو سکتیں، اور نہ سلف صالحین کا ان میں کہیں اختلاف ہو سکتا تھا۔ اور ان میں اختلاف کرنا تو دین کے بیانات اور واضح نصوص کا انکار کرنا ہر اتفاق اُمت گمراہی اور الحاد ہے اور جو ایسا کرے اس سے بیزاری اور برأت کا اعلان کرنا عین تقاضائے ایمان ہے، اس میں رد و اداری ممنوع ہے۔

یہ رد و اداری کی تلقین اور اختلاف رائے کے باوجود اپنے مخالف کی رائے کا احترام صرف ایسے مسائل میں ہے جو یا تو قرآن و سنت میں صراحۃً مذکور نہیں یا مذکور ہیں مگر ایسے اجمال یا ابہام کے ساتھ کہ ان کی تشریح و تفسیر کے بغیر ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ یاد و آیتوں یا دروایتوں میں بظاہر کچھ تعارض نظر آتا ہے۔ ان سب صورتوں میں مجتہد عالم کو قرآن و سنت اور تقاضائے صحابہ وغیرہ میں غور و فکر کر کے یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ اس کا منشاء اور مخبر کیا ہے اور اس سے کیا احکام نکلتے ہیں۔ اس صورت میں ممکن ہے کہ ایک عالم مجتہد اصول اجتہاد کے مطابق قرآن و سنت اور تقاضائے اب وغیرہ میں غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ فلاں کام جائز ہے اور دوسرا عالم مجتہد ان ہی اصولوں میں پورا غور و فکر کر کے اس کے ناجائز ہونے کو صحیح سمجھے۔ ایسی صورت میں یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر و ثواب کے مستحق ہیں، کسی پر کوئی عتاب نہیں۔ جس کی رائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحیح ہے اس کو دوسرا اجر و ثواب اور جس کی صحیح نہیں اس کو ایک اجر ملے گا۔ اس سے بعض اہل علم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اجتہاد ہی اختلافات میں دونوں متضاد قول حق و صحیح ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں، تمام احکام، عبادات و معاملات سے اللہ تعالیٰ کا مقصود کوئی خاص

کام نہیں، بلکہ بندوں کی اطاعت شغری کا امتحان ہے۔ جب دونوں نے اپنی اپنی غور و فکر اور قوت اجتہاد شرائط کے ساتھ خرچ کر لی تو دونوں اپنا فرض ادا کر چکے دونوں صحیح جواب ہیں۔ مگر جمہور اُمت اور ائمہ مجتہدین کی تحقیق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تو ان دونوں میں سے کوئی ایک حق و صحیح ہوتا ہے تو جو لوگ اپنے اجتہاد سے اس حق کو پالیں وہ ہر حیثیت سے کامیاب اور دوہرے اجر کے مستحق ہیں۔ اور جو مغذور بھروسہ کو شش کے باوجود اس حد تک نہ پہنچیں تو معذور ہیں ان پر کوئی ملامت نہیں بلکہ ان کے سعی و عمل کا ایک اجر ان کو بھی ملتا ہے۔ (روعدت اُمت) آج ہم لوگ غور کریں کہ غیر منصوص مسائل میں اختلاف رائے کی وجہ سے دوسرے فریق پر بے دھرمک گمراہ اور فاسق بے دین ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کی تحریر سے واضح ہو گیا کہ نظری، غیر منصوص مسائل میں اختلاف رائے لازمی اور ضروری ہے۔ اور دیانت داری کے ساتھ جو جس رائے کو حق سمجھتا ہے اس کو وہی اختیار کرنی چاہیے۔ استہزار و تمسخر کرنا جائز نہیں، چہ جائیکہ کوئی فریق کسی فریق کو باطل یا گمراہ و فاسق قرار دے کہ اس کی کسی طرح شریعت اسلامیہ میں کوئی گنجائش نہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرز عمل اختلاف رائے میں پیش کر دیا جائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

سیاسی مسائل میں مشاجرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتنہ، متکونی حکمتوں کے ماتحت پیش آیا۔ آپس میں تنواریں بھی چل گئیں مگر عین اسی

فتنہ کی ابتدا میں جب امام مظلوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ باغیوں کے شرع میں محصور تھے اور یہی باغی نمازوں میں امامت کراتے تھے تو امام مظلوم نے مسلمانوں کو ان کی اقتدار میں نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ اور عام ضابطہ بتا دیا کہ اِذَا هُمْ أَحْسَنُوا فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإِنْ هُمْ أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ إِيَّاهُمْ یعنی جب وہ لوگ کوئی نیک کام کریں اس میں ان کے ساتھ تعاون کرو۔ اور جب کوئی بُرا کام اور غلط کام کریں اس سے اجتناب کرو۔ اس ہدایت کے ذریعہ اپنی جان پر کھیل کر مسلمانوں کو قرآنی ارشاد تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَنَافَسُوا عَلَى الْإِسْخَارِ مِنَ الْغُدُوِّ ان کی صحیح تفسیر بتادی اور باہمی انتشار و فراق کا دروازہ بند کر دیا۔

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما

اور اسی فتنہ کے آخر میں جبکہ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان میدان جنگ گرم تھا۔ روم کی عیسائی سلطنت کی طرف سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ ملانے اور ان کی مدد کرنے کا پیام ملا۔ قیصر روم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ تم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہتھیار کھائے۔ تمہاری مدد کے لئے میں فوج بھیج دوں۔

قیصر روم کے خط کا جواب اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب لکھا۔ "اے نصرانی کئے! میرے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جو اختلاف ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ یاد رکھ کر اگر تو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ترجیح نگاہ سے دیکھا تو سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کا

سپاہی بن کر تیری آنکھیں پھوڑنے والا معاویہ ہو گا۔

قیصر روم نے مسلمانوں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے قیصر کے نام خط لکھا:-

"اگر تم نے اپنا ارادہ پورا کرنے کی ٹھان لی ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے ساتھی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے صلح کر لوں گا۔ پھر تمہارے خلاف ان کا جو شکر ادا ہو گا اس کے ہر ادا دستہ میں شامل ہو کر قسطنطنیہ کو جلا ہوا کوئلہ بنا دوں گا اور تمہاری حکومت کو گاجر مولیٰ کی طرح اکھاڑ پھیکوں گا۔" (تاج العروس ص ۲۱۲ مادہ اصطغیلین)

اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر اور مجھ سے افضل ہیں۔ اور میرا ان سے اختلاف صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مسئلہ میں ہے۔ اور اگر وہ خون عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لے لیں تو اہل شام میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا سب سے پہلے میں ہوں گا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۵۵)

(فضائل صحابہ رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے استفسار

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص ابن خیبر نے اپنی بیوی سے کسی کو زنا کرتے دیکھ لیا، صبر نہ ہو سکا اس کو قتل کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ پہنچا، ان کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کیا فیصلہ فرمادیں، قاتل کی سزا قصاص۔ لیکن یہ قتل جن حالات میں پیش آیا وہ بھی بالکل نظر انداز کرنا مشکل۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں مسئلہ تحقیق کر کے لکھیں (موظا امام مالک) کیا ہم بھی اپنے کسی سیاسی مخالف کے سامنے جہل کا اقرار کر سکتے ہیں، کسی مسئلہ میں جو باہمی نزاعی نہ ہو اس کی طرف

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کو یہ حالت لکھی، اس پر حضرت مدنی قدس سرہ نے مدرسہ کے ذمہ داروں کو تحریر فرمایا:-

مولوی احمد حسن سنجلی کا صدر مدرس کے کام کو بخوبی انجام نہ دے سکنا قابل تعجب امر ہے جس کا تسلیم کرنا بھی مشکل ہو سکتا ہے۔ میرے نزدیک مولوی صاحب موصوف نے اپنے پیر و مرشد (حضرت تھانویؒ) کے متعلق جو اعلانات شائع کئے ہیں اس میں نہایت فاش غلطی کھائی ہے اور اس کے بڑے نتائج کا خوف ہے مگر اس کو ان سے ذکر کرنے کا موقع مجھ کو ہاتھ نہ لگا کر میں پکڑا گیا، اگرچہ اس میں ان کی نیت بخیر ہو، مگر میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ غیر مناسب ہوا، اور وہ مولوی صاحب کے لئے شاید مضر ہو۔ **وَاللّٰهُ يَخْبِرُنَا ذَاتًا وَ سَائِرَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ حَوَادِثِ الدَّهْرِ وَسُوْرَ الْغَوَابِ** ۱ میں (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۹ بحوالہ التکملة الاعتدال)

واضح ہو کہ مولوی احمد حسن کا سیاسی مسلک وہی تھا جو حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کا تھا، اس کے باوجود آپ نے مولوی احمد حسن کے طرز عمل کی مذمت کی۔ کوئی دنیا دار پابند نفس ہوتا تو خوش ہوتا اور اپنے مخالف کے مرید کی اور کھٹکتا کہ تم نے بہت اچھا کیا، مگر اہل اخلاص حق اور حقیقت کو ہاتھ سے کہاں جانے دیتے ہیں (تکملة الاعتدال ص ۳۹)

مکتوب حضرت مدنی رحمہ بنام مولانا خدابخش ملتانی رحمہ

تحریر فرماتے ہیں:-

حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم سے ہمارا سیاسی اختلاف ہے اور بہت زیادہ اختلاف ہے، مگر جزئیات اور فروع اور اسلامک لاجن کو سیاست سے تعلق نہیں ہے، ان میں ان کا ذاتی تائید و اعتراف ہو گا۔ مولانا موصوف کا اسلامی تشدد

اور علوم و فنون میں تمام عمر مصروف رہنا، ان کی تعلیم دینا، ان میں اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری حاصل کرنا، ان میں بے شمار مفید اور کارآمد تصانیف و تالیفات کر کے عالم اسلامی اور خلائق کو فیضیاب بنانا آفتاب کی طرح دنیا میں روشن ہے اور ہو چکا ہے۔ اس بارے میں مودودی صاحب کا قول ان کے سامنے ایسا ہی شمار کیا جائے گا جیسے کہ ایک کامیاب بیرسٹر کے سامنے جو کھتی یا پانچویں کلاس کے طالب علموں کا قول ہو گا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۹ بحوالہ التکملة الاعتدال)

مکتوب حضرت مدنی بنام زاہد حسین

زاہد حسین صاحب کو تحریر فرماتے ہیں:-

”حضرت مولانا تھانوی کے مواعظ خرید لیجئے اور ان کو دیکھا کیجئے۔“
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۹ بحوالہ التکملة الاعتدال)

مکتوب حضرت مدنی بنام سید علی آفندی

سید علی آفندیؒ کو تحریر فرماتے ہیں:-
”مولانا تھانوی کے مواعظ بہت مفید ہیں، ضرور ان کا مطالعہ رکھیں، علیٰ هذا القیاس، تربیت السالک، کبھی مفید ہے۔“

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۹ بحوالہ التکملة الاعتدال)

مکتوب حضرت مدنی بنام مولانا عبدالحق مدنی

مولانا عبدالحق مدنیؒ کو تحریر فرماتے ہیں:-
وَأَمَّا عَنْكُمْ فَمُؤَلِّمُكُمْ إِنِّي مَوْلَانَا أَسْتَفِى عَلَى حَبِّ قَادَرَكُمُ مُحْطِطِينَ فِيهِ (حوالہ بالا)
لیکن آپ کا مولانا تھانوی کی جانب میلان نہ ہونا میں اس بارے میں آپ کو غلطی پر سمجھتا ہوں۔

مکتوب حضرت بنام مولانا دریا بادی

مولانا عبدالماجد صاحب
دریا بادی کو تحریر فرماتے

ہیں، واللہ نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ تقاضا بھون ارزانی کے متعلق مجھے رو سیاہ
و نالائق سے اجازت چاہنا عجیب بات ہے۔ میں تو خود ہی ناکارہ ہوں، اسکی
بڑھ کر کیا چیز خوشی کی ہو سکتی ہے کہ مقصد اصلی اور محبوب حقیقی تک رسائی ہو
جو کہ حضرت مولانا (تھاوی) دامت برکاتہم کی بارگاہ میں ارجمندی ہو۔ از دیوبند
جمادی الثانیہ ۱۳۵۷ھ مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۱۱ بحوالہ النکمل الاعتدال

ایضاً

ایک دوسرے والانا میں تحریر فرماتے ہیں:-
"اپنے مشاغل قلبیہ سے غافل نہ رہیں، ذکر میں کوتاہی نہ رہیں۔

مولانا (تھاوی) دامت برکاتہم کی خدمت میں جس قدر بیٹھنا نصیب ہو غنیمت جانیں
اس وقت جہاں تک ممکن ہو ذکر کا خیال رہے اور قلب حاضر ہو حبیبہ الشیخ
خیر من عبادۃ مبین سنۃ قول اکابر ہے۔ حضرت مولانا کی خدمت میں سلام
مسنون اور استدعا و دعوات صالحہ و عرف ہمت عرض کر دیں۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۱۱ بحوالہ النکمل الاعتدال)

مکتوب حضرت بنام مولانا سید محمد میاں صاحب قدس

ان اختلافات کے سلسلہ میں مولانا سید محمد میاں صاحب نور اللہ مرقدہ نے
حضرت اقدس مدنی نور اللہ مرقدہ سے استفسار کیا۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ
نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:- ملاحظہ ہو۔

محترم النقام زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
نصوت کا ضروری اور مضبوط اصول جو کہ نفس پر شاق بھی بہت ہوتا ہے

یہ ہے کہ اپنے نفس کے ساتھ بدظنی اور دوسروں کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے
اسی کے ماتحت حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-
"معرفت خدا تعالیٰ برائے کس حرام است کہ خود را از کافر و فرنگ بہتر
داند نفیث از اکابر دین۔"

اپنے نفس کے کپڑے و مکر سے کسی وقت بھی مطمئن نہ ہونا چاہیے۔

ع فَإِنَّكَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ الْحَكِيمِ
وَمَا أَبْرَىٰ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَا مَارَاقَةَ بِالسُّوءِ

پس جو حضرات پہلے سے معتقد علیہم ہیں یا جن کے اقوال و افعال مسابیح
خاصہ کے سوا پسندیدہ ہیں۔ ان کے ساتھ بد اعتقادی وغیرہ نہ ہونا چاہیے۔
حسن ظن رکھنا چاہیے۔ ہمارے لئے مشاجرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین دوس
عبرت ہیں، ممکن ہے ان حضرات کی رائے صحیح ہو، اگرچہ غلبہ ظن یہیں ہے کہ ہماری
آراء اور اعمال بالکل حق بجانب ہوں۔ لہذا نہ زبان درازی چاہیے نہ بد اعتقادی
بلکہ ان کے اور اپنے لئے دعا کرنی چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَاَرْزُقْنَا
اِتِّبَاعَهُ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَاَرْزُقْنَا اِجْتِنَانَهُ۔

ذکر سے غافل نہ ہو جسے، وقت کو غنیمت جانے، گیا وقت بھرنا
آتا نہیں۔ آج کچھ کر لیجئے رکھی کو کرنا ناممکن ہوگا۔ جفا کش بنے آرام و راحت
کو آخرت کے لئے چھوڑ دینے سے

ناز پروردہ راہ نبرد راہ دوست عاشقی شیوہ زندان بلاکش باشد
من نکر دم شمشاد ز بجنید

والسلام ننگ اسلاف حسین احمد

(سیاست شیخ الاسلام ص ۲۷، ص ۲۸ سیر شیخ الاسلام ص ۲۸)

رجوع کر سکتے ہیں، ہمارے سیاسی مخالف کا نہ کوئی قول معتبر ہے نہ وہ اس قابل ہے کہ کوئی شخص کسی مسئلہ میں اس کی طرف رجوع کرے (الاعتدال)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف | ابو صالح نے بیان کیا ایک روز مزار ابن زمرہ کنائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے مزار سے کہا کہ علی کے کچھ اوصاف بیان کرو۔ انھوں نے کہا امیر المومنین مجھے معاف رکھیں۔ آپ نے کہا نہیں آپ بیان کرو۔ مزار نے کہا جب کچھ بتانا ہی ضروری ہے تو سنیں :-

”خدا وہ ایک بلند نظر و دراندیش اور ایک طاقت ور انسان تھے ان کی بات فیصلہ کن اور حکم عادلانہ ہوتا تھا۔ ان کے اطراف و جوانب سے علم و حکمت کے چشے پھوٹتے تھے۔ دنیا اور اس کی رنگینوں سے دور رہ کر رات کی تاریکیوں سے مانوس رہتے تھے۔ واللہ وہ بہت روستے تھے اور سوچ میں غرق رہتے تھے اپنی ہتھیالیاں اٹھتے پلٹتے تھے اور اپنے آپ سے باتیں کیا کرتے تھے۔ موٹا جھوٹا لباس اور کھانا پسند کرتے تھے۔ خدا! ہمیں جیسے ایک آدمی نظر آتے تھے۔ ان کے پاس جب ہم جاتے تو وہ ہمیں قریب رکھتے اور ہماری باتوں کا جواب دیتے۔ لیکن اتنے قریب کے باوجود ان کی ایسی ہیبت تھی کہ ہم ان سے بات نہیں کر پاتے تھے وہ مسکراتے تو موتیوں جیسے دانت نظر آتے۔ وہ دین داروں کی تعظیم کرتے اور فقراء و مساکین سے محبت رکھتے۔ کوئی طاقت ور آدمی ان سے کسی غلط کام کرانے کی بات نہیں سوچ سکتا تھا اور کوئی کمزور آدمی ان کے عدل سے کبھی مایوس نہ ہوتا تھا۔

میں خدا کو حاضر سمجھ کر کہتا ہوں کہ شب کی تاریکیوں میں انھیں بعض مواقع پر میں نے دیکھا کہ محراب کے اندر اپنی داڑھی پکڑے ہوئے اس بے چینی سے تڑپ

رہے ہیں جیسے انھیں کچھونے ڈنگ مار دیا ہو اور کسی غم زدہ و ستم رسیدہ شخص کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اس وقت بھی ان کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ اے میرے پروردگار! اے میرے پالنے والا اس کے حضور وہ گریہ و زاری کر رہے ہیں۔ اور دنیا سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں۔ تم میرے پاس آ رہی ہو، تم مجھ پر نظر میں جمار ہی ہو۔ افسوس! افسوس! جاؤ، کسی دوسرے کو دھوکہ دو۔ میں نے تمہیں تین طلاقیں دیدی ہے۔ تمہاری عمر مختصر، تمہاری مغل ذلیل و حقیر اور تمہارا فائدہ بہت کم ہے۔ آہ! آہ! تو شہ راہ کتنا قلیل سفر کتنا طویل اور راستہ کتنا وحشت ناک ہے۔“

یہ سنکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے آنسو ضبط نہ کر سکے اور ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی جسے وہ اپنی آستین سے پوچھتے رہے اور حاضرین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابو الحسن علی رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے، اللہ ان پر رحم فرمائے۔ پھر انھوں نے پوچھا مزار! تمہیں ان کا کتنا غم ہے؟ مزار نے جواب دیا، اتنا ہے جیسے کسی کا کوئی اپنا آدمی خود اسی کی گود میں ذبح کر دیا جائے جس سے اس کے آنسو نہ ٹھہریں اور نہ اس کا غم سکون پائے۔ یہ کہہ کر اٹھے اور واپس چلے گئے۔“

(الحلیۃ از ابو نعیم ص ۱۰۱ ج ۱ والاسنیعیاب از ابن عبد البر ص ۳۰ ج ۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر | جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا رونا | اللہ وجہ شہید کر دیے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روتے گئے۔ ان کی بیوی نے کہا اب روتے ہو حالانکہ اُن سے تم نے جنگ کی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تجھ پر افسوس ہے، کیسی

”کتنی عظیم انسانیت اور کس اعلیٰ کردار کے حامل تھے یہ حضرات کراتے شدید اختلافات کے باوجود نہ زبان درازی کی اجازت دیتے ہیں نہ بد اعتقادی کی بلکہ حسن ظن کی تاکید فرماتے ہیں۔ اے کاش ان حضرات اسلاف کے کردار و اخلاق کا کچھ حصہ ہم کو بھی نصیب ہو جاتا۔“

سیاسی کشمکش زوروں پر تھی، گنگوہ میں اسی سلسلہ میں ایک عظیم جلسہ تھا۔ اثنائے جلسہ میں ایک شخص نے حضرت تھانوی قدس سرہ پر اعتراضات و الزامات کی بوچھاڑ کر ڈالی۔ حضرت اقدس مولانا مدنی قدس سرہ نے جو سن غضب میں جو جوابی تقریر فرمائی تو حضرت تھانوی قدس سرہ کے فضا کی و منافق ہی پر ختم کر دی۔ ص ۱۹۹ سیرت شیخ الاسلام۔

حضرت تھانوی کا بُرائی سے ذکر کرنے پر ڈانٹنا ایک شخص ایک جلسہ میں لے

جانے کے لئے دیوبند حضرت مدنی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اثنائے گفتگو اس نے تھانہ بھون کا ذکر کیا اور حضرت تھانوی قدس سرہ کا ذکر بُرائی کے ساتھ کیا۔ حضرت مدنی قدس سرہ کو سخت غصہ آگیا۔ کبھی اتنا غصہ نہیں آیا، اور سخت لہجہ میں فرمایا مجھ سے نفرت رکھتے ہو۔ میرے بزرگوں کو بُرا کہتے ہو، خادم سے فرمایا اس کا بستر اٹھا کر لے جاؤ۔ میرے یہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ جو سخت سے سخت تکالین اور گالیاں سن کر بھی کبھی کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتے تھے اور اپنے سیاسی مخالف مگر دینی عظیم رہنما کی شان میں کوئی جملہ برداشت نہیں کر سکے۔ اور غصہ کی شدت میں اپنے یہاں ٹھہرانے کے بھی روادار ہوئے۔ ایسی مثال شاید حضرت مدنی قدس سرہ کے یہاں شاذ و نادر ہی پیش آئی ہو کہ اپنے یہاں سے نکلوا دیا اور ٹھہرانے کے تک کے روادار نہ ہو سکے۔

حضرت مدنی رحمہ کی تھانہ بھون تشریف آوری ایک دفعہ حضرت

تھانہ بھون تشریف لائے۔ کسی نے حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کو اطلاع کی کہ مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی آئے ہیں۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا۔ ایں کس کو کہہ رہے ہو، کیا ہمارے مولانا حسین احمد صاحب (دیوبند والے) ہیں۔ کہا جی ہاں! فرمایا کدھر ہیں، اور اٹھ کر دروازہ تک تشریف لائے۔ سلام، مصافحہ معاف فرمایا۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے دست بوسی فرمائی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ پکڑ کر لائے اور اپنی مسند پر اپنے برابر بٹھایا۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے مسند پر بیٹھنے سے انکار کیا۔ حضرت تھانوی رحمہ نے فرمایا۔ میرا حکم یہی ہے یہیں بیٹھو اس کے بعد گفتگو ہوئی۔ حضرت تھانوی رحمہ نے فرمایا۔ آپ نے زیادتی کی کہ اطلاع نہیں فرمائی، اگر اپنی آمد کی پہلے سے اطلاع فرما دیجے تو کسی سواری کا انتظام کر دیتا اور دو چار آدمی استقبال کے لئے بھیج دیتا۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا۔ حضرت اپنے گھر آنے کے لئے کیا اطلاع کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا آپ کے اس جواب سے بہت مسرت ہوئی کہ اس گھر کو اپنا گھر فرمایا۔ اچھا بتائے آپ کیا کھائیں گے۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا روٹی اور شلیم کا اچار۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے دونوں گھر آدمی کو بھیجا کہ جس گھر میں شلیم کا اچار اور روٹی ہو لائیں۔ چنانچہ روٹی اور شلیم کا اچار اور لسی لائی گئی۔ حضرت مدنی رحمہ نے فرمایا میرے ساتھ میرے دو ساتھی ہیں، اگر اجازت ہو تو وہ بھی ساتھ کھالیں اس پر حضرت تھانوی رحمہ نے محاسبہ فرمایا کہ جب آپ نے اس گھر کو اپنا گھر فرمایا ہے تو پھر اجازت کا کیا مطلب۔ حضرت مدنی رحمہ نے جواب دیا۔ مہمان کے

باتیں کرتی ہے تجھے نہیں معلوم آج علم و فضل اور فتنہ لوگوں کے ہاتھوں سے جانا رہا۔
(البدایہ فتنہ ۸) فضائل صحابہ ص ۷۷

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اپنے مخالفین کے ساتھ برتاؤ

جنگ جمل کتنی سخت لڑائی ہوئی تھی کہ تقریباً بیس ہزار آدمی اس لڑائی میں قتل ہوئے (تاریخ الخلفاء) لیکن جب معرکہ شروع ہو رہا تھا اور دونوں طرف سے گھمسان کی لڑائی شروع ہونے کو تھی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ صفت سے آگے بڑھے اور مد مقابل جماعت میں سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو آواز دی وہ بھی اپنی صف سے آگے بڑھے دونوں نے مصافحہ کیا اور دونوں رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے مجبور کیا کہ تم یہاں مقابلہ پر آ گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے بدلنے۔ دونوں حضرات میں گفتگو ہوئی رہی۔ یہ ایسے دو مخالفوں کا برتاؤ ہے جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں تلواریں نکالے ہوئے بالکل تیار بیٹھے تھے (کتاب الامامة والسياسة) اس کے بعد معرکہ ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جماعت کو فتح ہوئی۔ دوسری جماعت کے بہت سے افراد قید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت کے بعض افراد نے اصرار کیا کہ ان قیدیوں کو قتل کیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبول نہیں فرمایا بلکہ ان سے دوبارہ بیعت لیتے رہے اور معاف کرتے رہے۔ ان مغلوں کے مال کو غنیمت قرار دیا لیکن ان کی جانوں کو قیدی بنانے سے انکار فرمادیا۔ لوگوں نے اس پر بھی اصرار کیا کہ جب ان کے مالی غنیمت بنائے گئے تو جانیں بھی قیدی بنائی جائیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اولیٰ انکار فرماتے رہے۔ آخر اپنی جماعت کے اصرار پر ارشاد فرمایا کہ اچھا بتاؤ کہ اپنی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو باندی بنا کر

اپنے حصہ میں لینے پر تم میں سے کون تیار ہے۔ انھوں نے عرض کیا استغفر اللہ یعنی ہم اللہ سے مغفرت چاہتے ہیں یہ تو ہو نہیں سکتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا وَأَنَا استغفر اللہ (میں بھی اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں)

کسی نے جنگ جمل میں آپ کے مخالفین کے بارے میں سوال کیا، کیا وہ مشرک ہیں۔ آپ نے فرمایا مشرک سے تو وہ بھاگے ہی تھے (تب ہی تو وہ اسلام میں داخل ہوئے) اس نے پھر پوچھا کیا وہ منافق ہیں؟ آپ نے فرمایا منافقین اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے والے ہیں۔ اس کے بعد اس نے سوال کیا، پھر وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا! ہمارے بھائی ہیں جنھوں نے ہم سے بناوٹ کی (جس کی وجہ سے مجبوراً جنگ کرنی پڑی) سنن بیہقی ص ۱۷۱ فضائل صحابہ ص ۷۷ کیا ہم بھی اپنے کسی مخالف کا کوئی احترام باقی رکھتے ہیں۔ دشمنی اور مقابلہ میں تلوار اٹھانا بہت بڑی چیز ہے۔ کیا ہم معمولی سا خلاف کرنے والے کا بھی اتنا احترام رکھتے ہیں جتنا یہ حضرات مقابلہ میں تلوار اٹھانے والے کا رکھتے تھے۔

اس کے بعد دیکھا کہ مقتولین میں محمد بن طلحہ پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اللہ تم پر رحم فرمائے، تم بڑے عبادت گزار، شب بیدار تمام رات نماز پڑھنے والے تھے، سخت سے سخت گرمی میں کثرت سے روزے رکھنے والے تھے (کتاب الامامة)

حضرت علی رضا اور حضرت عائشہ رضا کا سلوک
اس لڑائی کے خاتمہ پر جب حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا کا اونٹ زخمی ہو کر گرا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جلدی سے کہا۔ دیکھو (ام المؤمنین) کو کوئی تسکین تو نہیں پہونچی (طبری) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفدار تھے

سامنے جو کھانا آتا ہے وہ اباحت ہوتا ہے بلکہ نہیں۔ مہمان کو کھانے کا تو حق ہوتا ہے اور تصرف کا نہیں۔ اس لئے اجازت طلب کی۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا ہاں اجازت ہے۔ کھانے سے فراغت پر حضرت تھانویؒ نے پگڑی منگائی اور حضرت مدنیؒ کی خدمت میں پیش فرمائی۔ حضرت مدنیؒ نے پگڑی کو آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا اور فرمایا حضرت کو معلوم ہے کہ میں بدیسی کپڑا استعمال نہیں کرتا۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا مجھ سے سہو ہو گیا قصداً میں نے ایسا نہیں کیا اور آدمی بھیجا کہ گھر سے کھڑکی پگڑی لائیں۔ کھڑکی پگڑی آگئی اس کو پیش فرمایا، اور چاندی کے دو روپے نذرانہ دیے۔ حضرت مدنیؒ نور اللہ مرقدہؒ نے ان کو پگڑی میں باندھ لیا اور پگڑی حضرت تھانویؒ کے سامنے رکھ کر سر جھکا دیا کہ حضرت خود اپنے ہاتھ سے باندھ دیں۔ حضرت تھانویؒ نے اپنے دست مبارک سے حضرت مدنیؒ کے سر مبارک پر پگڑی باندھی۔ اس طرح کہ وہ روپے اوپر کی طرف آگئے۔ حضرت مدنیؒ نے ان کو اوپر کی طرف پگڑی میں اڑس لیا۔ اس کے بعد رخصت کرتے ہوئے حضرت تھانویؒ نے فرمایا، میں آپ کو اپنے استاد شیخ العالم (حضرت تھانویؒ) حضرت شیخ الہندؒ کو شیخ العالم فرمایا کرتے تھے) کے قائم مقام سمجھتا ہوں۔

ایک دفعہ حضرت مدنیؒ نور اللہ مرقدہؒ تھانہ بھون تشریف لائے کہ خانقاہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا دروازہ کھلوا یا۔ دربان نے دروازہ نہیں کھولا کہ قانون کے خلاف ہے۔ حضرت مدنیؒ رو بستر اٹھا کر حضرت تھانویؒ کے مکان پر تشریف لائے وہاں بھی دروازہ بند ہو چکا تھا۔ دروازہ کے باہر ہی بستر بچھا کر سو رہے۔ صبح کو دروازہ کھلا حضرت تھانویؒ نے فرمایا۔ آپ اس وقت کہاں۔ حضرت مدنیؒ نے فرمایا۔ آپ کا قانون کسی عزیز مسافر کو خانقاہ

میں ٹھہرنے کی کہاں اجازت دیتا ہے۔ حضرت تھانویؒ مدنیؒ کو ساتھ لے کر خانقاہ تشریف لائے اور دربان سے فرمایا کہ دیکھو مولانا اس قانون سے مستثنیٰ ہیں۔ مولانا جس وقت بھی تشریف لایا کریں دروازہ کھول دیا کریں۔

حضرت مدنیؒ کی گرفتاری سے صدمہ حضرت مدنیؒ کی گرفتاری ہوئی تو حضرت تھانویؒ کو

بہت صدمہ ہوا۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا۔ مجھے خیال نہیں تھا کہ مجھے مولانا مدنیؒ سے اتنی محبت ہے کہ کسی خادم نے عرض کیا کہ مولانا مدنیؒ تو اپنی خوشی سے گرفتار ہوئے تو حضرت نے فرمایا، آپ مجھے اس جملہ سے تسلی دینا چاہتے ہیں۔ کیا حضرت حسین رنہ یزید کے مقابلہ میں اپنی خوشی سے نہیں گئے تھے، مگر آج تک کون ایسا شخص ہو گا جس کو اس حادثہ کا رنج نہ ہوا ہو (شیر انگیز واقعات) منشی نور الحسن حب منشی نور الحسن صاحب ساکن دورالہ حضرت

تھانویؒ سے بیعت ہیں نیک صالح شخص ہیں۔ وہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت تھانویؒ مسلم لیگ کے حامی تھے۔ حضرت نے اس کی حمایت میں ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا تھا۔ اس لئے میرا رجحان بھی لیگ کی طرف تھا اور میرے حلقہ کی مسلم لیگ کا ممبر بھی تھا۔ ایک دفعہ ایک میٹنگ میں نے کہا کہ بھائی ہمارے حضرت تھانویؒ رو لیگ کی حمایت فرماتے ہیں اور حضرت مولانا مدنیؒ بھی بزرگ ہیں وہ کانگریس کی حمایت فرماتے ہیں، ہم کیا کریں۔ میٹنگ میں ایک شخص نے جواب دیا کہ وہ (حضرت مولانا مدنیؒ) کہاں کے بزرگ آئے، وہ کیسے بزرگ مجھے ان کے جواب سے سخت صدمہ ہوا اور میں نے ان سے کہا کہ اگر مسلم لیگ کے اندر بزرگوں کی شان میں گستاخی کی جاتی ہے تو ایسی مسلم لیگ سے میرا تو استفادہ

جلدی سے بڑھے، دریافت کیا کہ کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی، اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود ہودج کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا انا جاں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی، اللہ جل شانہ، تمہاری غلطی کو معاف فرمائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری بھی مغفرت فرمائے۔ (طبری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کو شکست ہوئی، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج اونٹ کے اوپر کا کجاوہ جس میں پردہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رکھتی تھیں مقتولین کے درمیان سے اٹھالیا جائے اور ان کے لئے خیمہ لگایا جائے اور خود حاضر ہو کر خیریت پوچھی (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۵ ج ۱)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا انھوں نے بھی مرحبا کہا، وہاں ایک عورت صفینہ نامی موجود تھی اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے کہا تیری اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ یتیم کرے جیسا کہ تو نے میری اولاد کو یتیم کیا، اس نے دوبارہ یہی الفاظ کہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی بات اُن سنی کر دی اور خاموشی سے تشریف لے آئے، کسی نے عرض کیا امیر المومنین (خاموشی سے گزرے چلے جا رہے ہیں) آپ نے سنا نہیں یہ عورت کیا کہہ رہی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں یہ حکم ہے کہ مشترک عورتوں سے بھی تعرض کریں، پھر مسلمان عورتوں سے کیونکر درگزر نہ کریں، (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۵ ج ۱)۔

فضائل صحابہ ص ۲۴

اسی موقع پر ایک شخص نے آکر عرض کیا امیر المومنین دو آدمی دروازہ پر کھڑے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھرا کہہ رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ققاع بن عمرو کو حکم دیا کہ دونوں آدمیوں کو (تقریباً) سو سو کوڑے لگائیں، (حوالہ بالا)

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روانہ ہونے لگیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے قافلہ کے لئے سواریوں کا انتظام کیا اور زاد راہ کھانا پینا و دیگر سامان فراہم کر کے دیا اور

بصرہ کی چالیس عورتیں ان کے ساتھ کیں، جب روانگی کا وقت آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خود بنفس نفیس دروازہ پر تشریف لائے اس وقت اور بھی بہت افراد موجود تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب کو رخصت کیا اور سب کو دعا دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے درمیان یہ ایک واقعہ پیش آگیا تھا جو اپنوں میں کبھی پیش آجاتا ہے، ہم ایک دوسرے کی فضیلت کے منکر نہیں ہیں، بلاشبہ یہ دنیا و آخرت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بھئی ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ بطور مشایعت چند میل تک چلتے رہے اور اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ آج کا دن بھر سفر گزاریں (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۵ ج ۱)۔ فضائل صحابہ ص ۲۴

یہ تھا مخالفوں کے ساتھ معاملہ اور یہ تھی مقابلین کی عزت افزائی، ہم لوگوں کو اپنے کسی حریف پر تلط حاصل ہو جائے تو ہمارا کیا برتاؤ دے، کسی مخالفت پر غلبہ حاصل ہو جائے تو اس کی جان و مال اُبرد کوئی چیز بھی ایسی ہے جس پر ہم تم کر سکتے ہیں، (الاعتدال ص ۲۳)

حضرت علی بن یاسر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما

حضرت علی بن یاسر رضی اللہ عنہ جو جنگ جمل میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے موقف کے خلاف تھے، ان کے سامنے کسی نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ کہا تو آپ نے غصہ کے عالم میں اسے ڈانٹا، چپ ہو جا بھونکنے والے قبیح آدمی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ زوجہ کو ایذا پہنچانا چاہتا ہے؟ وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ محترمہ نہیں گی، انھوں نے اس کی راہ اختیار کی، اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں آپ کی محبوبہ زوجہ ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ ہمارا امتحان لیا کہ ہم ان کی اطاعت کرتے ہیں یا خدا کی (کنز العمال ص ۱۵۶ راجع الصالحین)

میں آئندہ شریک نہیں ہوں گا۔ اور اس صدمہ میں میں تھا نہ بھون حاضر ہوا۔ شب میں بھائی سلیمان صاحب سے جو حضرت تھانویؒ کے خادم تھے ملاقات ہوئی۔ ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا اس نے کہا۔ مدنی صاحب آپ کی نظر میں بزرگ ہیں؟ بزرگ تو شیطان بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا یہ جواب صبح کو حضرت سے کہوں گا۔ اس نے کہا، ہاں کہہ دینا، مجھے اور سخت صدمہ ہوا کہ جب حضرت کے خادم کا یہ حال ہے تو اوروں کا کیا حال ہوگا، پوری رات بیچینی میں گزری۔ صبح کو مجلس میں حاضر ہوا میری ہمت نہیں تھی کہ عرض کروں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک خط جو حضرت کے پاس کسی نے لکھا تھا حضرت نے سُنایا۔ خط کا مضمون یہ تھا:-

”حضرت! میں دیوبند بھی گیا ہوں، وہاں رحمت ہی رحمت دیکھی اور یہاں رحمت۔ گویا وہاں عذوبے انتہا اور یہاں بات بات پر کچھ اونگھ چینی اس کی کیا وجہ ہے۔“

حضرت نے جواب لکھا اور پھر جواب بھی سُنایا، جس کا مضمون یہ تھا:-
”کیا تمہارے نزدیک دریا اور ڈوگرہ میں کوئی فرق نہیں۔ میں چھوٹا سا ڈوگرہ ہوں اور حضرت مولانا مدنی دریا ہیں۔ ڈوگرہ ذرا سی ناپاکی کا متعلیٰ نہیں ہوتا اور دریا میں اگر پیشاب بھی کر دیا جائے تب بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا۔“

یہ جواب سُنکر مجھے ہمت ہوئی اور میں نے عرض کیا کہ حضرت تو اپنے آپ کے ڈوگرہ اور حضرت مولانا مدنی کو دریا فرما رہے ہیں۔ اور یہ مَلّا سلیمان ان کو ایسا ایسا کہتے ہیں اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا، کیا یہ بات آپ ان کے سامنے کہہ دیں گے۔ میں نے عرض کیا ضرور کہہ دوں گا۔ میں نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ میں حضرت سے کہوں گا۔ سلیمان کو بلوایا گیا۔ حضرت نے ان سے فرمایا کہ

تم ان کو جانتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا۔ جی ہاں یہ میرے دوست کے بھائی ہیں۔ حضرت نے فرمایا اگر یہ تمہاری طرف سے کوئی بات بیان کریں وہ غلط تو نہ ہوگی۔ آپ کو ان پر اعتماد ہے۔ اس نے کہا مجھے کو ان پر پورا اعتماد ہے۔ حضرت نے فرمایا تمہاری ان سے کوئی لڑائی تو نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر حضرت نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا، اپنا واقعہ بیان کرو۔ میں نے پورا واقعہ بیان کیا جو میرے مسلم لیگ کی ٹینک میں پیش آیا تھا کہ یہ واقعہ میں نے مَلّا سلیمان صاحب سے بیان کیا اس نے کہا کہ مدنی صاحب کو تم بزرگ سمجھتے ہو بزرگ تو شیطان بھی تھا۔ حضرت تھانویؒ ذرا لندمر قدہ نے سلیمان سے کہا کیا یہ ٹھیک کہتے ہیں۔ انھوں نے اقرار کر لیا کہ جی ہاں ٹھیک کہتے ہیں۔ حضرت ذرا لندمر قدہ نے ایک دوسرے خادم کو آواز دی اور فرمایا سلیمان کا کان پکڑ کر خانقاہ سے نکال دو اور فرمایا، آج سے میرا تعلق ختم نہ مجھ سے بات چیت کی اجازت ہے نہ خط و کتابت کی نہ مجلس میں حاضری کی۔“

سلیمان صاحب خانقاہ سے چلے گئے مگر انتہائی پریشان تھے۔ حافظ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی (جو حضرت ذرا لندمر قدہ سے خصوصی تعلق رکھتے تھے) کے واسطے سے حضرت سے خط و کتابت کی اور معافی کی درخواست کی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا جن کی شان میں گستاخی کی ہے ان سے معافی مانگیں اور ان سے (حضرت مولانا حسین احمد صاحب) سے لکھو اگر لائیں کہ میں نے معاف کیا۔ اس کے بعد سوچوں گا کہ کیا فیصلہ کروں۔ سلیمان صاحب حضرت مدنی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت حال بیان کی اور معافی چاہی۔ حضرت قدس سرہ نے معاف کیا اور لکھ دیا۔ میں نے سلیمان کو معاف کیا آپ بھی معاف فرمائیں اور یہ تحریر لاکر حضرت تھانویؒ قدس سرہ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت تھانویؒ قدس سرہ نے فرمایا کیا معلوم پورا واقعہ بیان بھی کیا یا نہیں۔ پورا واقعہ جا کر بیان کریں

اس سے بلند نمود ادب اور کیا ہو سکتا ہے؟ جو ایسے انسانوں نے پیش کئے جن کے درمیان مشیت خداوندی سے آپس میں شمشیر زنی اور نیزہ بازی ہو چکی تھی لیکن جو نور انھوں نے شمع نبوت سے پایا تھا وہ ان کے دلوں میں جگمگا تا رہا جس سے کینہ اور بغض و حسد کی ظلمتیں ان کے قریب نہ آ سکیں اور ادب و اخلاق کی اتنی عظیم الشان مثالیں انھوں نے پیش فرمادیں۔ فالحمد للہ (اسلام میں اختلاف کے اصول و آداب)

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا طرز عمل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ ناگوار بات کہدی۔ بخوڑی دیر کے بعد فرمایا اے میرے بھائی میرے لئے مغفرت طلب کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصہ ہو گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کئی مرتبہ اس بات کا اعادہ کیا۔ پھر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا نہ پڑا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا بھائی تم سے سوال کرتا ہے کہ تم اس کے لئے مغفرت طلب کرو اور تم ایسا نہیں کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ کوئی مرتبہ ایسا نہیں ہوا کہ انھوں نے مجھ سے اپنے لئے استغفار کرائی ہو اور میں نے استغفار نہ کیا ہو۔ اور اللہ کی مخلوق میں کوئی بھی آپ کے بعد مجھ ان سے زیادہ محبوب نہیں۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اور قسم اس ذات کی جس نے حق دے کر آپ کو بھیجا ہے، آپ کے بعد ان سے زیادہ مجھے بھی کوئی محبوب نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے میرے ساتھی کے بارے میں تکلیف مت دو۔ اس لئے کہ مجھے اللہ پاک نے ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تھا۔ تم لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ

کہتے ہو۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ اور اگر اللہ پاک نے ان کا نام صاحب نہ رکھا ہوتا تو میں ان کو اپنا خلیل نہ لیتا، لیکن اللہ کے لئے بھائی بند کی ہے سُن لو مسجد میں سے ہر درگاہی بند کر دی جائے مگر ابن ابی قحزفہ کو درگاہی باقی رہے۔ دی جائے (حیات الصحابہ صفحہ ۵)

حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ مجھے ام حبیبہ رضی اللہ عنہما زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کا طرز عمل۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے قریب بلایا اور کہا ہمارے آپس میں بہت سی دفعہ وہ باتیں ہوئیں جو سو کنوئیں میں ہوتی ہیں۔ اللہ میری اور تمہاری ان معاملات میں مغفرت کرے جو ہوئے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ان سب باتوں کی مغفرت کرے اور تجاویز کرے، اور ان سب باتوں سے بری الذمہ کرے۔ یہ سنکر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم نے مجھ کو خوش کیا اللہ تمہیں خوش کرے اور اسی طرح ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے بھی اسی جیسی بات کہی۔ (حیات الصحابہ صفحہ ۶ اردو)

شعبی کہتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں ان کے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور

ان کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے فاطمہ! یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت طلب کر رہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ کو پسند ہے کہ میں انھیں اندر آنے کی اجازت دوں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔ انھوں نے اجازت دی۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

اور حضرت مولانا اپنے قلم سے لکھیں کہ سلیمان نے یہ واقعہ بیان کیا اور میں نے مٹا کیا۔ چنانچہ یہ دوبارہ حضرت مدنی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضرت یہ واقعہ لکھ کر پھر معافی تحریر فرمادیں۔ حضرت مدنی نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ سلیمان نے یہ واقعہ بیان کیا اور میں نے اس کو معاف کیا اور سفارش کرتا ہوں کہ آپ بھی معاف فرمادیں۔ اس کے بعد حضرت قدس سرہ نے معاف فرمایا اور مجلس میں حاضری کی اجازت دی مگر گفتگو کی اجازت نہیں دی گفتگو کی اجازت اور بعد میں ہوئی۔

حضرت تھانوی قدس سرہ سے کسی شخص نے کہا، حضرت مدنی قدس سرہ کے بارے میں کرسیاست میں حصہ لیتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمہ نے ارشاد فرمایا: بس یہی دیکھا۔ یہ نہیں دیکھا کہ رات کو بارہ بجے تک بخاری شریف بھی پڑھتے ہیں۔

حضرت مدنی رحمہ کا دارالعلوم میں تقرر | سیاسی شدید اختلاف کے باوجود علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور آپ کے رفقاء کے استغفیٰ کے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کا تقرر بعدہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ سرپرست دارالعلوم دیوبند کے مشورہ ہی سے علی میں آیا اور حسبِ توجہ مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند تحریر کی گئی۔ حضرت مولانا مولوی حسین احمد کا تقرر بعدہ صدر مدرس بمشاہدہ ۱۳۵۱ھ ماہوار تاریخ کارکردگی سے مجلس شوریٰ کو منظور ہے۔ حضرت ممدوح کی اعلیٰ شخصیت اور علمی تجربہ کے لحاظ سے مشاہدہ مذکور بالکل ناقابل ہے مگر حضرت ممدوح کی اخلاص نیت و خدمت دارالعلوم کے جذبات سے ہم کو توقع ہے کہ حضرت ممدوح اس کو منظور فرما کر مجلس شوریٰ کو شکر گزاری کا موقع دیں گے اور دارالعلوم کی چالوت پرانی توجہات اور اخلاقی بزرگانہ سے نظر التفات فرما کر

حسبہ اللہ پورے طور پر سنبھالنے کی کوشش فرمائیں گے جیسا کہ حضرت ممدوح کے استاد بزرگ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ عمل تھا۔ فقط

اشرف علی، ۲۰ رجب ۱۳۳۵ھ

کمترین جمیل احمد، محمد سعید احمد، محمد حسن مراد آبادی، محمد شفیع،
احقر محمد اسماعیل عینی، محمد عبدالرحمن، مظہر حسن بلقم خود (تکمہ الاعتدال)

حضرت تھانویؒ کا ارشاد | حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ:-

”مولوی حسین احمد صاحب بہت شریف طبیعت کے ہیں۔ باوجود سیاسی مسائل میں اختلاف رکھنے کے بھی کوئی کلمہ خلاف حدود اُن سے نہیں سنا گیا۔“
(الکلام الحسن حصہ اول ص ۳۲ ملحوظہ ۳ بحوالہ تکمہ الاعتدال)

ایضاً | ”الحیلۃ الناجزہ“ کے سلسلہ میں حضرت مدنی قدس سرہ نے جو سنی فرمائی اس کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں:-

”اخیر میں بغرض طلب دعا عرض کرتا ہوں کہ مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند امت فہم نے علماء مالکیہ سے فتاویٰ حاصل کرنے میں بہت مدد فرمائی ہے، بلکہ مسئلہ مفقود کے علاوہ دیگر مواقع میں تحقیق احکام کے اصل محرک بھی وہی ہیں۔ نیز مدینہ طیبہ میں مولانا سید احمد صاحب مہتمم مدرسۃ العلوم الشرعیہ نے علماء مالکی سے حصول فتاویٰ میں سعی بلیغ فرمائی اور ہمیشہ نہایت اہتمام سے روانہ فرماتے رہے۔ اشرف علی اداہل ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ دیباچہ الحیلۃ الناجزہ ص ۱۳۷ (بحوالہ تکمہ الاعتدال)

کیا ہم بھی اپنے مخالف سے کسی دینی کام میں بھی تعاون حاصل کرتے ہیں اور اس کے تعاون کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

حضرت مدنیؒ کے دو خصوصی کمال

مولانا خیر محمد صاحب جالندھری جو مولانا تھانویؒ کے مخصوص خلفاء میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ:- حضرت تھانویؒ نے حضرت مدنیؒ کے متعلق میرے سامنے فرمایا کہ "ہمارے اکابر دیوبند کے بفضلِ تعالیٰ کچھ کچھ خصوصیات ہوتے ہیں۔ چنانچہ شیخ مدنیؒ کے دو خداداد خصوصی کمال ہیں جو ان میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ایک تو مجاہدہ جو کسی دوسرے میں اتنا نہیں، دوسرے تو واضع، چنانچہ سب کچھ ہونے کے باوجود (اپنے) آپ کو کچھ نہیں سمجھتے" (حیرت انگیز واقعات ص ۲۱۲) بحوالہ النعمۃ العتدال

مولانا عبد الجبار صاحب خلیفہ حضرت تھانویؒ قدس سرہ نے مولانا عبد الحمید صاحب پچھراوٹی خلیفہ حضرت تھانویؒ قدس سرہ سے کہا:-

"شیخ الاسلام سے اس درجہ اختلاف نہ رکھیں، کیونکہ میں نے مفتی محمد حسن صاحب امرتسری سے سنا ہے جو حضرت تھانویؒ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حال میں، میں نے ایک دو جواب مسائلِ سلوک میں پڑھے ہیں جن کی وجہ سے سابقہ اختلاف سے رجوع کر چکا ہوں۔ کیونکہ باطنی دنیا میں حضرت مدنیؒ کا مرتبہ اور مقام شہنشاہیت کا ہے۔ یہ سنکر مولانا عبد الحمید صاحب نے فرمایا کہ بھائی یہ تو میں نے کئی بار حضرت تھانویؒ سے سنا ہے کہ:-

"مجھ کو اپنی موت پر بھی نگر تھکا کہ بعد میں باطنی دنیا کی خدمت کرنے والا کون ہے مگر حضرت مدنیؒ کو دیکھ کر تسلی ہوئی کہ یہ دنیا ان سے زندہ رہے گی۔"

(اعاشیہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم، حیرت انگیز واقعات ص ۲۱۲) بحوالہ النعمۃ العتدال

مکتوب حضرت تھانویؒ بنام مولانا عبد الجبار صاحب پچھراوٹیؒ کو تحریر فرمایا:-

"کوئی مصنف دینی بدون ملاحظہ مولانا حسین احمد صاحب کے شائع نہ کیا جائے" حکیم الامت ص ۱۱ (بحوالہ النعمۃ العتدال)

ایضاً

ایک مرتبہ مولانا دریا بادی صاحب کو بھی تحریر فرمایا:-

"میں نے مدت ہوئی فیصلہ کر لیا ہے کہ جن احباب سے دوستی ہے، ان سے عقائد و احکام میں گفتگو نہ کروں گا، یا تو خیریت کی اطلاع و اسس نظام کا تقاضا رکھوں گا یا دعا کا یا معالجہ نفسیات کی تحقیق کا، اور ایسے احباب کی فہرست میں جناب کا اور مولانا عبد الجبار صاحب کا اور جناب سید سلیمان صاحب کا نام ذہن میں تجویز کیا ہے۔ ان دو صاحبوں کو بھی اس کی اطلاع دے چکا ہوں۔ ایسی تحقیقات کے لئے مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا انور صاحب کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اسی میں معلومت ہے۔" (حکیم الامت ص ۱۳۲) بحوالہ النعمۃ العتدال

ایضاً

ایک مرتبہ تحریر فرمایا:-

"معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب کا گزیریس کی شرکت کو فرض فرماتے ہیں۔ اس لئے خاص عقیدت رکھنے والوں پر لازم ہے کہ مولانا سے ایسے طریقہ سے کہ مولانا اصلی خیال ظاہر فرما دیں ضرور تحقیق کر لیں کہ مجھ جیسے تارکِ فرض سے ان صاحبوں کا ملنا ان کے قلبِ لطیف پر گراں قرار ہو گا کیونکہ گرائی کی صورت میں باطنی فیوض منقطع ہو جاتے ہیں، جو ضررِ عظیم ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ آیا وہ روایت گو ظاہر امتوا تر ہے صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح ہو اور ملنا گراں ہو تو چنانچہ روز کے لئے مجھ سے ملنا بند کر دینے سے کچھ ضرر نہیں۔"

(حکیم الامت ص ۱۱۲) بحوالہ النعمۃ العتدال

اس پر مولانا دریا بادیؒ تحریر فرماتے ہیں:-

مولانا عبد الجبار صاحب پچھراوٹیؒ کی تبصرہ

ظاہر ہے کہ اس وقت حکیم الامت کو مولانا مدنی رو سے شدید سیاسی اختلاف تھا۔ اس شدید اختلاف کے وقت وہ یہ نہیں کرتے کہ مولانا کے ایک متوس کا میلان اپنی طرف دیکھ کر اسے اور اپنے آپ کی کوشش کریں بلکہ جب وہ اس طرف بڑھتا ہے تو اور اٹل اسے روکتے ہیں اور باصرار بار بار روکتے ہیں کہ ادھر قدم اٹھانے سے شیخ کے قلب پر غبار آجائے گا اندیشہ ہے (حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ) (تکملة الاعتدال ص ۳۴)

حضرت مدنی رح کی شان میں نظم
۱۳۳۲ء میں حضرت شیخ الاسلام
قدس سرہ مدرسۃ الاصلاح سرگرم
(منبع اعظم گڑھ) تشریف لے گئے۔ جناب اقبال احمد خاں صاحب سہیل نے بطور خوش
آمدیہ ایک نظم کہی جس کو ایک خوش انھان طالب علم نے پڑھ کر سنایا، جس کا پہلا
شعر یہ ہے
اے سایات بال ہما خوش آمدی خوش آمدی
احلا و سہلا مرحبا خوش آمدی خوش آمدی
آخری شعر یہ ہے

از مقدمت دل شاد شد ویرانم آباد شد
اے بر لوقہ جہنم صد فدا خوش آمدی خوش آمدی
یہ پوری نظم دریا بادی صاحب نے حضرت حکیم الامت کی خدمت میں لکھ کر بھیجا،
حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے نظم ملاحظہ فرما کر تحریر فرمایا۔
"دانی نفیس ہے اور لطیف یہ ہے کہ سلیس ہے، گویا سہل متمتع ہے میں نے نقص
کرنے ہے" حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ (تکملة الاعتدال ص ۳۳)

مکتوب حضرت تھانوی بنام مولانا دریا بادی رح
ایک خط میں تحریر
فرماتے ہیں۔
"اور مولانا مدنی اکی تو اضع مجھ میں ہو ہی نہیں سکتی" حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ (تکملة الاعتدال ص ۳۳)

غور فرمائیں کہ حضرات شیخین قدس سرہما کا سیاسی شدید اختلاف کے باوجود
باہم کیا طرز عمل تھا۔ اور ایک نظر اپنے حالات پر بھی ڈالیں کہ کسی سے ذرا سا اختلاف
ہو جائے تو ہمارا طرز عمل کیا ہوتا ہے۔

خانقاہ کھانہ بھون میں حضرت مدنی رح کی امامت
میرے استاذ
محترم مولانا

محمد عبداللہ صاحب دامت برکاتہم مہاجر مدنی نے بیان کیا کہ حاجی صاحب تاولی والے
نے بیان کیا کہ میں کھانہ بھون حاضر تھا۔ حضرت مدنی رح تشریف لائے رات کو قیام
فرمایا۔ فجر میں حضرت تھانوی رح نے نماز پڑھانے کے لئے فرمایا۔ حضرت مدنی رح نے
جواب دیا کہ میرے نماز پڑھانے سے ہو سکتا ہے کچھ لوگوں کو تکلیف ہو۔ حضرت
نے فرمایا جن کی نماز نہ ہو وہ اپنی نماز کہیں دوسری مسجد میں جا کر پڑھ لیں گے مگر
نماز آپ ہی پڑھائیں گے۔ حضرت مدنی رح نے نماز پڑھائی، جمعہ کا روز تھا، پہلی رکعت
میں اتم تنزیل سجدہ دوسری میں سورہ دہر پڑھی۔ آیت سجدہ پر سجدہ کیا، بعض لوگ
رکوع میں چلے گئے اور جب سجدہ سے اٹھنے کی تجویز کی تو وہ رکوع سے اٹھ کر نماز کے بعد
پہی گوئیاں ہوئیں۔ بعض نے کہا نماز نہیں ہوئی۔ حضرت تھانوی رح نے فرمایا شاید اس
نماز کی برکت سے ہماری زندگی بھر کی نماز میں قبول ہو جائیں۔

حضرت مدنی رح اور علامہ انور شاہ کشمیری رح
دونوں حضرات میں سیاسی اختلاف
تھا اور علامہ میں حضرت شاہ

صاحب کشمیری رح کے دارالعلوم دیوبند سے علیمہ ہونے پر ہی حضرت مدنی رح کو ان
ہی کی جگہ مسند مشیخت و صدارت پر رکھا گیا جس سے ذہنی تکتہ رايک طبعی چیز
ہے مگر اس کے باوجود دونوں حضرات کا کیا طرز عمل تھا، ملاحظہ ہو۔

حضرت مدنی قدس سرہ کا دارالعلوم میں تقرر کے بعد آسام کا سفر ہوا۔ وہاں

خاص قسم کی چائے ہوتی ہے اس کو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے لئے خریدا اور اس کو وہیں سے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے پتہ پر ارسال کرنا چاہتے تھے مگر ذہول ہو گیا۔ سفر سے دیوبند واپس تشریف لے آئے اس وقت حضرت شاہ صاحب قدس سرہ ابواسیر کی شدت کے باعث ڈابھیل کے بجائے دیوبند دولت کدہ پر ہی تشریف فرما تھے۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ سے فراغت پر ڈولی میں حضرت شاہ صاحب اپنے گھر واپس ہوتے ہوئے حضرت مدنی روکے در دولت کے پاس سے گذرے۔ اشتیاق ملاقات کے باعث ڈولی رکھوائی۔ حضرت مدنی رو دیکھتے ہی اندر مکان میں تشریف لے گئے اور چائے کا بندل جس کو حضرت شاہ صاحب کے لئے آسام سے خریدا تھا لاکر پیش کیا اور دونوں اصحاب محبت و انسانیت کے ساتھ جس پوری وسعت قلبی سے ملے اور بلند نظری سے پیش آئے وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ ص ۲ سیرت شیخ الاسلام

حضرت مدنی اور مولانا عبداللہ صاحب فاروقی قدس سرہما

دونوں حضرات حضرت شیخ الہند نوراندرم قدس سرہ کے شاگرد ہیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ مولانا عبداللہ فاروقی راسن رسیدہ بزرگ تھے لاہور میں قیام تھا اس وقت حضرت مدنی روم کا مدینہ منورہ میں قیام تھا۔ مولانا عبداللہ صاحب حج کے لئے تشریف لائے اور حضرت مدنی روم کے مکان پر قیام فرمایا، آگے خود مولانا عبداللہ صاحب فاروقی روم کی زبانی سُنئے۔

ایک روز مسجد میں جاتے ہوئے میں نے مولانا مدنی صاحب کا جوتہ اٹھالیا مسجد سے واپس ہوتے میں دیکھتا ہوں مولانا حسین احمد صاحب میراجوتہ سر پر رکھے ہوئے جا رہے ہیں۔ میں پیچھے پیچھے بھاگا اور مولانا نے تیز قدم چلنا شروع

کر دیا۔ میں نے کوشش کی کہ جوتہ لے لوں مگر لینے نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ جوتا سر پر لٹکے رکھتے۔ فرمایا عہد کرو کہ آئندہ حسین احمد کا جوتا نہ اٹھاؤں گا۔ بجز عہد کوئی چارہ کار نہ پا کر میں نے عہد کر لیا تب جوتا سر پر سے اتار کر نیچے رکھا۔ سیرت شیخ الاسلام

مکتوب حضرت مدنی

مگر یہ سب ذائعبدیت کے ثمرات ہیں جو ان حضرات کا حال بن چکی تھی۔ حضرت مدنی قدس سرہ ایک صاحب کو تحریر فرماتے ہیں:-

«واللہ باللہ، ثم تا اللہ، میں اس قدر نالائقی و ناہنجار گنہگار و دنیا پرست سنگ دنیا اور بدکردار ہوں کہ اگر محض اپنے فضل و کرم سے اس غفار الذنوب اور ستار العیوب نے کام نہ لیا تو اشد الناس عذابا اور اخر الخاسرین میں ہونگا فلا الحمد علی علمہ و علی عفوہ بعد قدرتہ» سیرت شیخ الاسلام ص ۲۲

ایضاً

ایک بڑے انشاء پر داز عالم نے حضرت مدنی قدس سرہ سے نیئت کی درخواست کی، جواب میں تحریر فرمایا: «مجھ کو نہایت تعجب ہے کہ آپ جیسا تجربہ کار، صاحب علم و شعور ایسی غلطی میں پڑے۔ میرے محترم اصلاح نفس کے لئے کسی سنگ دنیا، نفس پرست، ناکارہ و نالائقی کے پاس جانا کیا معنی رکھتا ہے۔ پیاسا دریا کا قصد بے شک کرتا ہے مگر آتش کا قصد نہیں کرتا۔ درو دیوار سنگ و کھار کی طرف نظر نہیں اٹھاتا»

ایضاً

«میں حلفیہ کہتا ہوں اور میں سچا ہوں کہ میں اپنی روسیایا اور کاری سے خود شرمندہ اور نادام ہوں اور بسا اوقات روتا ہوں میری واقعی حالت اشخاص انسانیت سے بدتر ہونا درکنار ارذل حیوانات سے بھی بدتر ہے» (سیرت شیخ الاسلام ص ۲۳ بحوالہ مکتوبات ص ۱)

سیتارام شکل کا بیان

یہی وہ اخلاق تھے جن کو دیکھ کر جیل کا ساتھی سیتارام شکل پکار اٹھتا ہے۔

”میں اس بارگ میں آپ کے ساتھ نہ رہوں گا۔ آپ انسانیت، آدمیت اور شرافت کے ایسے مقام پر ہیں کہ اگر میں تھوڑے دنوں آپ کے ساتھ رہا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ مولانا (مدنی) نے فرمایا تم تو بہت دنوں سے مسلمان ہو، تم کیسا مسلمان ہو گئے۔

شکل صاحب کو برگ سے علیحدگی کا ڈر آیا تو جواب دیا، میں مولانا کو چھوڑ کر ہمیشہ میں بھی جانا پسند نہ کروں گا۔ ستر شیخ الاسلام ص ۲

حضرت شیخ الہند اور حضرت تھانوی قدس سرہما

”حضرت مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے استاد اور ہر لحاظ سے میرے بڑے تھے۔ مگر سیاسی تحریک میں شرکت سے متعلق میں نے مولانا سے اختلاف کیا مگر نہایت ادب کے ساتھ اور مولانا کو بھی میرے اس اختلاف سے ذرہ برابر ناگواری نہیں ہوئی۔ چنانچہ ایک بار مقرب معتقد نے میرے مجمع میں نمائندگی فرمائی۔ جب مولانا کو اس کی خبر پہنچی تو اظہارِ ناراضگی فرمایا۔ اور فرمایا وہیں جا کر اسی مجمع میں اپنے قول کو رد کرو اور اس مسئلہ میں کیا مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے۔ یہ محض میری رائے ہے ممکن ہے کہ اس کی رائے صحیح ہو؟

حضرت اقدس مفتی صاحب زید مجدہم نے یہ بھی سنایا کہ حضرت شیخ الہند کے سامنے حضرت تھانوی رحمہ کا ذکر آیا کہ وہ تحریکِ خلافت کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الہند نے دانتوں میں انگلی دبالی اور فرمایا ان کا ذکر مت کرو۔ وہ عالم ہیں وحی ہمارے پاس بھی نہیں آئی۔ ہو سکتا ہے ان کی رائے

صحیح ہو۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے سامنے حضرت تھانوی کا ذکر آیا۔ فرمایا وہ عالمانہ شان رکھتے ہیں خاموش رہو یعنی تم اس لائق نہیں کہ ان کے بارے میں کچھ ذکر کرو۔

حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی قدس سرہما

”اور مولانا سے تجاوز کر کے میں نے تو حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بعض مسائل میں اختلاف کیا اور اس اختلاف کا علم بھی مولانا کو میں نے کرا دیا، لیکن شفقت میں کبھی ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔ بلکہ جب میں والد صاحب مرحوم کی بینک کی رقم کے منافع کا حصہ ترک میں نہیں لایا اور ابی رائے حرمت کی اطلاع بھی کر دی تھی اور مولانا کے نزدیک اس میں تنگی نہ تھی تو مولوی محمد یحییٰ صاحب نے عرض کیا کہ پھر آپ اسے (یعنی مجھ سے) لے لینے کو کیوں نہیں فرما دیتے۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ سب جان اللہ ایک شخص اپنی ہمت سے تقویٰ اختیار کرنا چاہتا ہے، کیا میں اس کو تقویٰ سے روکوں۔ تو دیکھئے مولانا اس اختلاف سے ناراض تو کیا ہوئے اس کا نام تقویٰ قرار دیکر اُلٹے خوش تھے۔

عرض اگر اپنے بڑوں سے بھی اختلاف نیک نیتی کے ساتھ اور محض دین کے لئے ہو تو کچھ مضائقہ نہیں“ (آپ جی ص ۲۷۲ بحوالہ افاضات ص ۳۷۲)

حضرت تھانوی اور حضرت رائے پوری

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ سہارنپور قیام فرماتے تھے۔ تھانوی بھون اور دیوبند کا تذکرہ آگیا۔ سیاسی کشمکش خوب چل رہی تھی۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے فرمایا۔

آہ، فیض کی نہ یہاں کی نہ وہاں کی۔ معترض وہاں سے بھی محروم وہاں سے بھی محروم۔ ایک روز مجلس میں حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا، تھانہ بھون حاضری کے لئے جی تو چاہتا ہے مگر ہم لوگ گاؤندی آدمی ہیں بزرگوں کے آداب سے ناواقف ہیں۔ ڈر لگتا ہے کہ ہم سے حضرت کو تکلیف نہ پہنچے اس لئے حاضری کی ہمت نہیں ہوتی۔ کسی نے یہ جملہ تھانہ بھون جا کر نقل کر دیا۔ حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا! افسوس میں نے سفر ترک کر دیا ورنہ میں خود حاضر ہوتا۔ یہ جملہ حضرت تھانوی قدس سرہ کا ان صاحب بنے سہارن پور حضرت رائے پوری قدس سرہ اور حضرت دہلوی قدس سرہ سے جا کر نقل کر دیا۔ ان حضرات کا قیام ابھی سہارن پور ہی تھا۔ یہ جملہ شکر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ نے فرمایا۔ بس جی! اب تو ضرور چلیں گے۔ تکلیف پہنچے پہنچا کرے، تکلیف پہنچائے جانے نہیں رہے۔ اور تھوڑوں سے تو بڑوں کو تکلیف پہنچتی ہی ہے۔ ہم تو حضرت کے بچے ہیں۔ بچے تو کپڑوں پر پیشاب بھی کر دیتے ہیں، بڑے سب برداشت کرتے ہیں، ہمارا ارادہ تکلیف پہنچانے کا نہیں۔ حضرت رائے پوری قدس سرہ بھی تیار ہو گئے۔ اور دونوں حضرات تھانہ بھون تشریف لے گئے۔ وہاں پہلے سے کسی نے تشریف آوری کی اطلاع کر دی۔ حضرت تھانوی قدس سرہ کے یہاں مجلس کا وقت تھا۔ حضرت قدس سرہ کے یہاں نظام فاروقی تھا ارشاد فرمایا مجمع میں سے کوئی نہ اٹھے میں اٹھوں گا۔ سب کے اٹھنے سے خلفشار ہوتا ہے۔ میرا اٹھنا سب کا اٹھنا شمار ہو گا۔ چنانچہ سب مجمع بیٹھا رہا اور حضرت تھانوی قدس سرہ اٹھ کر دروازہ تک تشریف لائے سلام، مصافحہ، معائنہ فرمایا اور اپنی جگہ پر لا کر بٹھایا، گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا۔ میں رائے پور گیا ہوں وہاں آپ کا دیکھنا یا دہنیں پڑنا ایک ہی دفعہ حاضری ہوئی پھر قیامت ہی نہیں ہوئی۔ حضرت رائے پوری قدس سرہ نے

دریافت فرمایا کیا بات پیش آئی تھی جو دوبارہ تشریف نہیں لے گئے۔ فرمایا کہ مولانا گنگوہیؒ کے انتقال کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کو اپنا بزرگ سمجھتے ہوئے حاضر ہوا تھا مگر وہاں معاملہ میری حیثیت سے اونچا کیا گیا جس کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا۔ رات میں ایک وقت آنکھ کھلی۔ دیکھا کوئی صاحب لاکھٹی لئے چار پائی کے قریب کھڑے ہیں۔ غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا ہیں۔ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے۔ فرمایا یہاں کے لوگ بے سلیقہ ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی چار پائی کے قریب کو کوئی مجھے اور پیر کی آہٹ سے آنکھ کھل جائے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت بس میرا آنا تو ختم ہوا۔ مگر آپ کو وہاں دیکھنا یا دہنیں پڑتا۔ حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا۔ حضرت کو خیال ہو، ایک شخص کمری اور گھنٹا پہنے مہانوں کے ہاتھ دھلاتا، دسترخوان، کچھاتا، چار پائی بچھاتا آتا جاتا تھا۔ حضرت تھانوی قدس سرہ نے کچھ تامل کر کے فرمایا، یاد تو پڑتا ہے۔ اس ٹھیکے کا ایک جوان پنجابی تھا۔ حضرت رائے پوری قدس سرہ نے فرمایا یہ خادم وہی ہے۔ حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا، سچ ہے۔ ہر خدمت کردار محمدوم شہرہ اس کے بعد یہ حضرت رخصت ہونے لگے رخصت کرتے وقت حضرت تھانوی قدس سرہ بھی کھڑے ہو گئے کھڑے ہوئے حضرت رائے پوریؒ نے بغی میں ہاتھ دیکر سہارا دیا۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا آگے بھی خیال رکھنا، بھول نہ جانا۔ حضرت تھانوی قدس سرہ رخصت کرنے کے لئے اسٹیشن تک چلنا چاہتے تھے۔ حضرت رائے پوری قدس سرہ نے عرض کیا حضرت اللہ کے لئے یہ تکلیف نہ کریں، ہم کو یہیں سے رخصت فرمادیں۔ حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا بہت اچھا ساتھ نہیں گئے پھر گئے۔ تھوڑی دیر بعد خواجہ صاحب تشریف لائے ان سے فرمایا چلو خواجہ صاحب ایک بزرگ سے ملاقات کر اگر لاؤں اور ان کو لیکر اسٹیشن پر تشریف لائے اور فرمایا آپ حضرات کی وجہ سے نہیں آیا بلکہ ان کی وجہ سے آیا ہوں۔

حضرت رائے پوری قدس سرہ کا زہر دینے والے طبیب کے ساتھ سلوک

حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی
تذکرۃ الخلیل میں اعلیٰ حضرت نور
الندمہ قدس کے حالات میں تحریر
فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک نادان

طیب نے غلطی سے آپ کو زہر دیدیا۔ فوراً آپ کو فے ہو گئی اور مرض ترقی کر گیا۔ ڈاکٹری
تشخیص سے پتہ چلا کہ چند منٹ قے نہ ہوتی تو جانبری محال تھی۔ حضرت سے جس کو
ذرا بھی تعلق تھا وہ حکیم صاحب پر آنکھیں نکالتا اور ان کی صورت سے بیزار ہو گیا
مگر آپ کو حکیم صاحب کی ندامت اور اپنے غلام کی ان سے یہ وحشت ایک مستقل
تکلیف بن گئی کہ وہ بھی کتمان اور ضبط میں رہے جس کا اثر یہ تھا کہ حکیم صاحب تشریف
لائے تو آپ ان کو سبے الگ اپنے پاس چار پانی پر بٹھاتے اور کسی کی بھی دوا کا
استعمال ہو مگر حکیم صاحب سے مشورہ لیا کرتے جس سے ان کو یقین ہو جاتا کہ حضرت
میرے معالجہ کے معتقد اور میری صداقت اور مزاج شناسی کے معترف ہیں اور مخلص
غلام سے ایک مرتبہ نرم لہجہ میں اس طرح فرمایا کہ حکیم صاحب تو میرے محسن ہیں غلطی
تو ہر بشر کے ساتھ لگی ہوئی ہے مگر جو کچھ کیا وہ محبت و شفقت ہی کی نیت سے
کیا۔ ان کو کوئی نثر چھی نظر سے دیکھتا ہے تو میرے دل پر ایک برہمی لگتی ہے۔
فاعل مختار بجز مولائے کریم کے کوئی نہیں جو ہوا وہ اس کی مشیت سے ہوا، پھر
کسی کو کیا حق ہے کہ آلودہ زار کو سرزنش کرے۔ (آپ جی ملا ص ۲)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب
مہاجر مدنی قدس سرہ

صدر شگ ہے جس کے دیکھنے والے ابھی ہزاروں موجود ہیں کہ مختلف الخلیل علماء

اور جماعتوں سے وہ تعلقات تھے اور سب کا آنا جانا کہ حضرت شیخ قدس سرہ کا
مکان گویا مشترکہ پلیٹ فام تھا جس پر مختلف سمتوں میں جانے والی گاڑیاں اُترتی
تھیں اور اکابر دیوبند، رائے پوری، تھانہ بھون، دہلی، لکھنؤ، میرٹھ، مراد آباد،
کانگریسی ہوں یا لیگی، اترار ہوں یا مسلم مجلس مشاورت حضرت شیخ قدس سرہ
گو یا سب کے محبوب تھے اور حضرت شیخ قدس سرہ بھی سب کا پُر را احترام فرماتے
اور سب کے ساتھ محبت و عظمت کا تعلق رکھتے اور سب کو شیخ کے دوسرے
حضرات کے ساتھ تعلق کا بھی پورا علم تھا، مگر اس کے باوجود شیخ قدس سرہ کو سب
حضرات اپنا سمجھتے اور خود شیخ قدس سرہ بھی سب سے ایسا ہی قلبی تعلق رکھتے
جس کی تفصیل خود حضرت شیخ قدس سرہ کی زبانی آپ جی میں ملاحظہ فرماویں۔
اور اختلاف رائے کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ احترام و اکرام، تعظیم و تکریم
کا تعلق برقرار رکھنے کے سلسلہ میں، الاعتدال فی مراتب الرجال، رسالہ تصنیف
فرمایا جو دراصل اپنے ایک شاگرد کے سات سوالوں کا جواب ہے جس میں ہزار
احادیث اور مہبت سی آیات کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے جو اس موضوع پر منفرد
کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم نے اپنے اس رسالہ میں اسلئے بھر پور استفادہ کیا
ہے اور یہاں دو سوالوں کے جواب کی تلخیص پیش کی جا رہی ہے۔

حضرت تھانوی و حضرت مدنی

قدس سرہما کا اختلاف

پہلا سوال ہے کہ حضرت تھانوی اور حضرت
مدنی قدس سرہما میں مخلص اور اہل تشدد
بے کے باوجود اتنا شدید اختلاف
کیوں ہے کیا مخلصوں اور دینداروں

میں بھی ایسا اختلاف ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے؟

حضرت شیخ زید مجدہ تحریر فرماتے ہیں: مخلصین کی جماعت میں اختلاف کا

ہونا کوئی مستبعد اور دشوار چیز نہیں ہے۔ ہمیشہ سے اختلاف ہوتا چلا آ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ شوال میں حدیث کے اسباق کی بسم اللہ ہوتی ہے اور رجب میں تمت ہوتی ہے۔ ان دس ماہ میں اسباق کا کوئی دن بھی ایسا نہیں گذرتا جس میں کم از کم میں مرتبہ یہ کہنا نہ پڑتا ہو کہ اس مسئلہ میں فلاں امام کا یہ مذہب ہے اور فلاں کا یہ ہے۔ صحابہؓ کے یہ مذاہب ہیں، تابعین میں یہ اختلاف ہے۔ اگر آپس کا اختلاف ہی اخلاص کے منافی ہو گا تو ہمیں تو بڑی مشکل پیش آجائے گی کہ ان سب حضرات رضی اللہ عنہم ورحمہم اللہ تعالیٰ کو مخلصین کی جماعت سے خدا خواستہ نکالنا پڑ جائے گا۔ رہا شدید اختلاف ہونا تو میں تو کچھ شدید بھی نہیں سمجھتا۔ اتنا ہی تو ہے کہ ایک وقتی مسئلہ میں ایک حضرت کی رائے یہ ہے کہ لیک میں شرکت مسلمانوں کے لئے مفید ہے کانگریس میں منکر ہے۔ دوسرے حضرت کی رائے اس کے برعکس ہے۔ اب جو شخص خود اہل الرائے ہے حالات کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے، قواعد شرعیہ سے واقف ہے اس کو چاہیے کہ جس کو دیانہ حق پر سمجھتا ہے اس کو اختیار کرے جو خود اتنی سمجھ نہیں رکھتا اس کو چاہیے کہ ان دونوں حضرات کی خدمت میں حاضر ہو دو چار دن قیام کرے۔ یا اگر حالات سے پہلے سے واقف ہے تو پھر اس کی بھی ضرورت نہیں، جو نئے حضرت سے زیادہ عقیدت ہو ان کا اتباع کرے یا ہم اقتدی ہم اقتدی یتیم اس میں لڑائی کی کیا بات ہے۔ اور جھگڑا کیلئے۔ اور میں پوچھتا ہوں کہ آج ان کا بر کا اختلاف آجکی نظر میں شدید اختلاف کیوں ہے؟ کیا یہ اختلاف جنگ جلی سے بھی بڑھ گیا ہے جس میں دونوں طرف سے تلواریں چل رہی تھیں۔ تم ہی بتاؤ ان میں سے کون سے فریق کو مخلصوں کی جماعت سے نکال دو گے۔ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم گرامی آئے تو رضی اللہ عنہ کہنا ہے، خلیفہ برحق کہنا ہے، مرجع الاولیاء کہنا ہے۔ اور حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا کا نام آئے تو رضی اللہ عنہا کہنا ہے، اُمّ المؤمنین کہنا ہے۔ اور حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ لاڈلی بیوی کہنا ہے۔ اور اختلاف کا حال معلوم ہی ہے کہ جنگ جلی کا نام قیامت تک اس اختلاف کی یاد کو باقی رکھنے والا ہے سنو! چونکہ میں تم پر کافی حق سمجھتا ہوں اس لئے زور دار الفاظ میں کہتا ہوں کہ ان دونوں حضرات میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی دل میں کدورت نہ لانا۔ اگر خدا خواستہ ایسا کرو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے۔ ان حضرات کا کچھ نقصان نہیں ہو گا۔ مجھے تو بعض لوگوں پر رعب ہے وہ ان دونوں اکابر میں سے کسی کی نشان میں گستاخانہ غیبت اور بے ادبی کرتے ہیں بہت ہی تعجب ہوتا ہے اور ان اکابر پر رشک آتا ہے کہ یہ حضرات تو اپنے اپنے دینی علمی عملی کارناموں کے ساتھ جن کے ثمرات وہ شب و روز لوٹتے ہیں دوسروں کی نیکیاں بھی سمیٹ رہے ہیں اور یہ بے چارہ غصہ میں یوں کہہ رہا ہے کہ چونکہ مجھے تم پر غصہ بہت ہی آ رہا ہے اسلئے میری عمر بھر کی کمائی ہوئی نیکیاں بھی تمہیں لیتے جاؤ، کس قدر اپنے اوپر یہ شخص ظلم کرتا ہے کہ غصہ میں اپنی عمر بھر کی کمائی ہوئی نیکیاں ایسے لوگوں کو دے رہا ہے جن سے وہ خفا ہے اور خود فقیر بن رہا ہے اور مجرم بن رہا ہے مجھے تعجب ہوتا ہے کہ اللہ والوں کی تو غیبت کی جاتی ہے اور ان کو برا بھلا کہا جاتا ہے اور فساق کفار کی تفریض کی جاتی ہیں۔ حالانکہ حدیث میں وارد ہے اِذَا مَدَّحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْوَزَ لَدَا الْعَرُوسِ (مشکوٰۃ شریف) جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ ناراض ہوتے ہیں اور عرس تہرانے لگتا ہے۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی کی تعریف نہ کی جائے۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ پر ہے کہ کس شخص کی تعریف کس حد تک اور کن قواعد کے تحت میں جائز ہے اور کس حد تک ناجائز ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ اللہ والوں کو برا نہ کہا جائے، کسی کی خلاف

شرع تفریق نہ کی جائے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ کسی ایک جانب غلطی ہے تو کیا اس کا مقتضایہ ہے کہ ان کے سارے دینی کمالات سے انھیں چھوٹا کر دیا جائے۔ شریعت مطہرہ نے ہم لوگوں کو ایک ایک جڑ کا اور ایک ایک چیز کی تعلیم دی ہے۔ ہم لوگ باوجود دعائے مذہبیت کے اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور دوسری قومیں ان نثریں اصولوں پر عمل کر رہی ہیں اور بڑھ رہی ہیں۔ اور ہم لوگ اپنی مایہ گسار رہے ہیں اور نقصان اٹھا رہے ہیں۔

ہمارا طرز ہمارا طرز یہ ہے کہ ایک بات اپنے ذہن میں صحیح سمجھ لی، کیسی ہی معمولی سی بات ہو، کتنی ہی جڑ دی چیز ہو، پھر کسی کا مضمون کسی کی تقریر اس کے موافق دیکھ لی یا سُن لی تو اس کی تقریروں کے پُل باندھ دیئے جاتے ہیں اس کو سراہا جاتا ہے، اس کی جاوے جا حمایت کی جاتی ہے۔ اس میں جو خلافِ شرع واقعی باتیں ہوں ان کو معمولی سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ سخت چیز ہے۔ یعنی چاہیے تو یہ تھا کہ جو بات حق ہے اس کو حق کہا جائے جو غلط ہے اس کو غلط کہا جائے یا کم از کم سکوت کیا جائے۔ لیکن ہمارا عمل یہ ہے کہ اُس شخص کی حمایت میں ان شرعی امور ہی کو سرے سے لغو بتا دیا جاتا ہے جن کی وہ خلاف ورزی کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اسلام کے اہم ترین رُکن جس کو سیکڑوں احادیث میں کفر و اسلام کا امتیاز بتایا گیا ہے یعنی نماز اس کے متعلق بھی ایسے الفاظ ہماری زبان و قلم سے نکلتے ہیں جن کی نقل سے بھی کوفت ہے۔ محض اس وجہ سے کہ ہمارا مروج نماز نہیں پڑھتا نماز کے ساتھ استحقاق کا برتاؤ کیا جاتا ہے اس کا مضحکہ اُڑایا جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل اگر کسی کی کوئی معمولی سی بات اپنی رائے کے خلاف سُن لی یا دیکھ لی تو اس کا ہر فعل عیب ہے جو واقعی خوبیاں اس میں ہیں وہ بھی سراسر مذمت کے قابل سمجھی جاتی ہیں، حالانکہ

شرع اور عقل و فہم کے نزدیک ہر چیز کا ایک رُتبہ ہے جس سے نہ گھٹنا چاہیے نہ بڑھانا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے اَنْزِلُوا النَّاسَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَكَذَلِكَ يَجْمَعُ بَرُوْدًا مَسْلُومًا وَابِ دَاوُدَ عَنْ عَاشِثَةَ رَمَ وَرَ قَتْلَ لَكَا بِالصَّحَّةِ۔ لوگوں کو ان کے مرتبہ میں رکھا کرو (یعنی نہ مرتبہ سے بڑھاؤ نہ گھٹاؤ) لیکن ہم لوگوں کا عام برتاؤ آج کل یہ ہے کہ ہر چیز میں افراط و تفریط ہے، اعتدال کا ذکر ہی نہیں۔

اہل حق میں اختلاف اور اس کی وجہ علاوہ ازیں اگر میں مان بھی لوں کہ ان حضرات میں شدید اختلاف تھا کہ ان حضرات میں شدید اختلاف ہے تو یہ بھی سمجھ لینے کی بات ہے کہ اہل حق میں شدید اختلاف کا ہو جانا نہ منقصت ہے نہ شریعت کے خلاف بلکہ جب کسی امر میں اہل حق کے نزدیک اختلاف ہوگا تو جس درجہ کا وہ امر اور وہ اختلاف ہوگا اُسی درجہ کی اس میں شدت بھی ہوگی۔ مثال کے طور پر سمجھو کہ ایک امر کو کوئی شخص فرض سمجھتا ہے دوسرا حرام کہتا ہے۔ یا ایک شخص واجب سمجھتا ہے دوسرا مکروہ تحریمی، تو اس میں آپس میں مخالفت منازعت تردید ضروری ہے۔ یہی چیز ہے جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپس میں قتال تک پر مجبور کیا۔ ابو داؤد شریف میں ایک حدیث ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ورتو واجب ہے۔ دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ جن کی تحقیق اس کے خلاف تھی وہ فرماتے ہیں کذب (جھوٹ بولا) گو علماء اس ارشاد کی صحابی کی شان میں ہونے کی وجہ سے توجہ فرماتے ہیں۔ لیکن ظاہر الفاظ یہی ہیں۔ اس لئے اگر امر حق کی تحقیق میں کوئی لفظ سخت نکل جائے تو اس کی توجہ ہم کو بھی تو کرنا چاہیے۔ حدیث کی کتابوں میں سیکڑوں نظریں اس کی ملیں گی اور یہ حضرات اپنے اس زور شور میں اس لئے معذور ہیں کہ ان کے پیشِ نظر اَلَا لَا يَمْنَعُ رَجُلًا هَيْبَةُ النَّاسِ

اَنْ يَقُولَ بِحَقِّ اِذَا عَلِمَهُ كَذَا فَيَجْعَلُ الْفَوَائِدَ بِرَوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ
 ابْنِ سَعِيدٍ مَرْفُوعًا جَيْسَ ارشادات کثرت موجود ہیں۔ تو جملہ یہ خبر دار!
 کسی شخص کو امر حق کہنے سے لوگوں کی ہیبت نہ روکے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ
 اس حدیث کو نقل فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا کہ ہیبت سے امور ہم نے دیکھے
 اور ہیبت ہمارے لئے مانع ہو گئی۔

نیز مشہور حدیث ہے مَنْ رَأَى مِنْكَ مُتَكَبِّرًا فَلْيُعَيِّرْ بِسَيِّئِهِ فَإِنَّ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنَّ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ إِلَّا يَهَانُ جو شخص کوئی ناجائز چیز دیکھے اس کو ہاتھ سے بند کر دے، ہاتھ سے نہ کر سکے تو زبان سے بند کر دے زبان سے بھی نہ کر سکے تو (کم از کم) دل سے تو اس پر نکیر کرے اور یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ اس قسم کی اور بہت سی تفصیلات ہیں جن میں سے بعض میں اپنے رسالہ تبلیغ میں ذکر کر چکا ہوں۔ یہ ارشادات ان حضرات کو مجبور کرتے ہیں کہ جس چیز کو حق سمجھتے ہیں اور جس درجہ کا حق سمجھتے ہیں اس کو اصرار سے بیان فرمائیں اور متابع کریں اور اس کے خلاف پر نکیر کریں اور شدت سے کریں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ نکیر کرنے والا اس کا اہل ہو کہ نکیر کر سکے۔ ہر شخص اس کا اہل نہیں ہوتا اس میں نہ تشویش کی کوئی وجہ ہے نہ کوفت کی۔

اہل حق کے اتفاق کی صورت

اہل حق کے اتفاق کی صورت البتہ یہ میرا بھی دل چاہتا ہے اور تمنا و دعا ہے کہ مسلمان خصوصاً اپنے اکابر ایک نظریہ پر متفق ہو جائیں اگرچہ اس میں تنگی ضرور ہو جائے گی کہ اختلاف کی وسعت جاتی رہے گی لیکن اور بہت سی مضر فوائد سے خلاص بھی ہو جائے گی مگر اس کی صورت نہ یہ ہے کہ ہر فریق دوسرے کے اکابر کو سب و شتم کرے، نہ یہ ہے کہ ان کے غیر واقعی عیوب پھیلانے کہ اس میں نیکی برباد و گناہ لازم بجائے

نفع کے صرفہ نقصان ہے جو لوگ اس میں مبتلا ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات پر بھی غور کریں لیسَ الْمُؤْمِنُ بَطْعَانٌ وَلَا نَعَابٌ وَلَا فُجَاءٌ وَلَا تَبَازٍ۔ دوسری حدیث میں ہے سَبَابُ الْمُسْلِمِ ضَرْفٌ وَقِتَالُهُ كَضَرْفٍ ایک حدیث میں ہے يَا مَعْشَرَ مَنْ اسْلَمَ بَلْسَانُهُ وَلَمْ يُفِضْ الْإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ لَا تَوَدُّوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَغَارَوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْنَهُمْ فَإِنَّ مِنْ يَتَّبِعْ عَوْنَهُ أَجْبِهِ الْمُسْلِمَ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْنَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهَ عَوْنَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفٍ رَحْلِهِ۔

بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ سمجھدار اور پکے لوگ جو حالات سے کبھی واقف ہوں اور اہل علم بھی ہوں کہ ہر بات کا شرعی درجہ سمجھ سکیں۔ متقی مزاج بھی ہوں۔ جائیں طویل تاویل گفتگو کریں۔ مفصل اور پکے صحیح حالات سنائیں اور ان کی سنیں انشاء اللہ کسی وقت میں اختلاف رفع ہو جائے گا اور جو یہ نہ کر سکتے ہوں وہ ان کو معذور سمجھیں اور اپنی تفصیر پر میری طرح انہوں کو سہی کر لیں۔ لیکن کیا یہ عام مومنوں کو بھی جائز نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

ملہ مومن نہ تو طعنے باز ہوتا ہے نہ لعنت باز نہ فتنہ گو ہوتا ہے نہ بدگو۔
مکے مومن کو کلمی دینا منق ہے اور اس کو قتل کر ڈالنا کفر کی بات ہے۔
مے اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام کے مدعی ہو اور تمہارے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا ہے
تم وگ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچایا کرو اور ان کو عار نہ دلایا کرو اور ان کے عیوب
کے درپے نہ ہوا کرو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے درپے رہتا ہے اللہ
تعالیٰ شانہ اس کے عیوب کے درپے ہو جاتے ہیں اور اللہ جل جلالہ جس کے عیب کے
درپے ہو جائیں اس کو پردہ کے اندر بھی رسوا فرما دیتے ہیں۔

صحیح حدیث کو ابھی نقل کیا گیا ہے سبب المسلم منقہ مومن کو گالیاں دینا منقہ ہے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن مسعود، ابو ہریرہ، سعد، عبداللہ بن مغفل، عمرو بن النعمان اور جابر رضی اللہ عنہم اجماع الصغیر کا تے جلیل القدر اور اکابر صحابہ نقل کیا ہے، چہ جائیکہ اولیاء اللہ کو گالیاں دینا، بڑا بھلا کہنا کہ اس میں اپنا ہی کچھ بگاڑنا ہے کسی کا کیا نقصان ہے۔

حضرت تھانویؒ و حضرت مدنیؒ قدس سرہما دونوں میں سے حق پر کون ہے؟

سائل کا دوسرا سوال یہ تھا کہ ان دونوں حضرات (حضرت تھانویؒ و حضرت مدنیؒ قدس سرہما) میں کون حق پر ہے اور ان مسائل میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس کے جواب میں حضرت شیخ زید مجدہؒ تحریر فرماتے ہیں:-

میں نے خیال میں تمہارا یہ سوال اس قدر مہمل ہے کہ جواب کے قابل بھی نہ تھا۔ اللہ کے بندے اتنا تو سوچا ہوتا کہ ان حضرات کا علم و فضل، زہد و تقویٰ، دیانت و تجر، اللہ کا خوف، اللہ سے تعلق، دینی اشتغال، دینی تعلق کو کسی چیز کی ہے جس کے پاسنگ میں بھی میں اپنے کو رکھوں، ایسی صورت میں میرے منہ یا میرے قلم میں یہ طاقت ہے کہ ان اکابر میں محاکمہ کروں۔

سنو! دو آدمیوں کے درمیان محاکمہ جب ہی ہو سکتا ہے جب محاکمہ کرنے والا ان میں محاکمہ کرنے کی پوری اہلیت رکھتا ہو اور پھر دونوں کی پوری سنے اور سننے کے بعد ان کے کلام کا وزن دیکھے، ہر ایک کے اشکالات کا دوسرے سے جواب مانگے اور پھر جواب الجواب اور اس ساری تحقیقات کے بعد پھر دیکھے کہ کس کی بات وزنی ہے پھر کوئی رائے قائم کر سکتا ہے۔ اب تم خود اندازہ کر لو کہ اول تو میری حیثیت ہرگز ایسی نہیں کہ ان حضرات سے مساویانہ گفتگو کر سکوں اور اگر

بفرض محال ان کے اخلاق کریمانہ کے پیش نظر ایسا ہو بھی جائے تو پھر کیا میری یہ بھی حیثیت ہے کہ میں اس میں توازن قائم کروں۔ میری حیثیت یہ ہے کہ میری پختہ رائے کے بعد بھی اگر یہ حضرات کسی بات کو فرمادیں کہ یہ غلط ہے تو مجھے اس کو قبول کرنا چاہیے، چہ جائے کہ اس پر نقد و تبصرہ۔ مجھے حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو پڑھ نہ لکھے نام محمد فاضل۔ دو اخبار پڑھ لئے یا ایک مہلی مضمون کسی اخبار میں لکھ دیا اور ان لوگوں پر تنقید شروع کر دیتے ہیں جو علوم کے سمندر پرے ہوئے ہیں، ہمیشہ یا در کھو کسی پر تنقید کرنے اور رد کرنے کے واسطے اس کی بات کی حقیقت اس کے دلائل کی قوت معلوم ہونا ضروری ہے۔ یہ انتہائی حماقت ہے کہ بغیر بات سمجھ اناپ شناب ہانکنا شروع کر دے۔ ہم لوگوں کی مثال اس بندر کی سی ہے کہ ایک ادراک کی گرہ کہیں سے اٹھالی اور اپنے آپ کو پٹاری سمجھنے لگے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت میں اعجاب کل ذی رأی برآئید بھی ارشاد فرمایا ہے (ہر ذی رائے کا اپنی رائے کو سب سے اچھا سمجھنا) جس کا آج کل ظہور علی الوجہ الائم ہو رہا ہے۔ ہر شخص ہی سمجھتا ہے، بچوں دیکرے نیست کہ جو میری سمجھ میں آگیا ہے وہ ہی حق ہے چاہے کوفہ بڑا کچھ کہے یا چھوٹا عالم کہے یا مدبر۔

حضرت تھانویؒ قدس سرہ

غور تو کرو کہ حضرت اقدس حکیم الامتہ ادا اللہ ظلال

بر کا تہم سنہ ۱۳۰ھ میں فارغ التحصیل عالم فاضل ہوئے اس کے بعد سے آج ۱۳۵ھ تک درس و تدریس قال اللہ قال الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) استفادہ، افادہ باطنی میں انہماک، یہ نصف صدی سے زیادہ زمانہ فقہ اور اصول، قرآن و حدیث کے غور و خوض اور افہام و تفہیم میں گزر گیا جس مبارک سستی کا اتنا وسیع وقت

علوم کے تدبیر میں گذرا ہونکات قرآن اور دقائق فقہیہ میں اتنی مدت گزری ہو اس کی نظر ایسی چیز ہے جس کو بے دھڑک ہر آدمی لغو اور غلط کہہ دے۔

حضرت مکنی قدس سرہ | اسی طرح امیر الہند حضرت مدنی ۱۶۷ھ میں فارغ التحصیل ہوئے

اور آج تک کا سارا زمانہ درس و تدریس، استفادہ اور افادہ باطنی میں گذرا سالہا سال حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ جیسے محقق و متبحر کے زیر سایہ علوم ظاہریہ و باطنیہ میں مہارت حاصل کی اور پھر عمر کا اکثر حصہ سیاسی مناظر اور قید و بند، ہندو بیرون ہند کے تجربات میں گذرا، کیا یہ ہستیاں ایسی ہیں کہ ہر کہ و مران کی دقیق نظروں کا مقابلہ کرنے لگے اور بے دھڑک ان پر رے زنی شروع کر دے اور پھر بالخصوص مجھ جیسا کوتاہ فطر جو ابھی طفل مکتب ہوا اور کے آمدی کے پیرشدی کا مصداق ہو۔ میں تو ان حضرات اکابر کے نام استبہارات اور اخبارات میں کھلے خط دیکھتا ہوں جو حیرت ہو جاتا ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوگی عالم میں کیسا انقلاب رونما ہو گیا ہے اکابر کا احترام بالکل جاتا رہا۔ پھر اگر اہل علم اپنے علم کی روشنی میں ان کے خلاف کوئی بات کہیں تب بھی ایک درجہ میں غمگین ہو سکتی ہے۔ مگر وہ اہل قلم جن کا منہائے علم ایک اخبار کا مضمون لکھ دینا ہے یا ایک شتمہ تقریر کر دینا ہے ایسے بے جا الفاظ سے رد کرتے ہیں جو اپنے سے چھوٹوں کے لئے بھی استعمال کرنا ناموزوں ہے۔ ان باتوں کو دیکھ کر میرے استعجاب کی انتہا نہیں رہتی۔

ایک نصیحت | میری ایک نصیحت بہت غور سے سُنو۔ ہمیشہ ایسی چیزوں پر لب کشائی کرو جس کے پورے مال و ماعلیہ پر عبور ہو۔ دو شخصوں کے درمیان محاکمہ جب ہی ممکن ہو سکتا ہے جب ان دونوں کے

پورے دلائل پر عبور ہو۔ البتہ کسی شرعی منصوص کے خلاف کوئی چیز ہو تو اس میں کسی کی بھی رعایت نہیں کہ افتدرا اس کے رسول کے خلاف کوئی قول معتبر نہیں۔ بلکہ فقہاء سلف کے منصوص اقوال کے خلاف بھی مقلد کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن جہاں مسئلہ استنباط سے تعلق رکھتا ہو منصوص شرعی ہر ایک کے ساتھ ہوں وہاں جلدی سے دخل در معقولات کر کے فوراً محاکمہ کر دینا حماقت ہے میں تم کو بڑے زور سے روکتا ہوں کہ اہل حق پر انکار کرنے میں کبھی بھی جلدی نہ کرنا۔ بہت غور و فکر اور تدبیر کے بعد لب کشائی کرنا۔ جہاں تک ممکن ہو اس سے گریز کرنا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا فیصلہ | حضرت عمر بن عبدالعزیز

رضی اللہ عنہ، جن کو عمر ثانی کہا جاتا ہے انھوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس کی لڑائی میں کس قدر بہترین فیصلہ کیا۔ تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللَّهُ أَيْدِيَنَا مِنْهَا فَلَا نُنَوِّتُ الْإِسْتِثْنَاءَ. ان دونوں سے اللہ جن شانائے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا تو پھر ہم اپنی زبان کو کیوں ان سے آلودہ کریں۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان اعلیٰ وارفع ہے دوسروں کو ان پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے تو میں کہوں گا کہ وہاں لب کشائی سے بچنے والے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہیں جو جلیل القدر تابعی ہیں۔ (الاعتدال)

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کا اپنے اکابر، ہمعصر، تلامذہ کے ساتھ طرز عمل اور اختلاف رائے کے باوجود الفت و محبت، تعظیم و تکریم و کجی ہو تو آپ بیٹی ملاحظہ فرمائیں اور اصولی بحث الاعتدال میں دیکھیں یہاں بھی نمونہ کے طور پر بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مظاہر علوم کے ایک مدرس اور حضرت شیخ قدس سرہ

مدرسہ مظاہر علوم میں ایک صاحب مدرس تھے
اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ سے سخت
اختلاف رکھتے۔ آنے والے مہانوں کے
سامنے بُرائی کرتے۔ رمضان میں مہانوں

کا بڑا ہجوم ہوتا کہ دنیا بھر کے کونے کونے سے طالبین رمضان گزارنے حضرت
شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیضیاب ہوتے
اس دور میں اتنا رجوع دوسری جگہ دیکھنے میں نہیں آیا مگر وہ صاحب کہا کرتے
عُرس ہو رہا ہے۔ کہیں مُردہ پیروں کا عرس ہوتا ہے یہاں زندہ پیر کا
عرس ہو رہا ہے۔ اور بھی طرح طرح کے کلمات مہانوں کے سامنے کہتے
حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کو بھی اس کا علم ہوتا مگر حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کبھی
کوئی جملہ ارشاد نہ فرماتے بلکہ جب تجا سے تشریف لاتے پہلے ان کے مکان پر جا کر ان سے
ملاقات فرماتے اور معاف فرماتے جب تشریف لے جاتے تب بھی ان کے مکان پر جا کر
ملاقات و معاف فرما کر تشریف لے جاتے۔

حافظ عبدالعزیز صاحب مدظلہ کا
حضرت شیخ قدس سرہ کو ڈانڈنا
دیوبند میں حضرت مولانا سید
اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم
کی ہمیشہ کی شادی میں شرکت
فرمائی۔ حافظ عبدالعزیز صاحب

زید مجدہم خلیفہ حضرت مائے پوری قدس سرہ نے نکاح پڑھایا۔ نکاح کے بعد
حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ نے چھوڑے لٹائے اور مٹھی بھر بھر
کر یہ کہہ کر لوگوں کی طرف پھینکے کہ اپنی آنکھ اور چشموں کو بچاؤ۔ اس پر حافظ
صاحب موصوف بہت خفا ہوئے اور تمام مجمع کے سامنے حضرت شیخ نور اللہ

مرقدہ کو بہت ڈانٹا کہ علماء کے یہاں بھی ایسا ہو گا تو عوام کا کیا حال ہو گا۔ حضرت
شیخ قدس سرہ خاموشی کے ساتھ سب سنتے رہے۔ جب حافظ صاحب خوب
ڈانٹ چکے تو فرمایا۔ میں نے اپنے اکابر کے یہاں دونوں طریق دیکھے ہیں۔ لٹانا
بھی اور تقسیم کرنا بھی۔ مجھے کسی ایک طریق پر اصرار نہیں، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ
خفا ہوں گے تو میں لٹانے کو اختیار نہ کرتا۔ حافظ صاحب نے فرمایا۔ آپ نے
اتنا موقع ہی کہاں دیا کہ میں منع کرتا۔ نکاح ہوتے ہی آپ نے پھینکنے شروع
کر دیے۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ بعد میں حضرت
مولانا فخر الدین صاحب قدس سرہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے حضرت
مضقی صاحب زید مجدہم سے دریافت فرمایا کہ کیا اس طرح چھوڑے لٹانا
ثابت ہے۔ حضرت مضقی صاحب زید مجدہم نے جواب دیا جی ہاں ثابت ہے
بہت ہی میں روایت موجود ہے۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ اپنا ایک معمول تحریر فرماتے ہیں
میرا عمو ماچھ مینے آٹھ مینے میں ایک شب کے لئے کاندھلہ جانا ہوا
کرتا تھا۔ کاندھلہ کے رؤسار میں جملہ قصبائی شرفار کی طرح ہمیشہ پارٹی
بازی زوروں پر رہتی، بالخصوص الیکشن کی مصیبت سے ہر موقع پر جا کر سن
لیا کرتے تھے کہ آج کل فلاں فلاں میں چل رہی ہے، ہم بھی تفریحا آپس کی
لڑائیاں سن آیا کرتے۔ مگر میرا اور چچا جان نور اللہ مرقدہ کا ہمیشہ یہ معمول
رہا کہ اپنی ایک شبانہ حاضری میں جملہ اعزہ کے گھروں پر جا کر ان سے ایک ایک
دود و منٹ کے لئے ضرور ملتے تھے۔ اکثر اعزہ اس پر خفا بھی ہوتے تھے۔
زبان سے تو وہ یہ کہنے کہ ذرا سادقت ہوتا ہے وہ بھی سب پھرنے میں خرچ
ہو جاتا ہے اور اندر خاندان کو غصہ اس پر ہوتا کہ جب ہماری لڑائی ہے تو

پھر یہ کیوں ملتے ہیں مگر میرے اور چچا جان کے طرز معاشرت کو دیکھ کر اس غتاب کو علی الاعلان کہنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ تقریباً آٹھ ماہ بعد میرا کاندھلہ جانا ہوا اور اپنی عادت کے موافق سب گھروں کو چکر لگایا۔ میرے محترم عزیز برادر معظم ماسٹر محمود احسن کاندھلوی اس وقت کاندھلہ میں تھے میرے ساتھ وہ بھی بادل ناخواستہ میری خاطر میں مٹر گشت میں چل دیے۔ جب میں اپنے ان عزیز کے پاس گیا جن کے اُموں کا قصبہ اوپر آیا۔ میں نے جا کر سلام کیا انھوں نے منہ پھیر لیا۔ میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ مرحوم نے ہاتھ کھینچ لیا۔ بھائی محمود کا اس وقت غصہ کے مارے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ میں نے ایک مونڈھا کھینچا اور ان عزیز کے قریب دو منٹ بیٹھ کر چلا آیا۔ انھوں نے میری طرف منہ نہیں کیا جب وہاں سے واپس آ رہا تھا راستہ میں بھائی محمود نے کہا بے غیرت بے حیا پھر بھی ان کے یہاں آؤ گے گا۔ میں نے کہا ضرور آؤں گا۔ یہ ان کا فعل تھا جو انھوں نے کیا وہ میرا فعل ہو گا جو میں کروں گا۔ ہمیں حدیث پاک میں **مَنْ مِّنْ تَغْلُکَ** کا حکم دیا گیا ہے۔

اس واقعہ کو لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:-

ان مرحوم کے ساتھ قصبہ تو کئی پیش آئے مگر مالک کا ایک عجیب احسان یہ بھی رہا کہ جس جس سے ابتداء لڑائی رہی اُسی اُسی سے انتہاء وہ تعلقات بڑھے کہ باید و شاید یہ مرحوم عمر میں مجھ سے بڑے تھے اخیر میں انکا براہِ راز رہا کہ تجھ سے ہی بیعت ہوں گا اور تیرے ہی پاس پڑا کروں گا۔ اتنا بڑھا کہ حد و حساب نہیں۔ بار بار خطوط لکھتے، آدمی بھیجتے، میں نے کئی دفعہ ان کو لکھا کہ میرے دو بزرگ حضرت مدنی حضرت رائے پوری حیات ہیں۔ سیاسی حیثیت سے حضرت مدنی سے آپ کے خصوصی تعلقات بھی ہیں۔

ان دونوں میں سے جو نے کو آپ پسند کریں میں بیعت کے لئے خود لے کر چلوں۔ بیعت کراؤں۔ مگر موصوف نے ایک مان کر نہ دی اور اسی پر اصرار کرتے رہے کہ بیعت تو تجھ سے ہی ہونا ہے۔ اس سیاہ کار کے ساتھ جس جس کا تعلق ابتداء نفرت کا ہوا انتہاء عشق و محبت پر جا کر ختم ہوا۔ (آپ بین ۲۳ ص ۲۳)

اپنے اقوال و افعال کی نگرانی حضرت شیخ الحدیث نور اللہ قادری تحریر فرماتے ہیں:-

اس نابکار کا بھی اپنی ابتدائی مدرسہ ۱۳۳۵ھ سے اولاً مولانا عبدالرحمن صاحب ابن صدر مدرس مظاہر علوم اور ان کے بعد میرے محترم دوست قاری سعید مرحوم کے ساتھ یہ معمول اور میری تاکید رہی کہ اس سیاہ کار کے اقوال و افعال کی نگرانی تمہارے ذمہ ہے۔ ان دونوں دوستوں کو اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر دے کہ یہ ہمیشہ میری بہت ہی نگرانی فرماتے رہے۔ اس زمانہ میں چونکہ اس نابکار پر غصہ اور جوش کا دور دورہ تھا اور یہی دونوں حضرات بلکہ بعض دیگر اکابر بھی مجھے اس پر اُبھارتے رہتے تھے کہ ان خواص پر چاہے رؤسار ہوں چاہے اکابر مدرسہ میرے حضرت قدس سرہ حضرت ناظم صاحب کے اعزہ اقارب ہوں ان پر نکیر تو ہی کر سکتا ہے ہم لوگوں کے بس کا نہیں۔ یہ کم ظرف ان فقیروں سے اور بھی بچوں جاتا اور بہت سختی ان خواص کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ اگرچہ میرا معمول ہمیشہ یہ رہا کہ جس پر سختی کرتا کسی دوسرے وقت اس کی تلافی بھی کر دیتا تھی کہ اس وقت میں بعض طلبہ کے یہ فقرے بھی میرے کان میں پڑتے رہتے تھے کہ شیخ نے بہت دنوں سے کچھ مرقت نہیں کی۔ یہاں چائے پینے کے واسطے پیسے نہیں ہے

اس کے باوجود جن طلبہ کے متعلق یہ دونوں حضرات اپنے اپنے وقت میں یہ کہہ دیتے کہ فلاں کو سزا جرم سے زیادہ ملی میں اس کی تلافی کا بہت اہتمام کیا کرتا تھا اور بے تکلف معافی مانگ لیتا تھا۔ ان دونوں حضرات کے بعد بھی موجودہ احباب سے بھی درخواست کرتا رہتا ہوں۔ مگر یہ حضرات ان دونوں جیسی نگرانی اس سبب کار کی نہیں کرتے۔

تصانیف کے بارے میں معمول اپنی تصنیفات کے سلسلہ میں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ

اپنا معمول تحریر فرماتے ہیں :-

اس ناکارہ کا معمول اپنی جملہ تصانیف عربی اور اردو میں بھی ہمیشہ ہی رہا کہ ان دونوں اکابر کی زندگی میں تو بڑے اہتمام سے دونوں کو ہر چیز دیکھاتا تھا اور دونوں حضرات بڑی فراخ دلی سے میرے مسودوں کے صفحے کے صفحے قلمزد کر دیتے تھے۔ میں قرآن و حدیث سے دلائل بھی پیش کرتا ہوں مگر ان کا آخری جواب یہ ہوتا تھا کہ مضمون تو صحیح ہے مگر عوام کے قابل نہیں۔ فقہار کے قول *هَذَا مِمَّا يُكَلِّمُ وَلَا يُفْتَى* کی آڑے کر قلمزد کر دیتے تھے۔ اب تو وہ جوش و خروش رہے اور نہ لکھنے پڑھنے کا سلسلہ رہا۔ پھر بھی جو کچھ تھوڑا بہت ہوتا ہے وہ موجودہ احباب کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ اور ہمیشہ بہت اہتمام سے رمضان میں اور حرمین شریفین میں اس کی دعا کرتا رہتا ہوں جس کی سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علمی تعلیم فرمائی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ابوداؤد شریف میں نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی پر ناراض ہوتے تو ناراضگی میں کچھ الفاظ فرما دیا کرتے تھے۔ لیکن

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ میری امت میں سے جس شخص کو میں نے غصہ میں گالی دی ہو یا لعنت کی ہو وہ میں بھی بشر ہوں۔ جب لوگوں کو غصہ آتا ہے مجھے بھی کسی وقت غصہ آجاتا ہے۔ یا اللہ تو میری سماعت کلامی کو ان لوگوں کے لئے رحمت بنا دیجیے۔ ابوداؤد میں اس حدیث کے ساتھ ایک قصہ بھی لکھا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر غصہ میں کوئی لفظ یا کچھ زیادتی کسی پر ہو جائے اولاً اس کو معاف کرانے کی کوشش کی جائے اور ثانیاً اُس کے لئے دعا اتنی کثرت سے کی جائے کہ قیامت کے دن جب اس کو اس زیادتی کے اجر و ثواب اور دعاؤں کا حال معلوم ہو تو وہ بجائے مطالبہ کرنے کے خود یہ تمنا کرنے لگے کہ بس سے زیادہ پڑتی تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ (آپ جی ص ۲۹۹)

حضرت مدنی اور حضرت اپوری اور حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ

تینوں حضرات کا انتہا درجہ شفقت و محبت کا تعلق دیکھنا ہو تو آپ جی دیکھیں اس میں تفصیل موجود ہے یہاں

تو حضرت مدنی رحمہ کے ایک مکتوب کا ایک حصہ نقل کرنا ہے۔ مولانا بایزید صاحب افریقی مجاز حضرت مدنی نے حضرت مدنی رحمہ کو ہدیہ بھیجا۔ اس کے جواب میں حضرت مدنی رحمہ نے تحریر فرمایا۔ آپ کا ان نقود کو اپنی طرف سے اور اپنی بڑی ہمشیرہ عائشہ بی بی کی طرف سے پیش کرنا سراسر علق اور انصاف کے خلاف ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میری تنخواہ مبلغ للمانسہ روپیہ ما ہوا رہے۔ اتنی بڑی تنخواہ کسی دینی مدرس کی ہندوستان بھر میں کہیں نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ میں دینیات

بالخصوص علم حدیث اتنی بڑی تنخواہ لے کر پڑھا رہا ہوں۔ تنخواہ لے کر مولانا احمد علی صاحب مرحوم محدث سہارنپوری مولانا گنگوہی مرحوم، شاہ عبدالغنی صاحب، شاہ محمد اسحاق صاحب مرحوم، شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم، شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم اور دیگر اسلاف کرام قدس اللہ اسرارہم نے نہیں پڑھایا۔ اس زمانہ میں بھی حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری، مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث سہارن پوری دینی خدایات کرتے ہیں اور کوئی معاوضہ نہیں لیتے میں اتنا بڑا دُنیادار پیٹ کا کُتّا ہوں کہ دینی خدمات دُنیا کے بدلہ میں کرتا ہوں اصل مذہب حنفیہ میں معاوضہ علی الطاعات پر اجارہ درست نہیں۔ متاخرین نے اس کی اجازت ضروریات کی بنا پر دی ہے۔ اور اسی بنا پر میں نے آپ کو لکھا تھا کہ حضرت رائے پوری یا شیخ الحدیث سے تعلق قائم کرنا نہایت صحیح اور مناسب ہے۔ پھر ایسے دُنیادار کے لئے ہدیہ بھیجنا غلط نہیں تو کیا ہے؟ آپ کے متعلقین میں ان کی ضروریات میں آمدنی خرچ کرنا آپ پر فرض اور واجب ہے۔ اس لئے سوچنا اور سمجھنا اور عمل کرنا۔ اپنے مگر آپ میرے پاس اپنی آمدنی کا اتنا بڑا حصہ ارسال فرماتے ہیں یہ غلط نہیں تو کیا ہے۔ ہمالوں کی جو کچھ بھی میں معمولی خدمات انجام دیتا ہوں وہ میرا ایک فرض ہے جس میں میرا کسی پر احسان نہیں۔ ان لوگوں کا احسان ہے جو کہ میری سوکھی روکھی روٹی قبول فرماتے اور اپنا رزق میرے دسترخوان پر کھاتے ہیں۔ بہر حال آئندہ آپ کو یہ غلطی نہ کرنی چاہیے، احتیاط رکھئے اور پھر دوسروں سے دلوانا اور بھی بڑی غلطی ہوگی۔

دوسرا الانامہ میں آپ نے حضرت رائے پوری سلمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے آپ نے اس کو خطی پر محمول کیا ہے حالانکہ یہ خلاف واقع ہے

میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں حضرت رائے پوری اور حضرت شیخ الحدیث صاحب سے نہ کسی قسم کی رقابت رکھتا ہوں اور نہ میں اپنے آپ کو ان سے افضل سمجھتا ہوں مجھ کو یقین ہے کہ اور واقعہ ہے کہ وہ مجھ سے بہت ہی زیادہ بڑے ہوتے مستحق اور پرہیزگار اللہ والے ہیں۔ دُنیا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت ذکر، فکر، مراقبات وغیرہ میں مشغول ہیں اور اسلاف کرام کے قدم بقدم ہیں۔ تسلیم اور معرفت و طریقت کی رہنمائی کے یہ دونوں حضرات مستحق اور قابل ہیں۔ میری طرف لوگوں کا رجوع کرنا محض حُسن ظن ہے جس کی واقعیت کوئی نہیں۔ ہاں آئندہ کو اللہ تعالیٰ ان احباب کے حُسن ظن اور اسلاف کے جوتیوں کے طفیل مجھ کو اپنے فضل و کرم سے نواز دے تو اس کا کرم ہے اسی کا امیدوار ہوں

لَيْظُنَّ النَّاسُ بِئِيْ خَيْرٍ اَدْنٰى لِّشَرِّ النَّاسِ اِنْ لَمْ يَعْلَمُوْا عَنِّيْ

آپ لوگوں کا ایسے ناکارہ کو رہنا بنانا سخت غلطی تھی اور ہے۔ آپ کو چاہیے کہ ان دونوں حضرات میں سے کسی کو اپنا رہنا بنائے اور اب کبھی ان سے ہی تعلق رکھنا مناسب اور مفید ہے۔ میں غلط نہیں لکھ رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ غلط کاری کو ترک کریں۔ اگر آپ انہیں سے بیعت ہوئے اور ان کی بارگاہ میں حاضری کا شرف ہمیشہ رکھتے تو قوی امید تھی کہ بہت زیادہ مستفید ہوتے۔ میں ہرگز یہ گفتگو غصہ میں نہیں لکھ رہا ہوں۔ فقط ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

”آپ کو معلوم ہے کہ میں علم حدیث کی تعلیم میں تقریباً پانچ سو روپیہ ماہوار کھاتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر دُنیا داری اور طماعی کیا ہو سکتی ہے۔ مستحق خدمت وہ اکابر ہیں جو کہ خدمت دین شب و روز کرتے ہیں اور کوئی تنخواہ اور معاوضہ نہیں لیتے۔ حضرت مولانا رائے پوری، حضرت شیخ الحدیث سہارن پوری

مذاشر ظہار اور ان کے اتباع و امتثال،

مولانا موصوف را پتور حضرت را پتوری کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں قیام کیا۔ اس کے بعد ان کو خیال ہوا کہ حضرت مدنی را کو را پتور کے قیام سے نکل کر ہوا ہوگا۔ معذرت میں خط لکھا اس کے جواب میں حضرت مدنی را نے تحریر فرمایا۔ آپ کا یہ فرمانا کہ "حضرت کے دربار میں ایک گناہ کیا تھا کہ حضرت کو چھوڑ کر باجے پور گیا تھا اگرچہ وہاں بھی دل حضرت ہی میں تھا کہ اس کے کفارے میں ان کو نہ خط لکھتا ہوں نہ کوئی تمنا کرتا ہوں امید کہ گناہ معاف فرمائیں گے نہایت افسوسناک ہے۔ حضرت را پتوری نہایت بزرگ اور ہمارے مقتدا ہیں، تارک الدنیا عارف باللہ ذاکر شافل ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بے شمار کمالات دیئے ہیں۔ میں تو ان کے سامنے بالکل بیچ ہوں۔ میں دنیا کا بندہ دن و رات غفلتوں میں غرضائے کرنے والا، ان سے رقابت رکھوں کس قدر حماقت اور غلط کاری ہے۔ خود مجھ کو چاہیے کہ ان کی خدمت میں رہ کر اپنی اصلاح کروں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ آپ حضرات مولانا سے تعلق رکھ کر اپنی اصلاح کے کوشاں ہوں۔ مجھ کو ہرگز نہ ایسا خیال ہوا اور نہ ہونا چاہیے۔ آپ نے غلط رائے قائم فرمائی۔ وہ تو عظیم الشان ہستی اور میسر مقتدا ہیں ہی اگر آپ کسی ایسے بزرگ سے جن سے میرا کوئی تقارف اور تعلق نہیں ہے ان سے بھی اگر آپ اپنی اصلاحی جدوجہد کریں اور استفادہ کے لئے حاضر ہو کر بیعت کریں تو میں شکر گزار اور خوش ہوں گا۔ آپ کو مولانا سے خط و کتابت جاری اور ان کی توجہات اور ادعیاں صالحہ سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔ والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ، وار دہال قصبہ نڈہ محلہ اہلاد پور ضلع فیض آباد۔ ۱۰ رمضان المبارک

حضرت مدنی اور مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہما

حضرت اقدس مفتی صاحب

زید مجرم نے سسٹنیا کہ ایک جگہ حضرت مولانا مدنی قدس سرہ کا بیان تجویز کیا اسی بستی کے دوسرے فریق نے اسی تاریخ میں دوسرا اجتماع طے کیا اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کا بیان تجویز کیا۔ دونوں اکابر نے منظوری دیدی۔ اور دوسرے فریق کے جلسہ یا اجتماع کا دونوں میں سے کسی کو علم نہیں۔ عین وقت پر دونوں اکابر تشریف لے گئے۔

مولانا محمد الیاس صاحب تشریف لے گئے یہو پتور علم ہوا کہ اسی بستی میں حضرت مدنی قدس سرہ کا بیان دوسری جگہ ہے۔ اجتماع میں تشریف لے گئے اور جا کر فرمایا کہ چونکہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا بیان فلاں جگہ تجویز ہے۔ اس لئے اجتماع برخاست۔ سب حضرات حضرت مدنی کے بیان میں شریک ہوں اور مجمع کے ساتھ خود بھی شرکت کے لئے پہنچے۔

آخر تشریف مدنی قدس سرہ کو وہاں پہونچکر اجتماع کا علم ہوا حضرت مدنی قدس سرہ بھی جلسہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ چونکہ آج اس بستی میں ہی دوسری جگہ اجتماع ہو رہا ہے جس میں مولانا محمد الیاس صاحب کا بیان ہے۔ اس لئے جلسہ برخاست۔ سب اجتماع میں شرکت فرما دیں۔ اور خود بھی ایک قبیح کے ساتھ اجتماع میں شرکت کے لئے پہنچے۔ یہ حضرات وہاں پہونچے دیکھا اجتماع ملتوی ہو چکا۔

آخر وہ حضرات وہاں پہونچے دیکھا جلسہ ملتوی ہو چکا۔ نہ اجتماع ہی ہو سکا نہ اجلاس۔ اجتماع بھی ملتوی، اجلاس بھی ملتوی۔ یو بی و ڈن عسلی انجمن کا مصداق۔

حضرت مدنی اور قاری محمد طیب صاحب قدس سرہما

شیخ الاسلام قدس سرہ
اور حکیم الاسلام قدس سرہ

میں بہت سی چیزوں میں رائے کا مزاج کا اختلاف بھی تھا۔ حکیم الاسلام قدس سرہ
لیگ کے حامی تھے اور شیخ الاسلام قدس سرہ کانگریس کے حامی۔ اس کے علاوہ
مدرسے نظام سے متعلق بھی بہت سی چیزوں میں اختلاف رائے تھا مگر اس کے
باوجود ایک دوسرے کا احترام، تعظیم، تکریم، کمالات کا اعتراف بھی دیکھنے
کے قابل ہے۔ مکتوبات شیخ الاسلام کے مقدمہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری
محمد طیب صاحب قدس سرہ حضرت مدنی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں :-
”ان ہی گئے چٹے نفوس قدسیہ میں سے حضرت اقدس مولانا حافظ الخ

السید حسین احمد مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی ذات ستودہ
صفات بھی ہے اور تجار پے مخصوص فضائل و کمالات کے لحاظ سے بلاشبہ ایک
فرد منفرد ہستی ہے۔ آپ نہ صرف عالم دین ہی ہیں بلکہ عارف با خدا اور مجاہد فی
سبیل اللہ بھی ہیں، آپ کچھ علم عارفانہ، عمل مجاہدانہ اور اخلاق درویشانہ ہے۔
منفرد احوال و مقامات کو ایک دامن میں لئے ہوئے ہیں۔ ایک ہی وقت
میں آپ دارالعلوم دیوبند جیسے مرکز علم و دین کی مسند ندرتیں کے صدر نشین بھی
ہیں، جن کے ارد گرد سیکڑوں طلبہ زانویں ادب تہ کے نظر آتے ہیں اُسی آن
آپ جمعیتہ العلماء اور سیاسی اسٹیج کے مسند نشین بھی ہیں جن کے دائیں بائیں
ہزاروں مجاہد صفت انسانوں کا جگمگٹ لگا ہوا ہے اور پھر اسی وقت میں
آپ اپنے ریاضت کدہ میں خانقاہ نشین بھی ہیں جن کے چہرے طرف سیکڑوں
ذاکر و مشاغل اور راہ باطن کے جو یا افراد کا ہجوم ہے اور آپ کی جامع ذات
ہے کہ ایک طرف آپ اپنے عالمانہ وقار و مکتہ سنجی سے دوسری طرف مجاہدانہ

جوش و اقدام پسندی سے اور تمیزی جانب عابدانہ انکسار و تواضع آفرینی سے
ہر دائرہ کے طالبوں کی پیاس بجھا رہے ہیں اور ہر میدان میں آپ کی ہمت مردانہ
اس طرح یکسانی کے ساتھ کام کر رہی ہے کہ کسی ایک میدان کی تنگ و تنار دوسرے
میدان سے بے التفات نہیں ہونے دیتی۔“

غرض شریعت، طریقت اور سیاست جیسے متضاد رُخ و مقامات کی سیر
اور ان میں بیک وقت انتھک عروج آپ کی ہمت مردانہ کا ایک علی شاہکار ہے
ارشاد حضرت تھانویؒ

آپ کی اس مجاہدانہ روش اور دین کے عملی
شعبوں میں انتھک دوڑ کے بارے میں میں نے حکیم الامت حضرت اقدس مولانا
تھانوی قدس سرہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”میں اپنی جماعت میں مولانا
مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے حسن تدبیر کا اور مولانا حسین احمد صاحب کے جوش
عمل کا مستفید ہوں۔“

ایضاً ایک موقع پر حضرت مدوح علیہ الرحمۃ کی مجلس خیر و برکت میں
تحریکات و وقت کا ذکر چھیڑا۔ ایک صاحب نے حضرت مدنی کے
کسی مجاہدانہ عمل کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت آپ کا اس پر عمل نہیں
فرمایا، بھائی میں ان جیسی (مولانا مدنی جیسی) ہمت مردانہ کہاں سے لاؤں؟
ایضاً مجھ سے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ مولانا حسین احمد صاحب کو ان
کے سیاسی کاموں میں مخلص اور متدین جانتا ہوں البتہ مجھے ان سے
حجت کے ساتھ اختلاف ہے، اگر وہ حجت رفع ہو جائے تو میں ان کے ماتحت ایک
ادنی سپاہی بن کر کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔“

جوشِ عمل اور ہمتِ انداز

بہر حال یہ ایک مسئلہ حقیقت ہے کہ دین کے ہر بنیادی شعبہ میں آپ کو عمل، جوش و شغف اور ہمتِ مردانہ کی توفیق عطا ہونی چاہیے۔ اور اس پیرائہ سالی میں یہ عمل یہ جوش و خروش اور امنگ کے ساتھ یہ انگھک دوڑ و دوپ واقعہ یہ ہے کہ جو انہوں کی جو اینٹوں کو شرمائے ہوئے ہے۔ آپ کے یہاں راحت و آرام کا لفظ گویا لغت میں آیا ہی نہیں اور آیا ہے تو اس کے کوئی معنی نہیں ہیں یا کم از کم ان کی زندگی کی نسبت سے یہ لفظ مہل اور بے معنی ہے۔

اس دورِ عجز و کسل میں جو آج مسلمانوں پر چھایا ہوا ہے آپ کی اس ہمت و جوشِ عمل کو سوائے کرامت کے اور کس لفظ سے تعبیر کیا جائے؟ اور اگر اس کا نام استقامت ہے تو وہ بلاشبہ فوق انکرامت ہے جو اس دورِ قحط الرجال میں ایک غنیمتِ بارہ ہے۔

اٹھارہ برسِ حرمِ نبوی میں

حضرت ممدوح کی مدح سرائی میں میری تحریر کا موضوع نہیں ہے۔ اور میں ان کے فضائل و مناقب کا احاطہ کر بھی کیا سکتا ہوں۔ تذکرہ آگیا ہے تو قلم اس سے نہیں رکتا کہ ان کی ہزار ہا مناقب و فضائل میں سے یہ کوئی کم مغنبت اور مختصری فضیلت نہیں ہے کہ دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد ہی جب کہ آپ در شاہ نشاء بعداً دہ اللہ کے مقام پر پہنچ چکے تھے آپ نے ۱۸ برس تو حرمِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بیٹھ کر اور خود صاحبِ کتاب و سنت کے پاس اور ان کے زیرِ نظر رہ کر درسِ کتاب و سنت دیا جس سے مشرق و مغرب کے ہزار ہا عوام و خواص اور علماء و فضلاء مستفید ہوئے اور حجاز و شام، مصر و عراق، ترک و تاتار وغیرہ تک آپ کے کلمات کا شہرہ پہنچ گیا۔

تحریکِ جنگِ آزادی میں قربانیاں

آپ کی تحریکِ جنگِ آزادی کے سلسلہ میں مساعی کا

تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں:

”ہندوستان کی تحریکِ جنگِ آزادی میں آپ کے علم اور جوشِ عمل نے اہل علم کے سیاسی حلقوں کی لاج رکھ لی۔ استغلاص ملک و ملت کے لئے آپ نے جو قربانیاں دی ہیں وہ جریدۂ عالم سے کبھی محو نہیں ہو سکتیں۔ عموماً سیاسی میدانوں کے شناسا وراستی پر مہم چکر غیر محتاط اور ذہنی طور پر آزاد و بے باک ہو جاتے ہیں، لیکن حضرت ممدوح کا یہ کمال استقامت تھا کہ سیاسی استیج پر بھی آپ کا تعنت مذہبی اس حد تک قائم رہا جس حد تک ایک مدرس کا اپنے حلقہٴ درس میں قائم رہ سکتا ہے، گویا آپ کا اسٹیج درس کتاب و سنت ہی کا محل و مقام ہوتا تھا جس سے وہی آثارِ خیر و برکت ہوتا ہوا ہوتے تھے جو کتاب و سنت کے خصوصی آثار ہو سکتے ہیں۔“

ساتھ ہی اس عامۃ الخیر و مقام پر جو حقیقتاً مذلتِ اقدام ہے آپ کی اخلاقی قوتیں اس حد تک بیدار و ہموار ہیں کہ یہ سیاسی اقدامات بجائے خود ایک اخلاقی درس کی شان سے نمایاں ہوتے ہیں۔ ہر خدمت بے لوث، ہر عمل بے لاگ، اور ہر اقدام خلوص و ایثار سے چر، نہ کسی عہدہ کا سوال، نہ جاہ کی طلب، نہ مال کی طرف ادنیٰ التفات، نہ اقتدار کی ذرہ برابر خواہش، ہندوستان کے آزاد کرانے اور انگریزوں کے نکالنے میں سراور و صہر کی بازی لگا دی۔ لیکن کیا کسی وقتی صلہ کے لئے؟ کسی عہدہ کے لئے؟ یا قومی اسٹیج پر عہدہ داروں کی کسی سرگروہی کے لئے؟ معاذ اللہ۔ بلکہ ہر خدمت میں مخلصانہ جذبات، بے غرضانہ داعی بے لوث ارادے، سادگی، ضمیر اور محض اپنے بزرگوں کے

نصب العین کی تشکیل اور اپنے سلف کے نقش قدم کے اقتضار و اقتدار کے ساتھ اسے باقی رکھنے کے لئے اور بس۔

آپ اس وقت بھی جوش ملی کے ساتھ قائد میدان تھے، جب کہ مغرہ ہائے تہنیت کے ساتھ پھولوں کے ہار پیش کئے جا رہے تھے اور اس وقت بھی اسی اندازِ فنائیت کے ساتھ معروف علی رہے جبکہ افراد و جماعت نے مخالف بن کر بے حرمتی اور بدگوئی کی ٹھان لی تھی۔ کیونکہ یہ خدمت نہ خواہش صلہ پر مبنی تھی نہ مغرہ ہائے تحسین و آفریں پر بلکہ صرف ان اَجْوَرِیٰ اِلَّا عَلٰی رَحْمَةِ الْعَلِیِّیْنَ پر۔

حضرت نبی کے بعض اوصاف

حضرت مدنی قدس سرہ کے اخلاص و صداقت اور بلندی مقام جیسے صفات کا اعتراف کس واپا نہ انداز میں فرماتے ہیں:-

”آپ کی رایوں اور افکار سے افراد و جماعت کو نیک نیتی کے ساتھ اختلافات بھی رہے اور آئندہ بھی رہ سکتے ہیں، لیکن اس وقت موافق و مخالف کی دورائیں کبھی نہیں ہونیں گی کہ آپ اپنی رایوں میں مخلص، جذبات میں صادق، نیت میں بلند مقام، عمل میں صاحبِ عزم اور اخلاق میں صاحبِ حال ہیں، اختلاف رائے سے نیچے اتر کر یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے مجاہدانہ مزاج سے جس میں سیاسی رنگ اور انتہا پسندانہ جذبات و عزائم بطور جوہر مزاج کھپے ہوئے ہیں، کسی اعتدال پسندانہ معاملہ کے دل میں کچھ فحش بھی ہو اور بعض اہل معاملہ کے نفوس کچھ گھائیں بھی ہوں (چنانچہ ان مکاتیب کے بعض عنوانات اس کی غمازی بھی کر رہے ہیں) لیکن میں اس قسم کی معاملاتی خلش اور گھاؤ کو اپنی جگہ صحیح اور برعکس سمجھتے ہوئے بھی یہ ضرور عرض کروں گا کہ جو اکابر دین نگویں طور پر من اللہ کسی خاص خدمت کے لئے مقرر اور مامور کئے گئے ہوں ان کی طبائع اور خصوصیات

مزاج کے لحاظ سے ان پر اسی وصف کا غلبہ ہوتا ہے جو اس خدمتِ خاص اور وقتِ خاص کا مقتضی ہو اور وہی وصف غالب ان کے کاموں کا قدرتی معیار بن جاتا ہے گویا ان کی طبیعتیں غیر اختیاری بلکہ غیر شعوری طور پر ادھر کی چلتی ہیں ادھر یہ دھن اور وقت انھیں لے چلتا ہے۔ اس لئے بظاہر تو معاملات میں انکی طبیعت اور مزاج کا فرما نظر آتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت منشأ خداوندی ان حضرات کی طبیعتوں کے راستہ سے اپنا کام کرتا ہے (مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلام ص ۸۷)

مکتوب حضرت نبی بنام مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

”میں ہمیشہ کا خادم ہوں مگر نالائق، آپ حضرات کا بالخصوص حضرت نانوتوی قدس سرہ العزیز کے خاندان کا خیر خواہ ہوں مگر اکھڑ در یوزہ گر ہوں مگر ناکارہ غلام ہوں مگر بے وقوف۔ میری عین خواہش ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاف اس طریقہ پر مضبوطی سے قائم رہیں جس پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ چلتے رہے اور جس پر ہم دور افتادوں کو چلایا۔ میں حجب ان کے اخلاف صدق میں سے کسی کو اس طریقہ سے دور اور خلافت پاتا ہوں تو بہت زیادہ متاثر ہوتا ہوں۔ چونکہ زور کچھ نہیں، اس لئے گھٹ کر رہ جاتا ہوں۔ اور کنارہ کش ہو جاتا ہوں۔ نیز چونکہ گوناگوں افکار میں مبتلا رہتا ہوں، مستغویلیں بہت زیادہ رکھتا ہوں۔ اس لئے یہی اختراع کیا جاتا ہے کہ یہ ہم سے کنارہ کش ہے درحقیقت یہ نہیں ہے۔ میرا کبھی بھی یہ خیال نہیں ہے کہ معاذ اللہ خاندانِ قاسمی کو کوئی گزند پہونچے۔ ارادہ و عمل تو درکنار، اگر کسی بات سے یہ اختراع کیا جائے تو غیر صحیح ہو گا۔ بہر حال

اس اجتماع میں بھی اور آئندہ بھی جو صورت حقیقی مفاد دارالعلوم اور ملت اسلامیہ کی ہو اُسے اختیار فرمائیں۔ ہرگز ہرگز شخصی اور بالخصوص حسین احمد کے مفاد کو ترجیح نہ دیں۔ نہ دارالعلوم حسین احمد پر موقوف ہے اس کے جیسے نہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ہزاروں درجہ بڑھ کر آپ کی جماعت میں جو کرام اسلاف کرام کے در پوزہ گروں کی جماعت ہے علمائے کرام اور علمائے عظام موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہونے پر تو تنکے سے کام لیتا ہے اور پہاڑ رہ جاتا ہے۔ حضرت مولانا فخر الحسن صاحب اور مولانا عبدالعزیز صاحب حضرت نانو نوی قدس سرہ العزیز کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ذکی حفظ اور ذہن اعلیٰ درجہ رکھنے والے تھے۔ مولانا احمد صاحب امریکی دوسرے درجہ میں تھے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت بھی ان پر سب سے زیادہ تھی۔ ہمارے آقا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ان سب میں گرسے ہوئے شاعر کے جاتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے جو کام لیا وہ ان میں سے کسی سے نہیں ہوا اور نہ ہو سکا۔ آج فیض قاسمی عالم میں میزبان نمودی سے جاری ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں شاہ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ غنی مشہور تھے مگر خاندان ولی اللہی کا فیض ان ہی سے جاری ہوا۔ بڑے بڑے مشاہیر علماء اور اذکیار دھر سے رہ گئے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ دارالعلوم کا فیض چلانا چاہے گا تو ایک تنکے سے وہ کام لے گا جن کا وہم و گمان بھی کسی کو نہیں ہو سکتا۔ حسین احمد کی زندگی، معیشت بھی دارالعلوم پر موقوف نہیں۔ دُعَا مِنْ ذَا بَنَةِ النَّارِ وَالْغَيْرِ الْأَعْلَى اللَّهُمَّ رَزُقْنَا اس کا فانی کہیں نہ کہیں سے رزق پہنچائے گا (انشاء اللہ) اس لئے میری شرط ملازمت میں اگر کلام ہے یا میرے عقیدے یا دستور اعلیٰ میں کلام ہے تو مفاد دارالعلوم اور ملت کو سامنے رکھ کر آپ اور ممبران تجویز فرمائیں۔ مجھ کو جو کچھ اپنے

اکابر سے پہنچا ہے اس کو چھوڑ نہیں سکتا اور نہ چھوڑوں گا اِلَّا اَنْ يَنْشَارَ اللہ باقی جو کچھ میری سمجھ میں بہتری کا ذریعہ آئے گا۔ عرض کرتا رہوں گا۔ اپنے منشاء پر مجبور کرنا نہ میرا منصب ہے اور نہ کبھی ہوا۔ تقدیر الہی میں نہ خفا کر میں شریک اجلاس شوال ہوتا اور بظاہر اس اجلاس میں بھی شرکت کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی اعانت فرمائے اور اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۰۷ ج ۲)

ایضاً اسی خط میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:-
"مکن ہے کبھی اپنے میرے اکھر چنے کی وجہ سے یہ خیال فرمایا ہو کہ یہ اپنی بات منوانا چاہتا ہے اور آمریت کو علی میں لاتا ہے۔ مگر میرے دل میں کبھی مشاور سے زیادہ کا خیال نہیں رہا ہے۔ اور بہا اوقات میں نے اپنی رائے کے خلاف آپ حضرات کی رائے کے سامنے سر جھکا دیا ہے۔"
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۵۷ ج ۲)

ایضاً ایک والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:-
"حسن تدبیر اور حکمت صدق کو اختیار کر کے سلف صالح اور ان کے فیض کو زندہ کرنا چاہئے۔ ہم ناکارے بدنام کنندہ نگوں ماں آپ کے ساتھ ہیں حسب طاقت خدمات انجام دیتے رہے اور انشاء اللہ دیں گے۔ وَ اَذْهَرُ يَهْدِيكُمْ اِلَى الْيُسْرَى حَبِيبَةُ وَ يَرْضَاهُ ۱۱ مین! والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۹۱ ج ۲)

حضر فقیہ الامت زید مجدہم

سیدی و مرشدی حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب (اطال اللہ غلالہ برکاتہم) اکابر اولیاء و مشائخ کالمین کے دیگر صفات و کمالات کی طرح اس چیز میں بھی سبب باشعین و قائم مقام اور ان کی یادگار ہیں۔ حضرت زید مجدہم کی پوری زندگی اس نوع کے واقعات سے پُر ہے مگر اس مختصر سالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے بطور نمونہ عرض ہے۔

تخلل کا ایک واقعہ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے پاس بھجیو نڈی سے

تقاضا آیا کہ یہاں مناظرہ طے ہو گیا ہے کسی اچھے مناظر کو دارالعلوم سے بھجیو۔ حضرت قاری صاحب قدس سرہ نے ایک عالم و مبلغ کو اور حضرت اقدس مفتی صاحب زید مجدہم کو تجویز فرمایا۔ حضرت اقدس مفتی صاحب زید مجدہم حسب معمول جمعرات کو سہارن پور تشریف لے گئے تھے اور جمعہ بعد واپسی تھی مگر حضرت حکیم الاسلام قدس سرہ نے آدمی بھجیکر سہارن پور سے حضرت زید مجدہم کو بلوایا۔ دیوبند سے دہلی تک بذریعہ کار سفر تھا، دہلی سے بذریعہ ٹرین۔

جب حضرت اقدس مفتی صاحب دام مجدہم کار میں سوار ہونے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت کے خادم مولانا مفتی محمد سلیمان صاحب کبند غلط سوار ہونے کے لئے آگے بڑھے۔ ان مولانا صاحب نے بہت زور سے ڈانٹا۔ آئے ہیں اسی طرح دیکھتے نہیں جگہ ہے یا نہیں۔ دیکھتے سننے والوں کو بے انتہا صدمہ ہوا مگر حضرت اقدس دام مجدہم کا تخی بھی دیکھنے کے قابل تھا۔ کوئی لفظ

نویکیا فرماتے چہرہ تک پر اس کا اثر نہیں تھا۔ اور چپکے سے اپنے خادم مولانا محمد سلیمان صاحب غلط سے فرمایا کہ بس سے دہلی آ جاؤ۔ اور اسی طرح لطافت و بشاشت سے سفر پورا فرمایا۔ سفر سے واپسی پر مخدوم دمکرم جناب مولانا حافظ محمد طیب صاحب زید مجدہم مجاز حضرت سلج الاسلام و مالک مکتبہ لغمانیہ نے عرض کیا کہ حضرت نے کچھ بھی نہیں فرمایا۔ حضرت کچھ تو فرماتے۔ آخر ان کی اصلاح کس طرح ہو گی؟ کتنی بڑی بد اخلاقی انھوں نے کی ہے۔ حضرت دام مجدہم نے کیا عیب جواب ارشاد فرمایا۔ سفر میں جاتے وقت میں نے تو اپنی اصلاح کی نیت کرنی تھی میں کیا کہتا اور کیا ان کے اخلاق کی اصلاح کے لئے میں خود بد اخلاق بنوں؟ اور اس پر ایک لطیفہ بھی سنایا۔

ہارون رشید کا واقعہ

ارشاد فرمایا۔ ہارون رشید کی نرمی اور اخلاق کی وجہ سے ان کے غلام اور ملازم بہت دلیر اور جری ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ رات کو کسی ضرورت کے لئے ہارون رشید اٹھے، کسی غلام کو آواز دی۔ جاگنے کے باوجود سو یا ہوا بن گیا۔ اور کئی دفعہ آواز دینے پر بستر پر پڑے پڑے کہا پھانسی دیدوان غلاموں کو، نہ دن کو چین نہ رات کو چین، اسی طرح پریشانی کرتے رہتے ہیں۔ ہارون رشید خاموش ہو رہے، اس کی اطلاع وزیروں کو بھی ہو گئی۔ صبح کو کسی وزیر نے عرض کیا۔ حضور ان غلاموں کو کچھ نہیں فرماتے جس کی وجہ سے یہ غلام اتنے دلیر اور بد اخلاق ہو گئے ہیں۔ منشاء یہ تھا کہ ان غلاموں کو سزا دی جائے۔ ہارون رشید نے جواب دیا۔ کیا ان کے اخلاق درست کرنے کے لئے میں بد اخلاق بنوں؟

بیرون ممالک کا سفر اور پھر مظاہر علوم میں قیام۔ یہ وہی وہی ہے کہ

ہوا، اشتہار بازیاں ہوئیں اور جو نہ ہونا تھا ہوا۔ مگر حضرت اقدس دام مجاہد ہندوستان کو چھوڑ کر بیرون ممالک کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ ایک طرف یہ عظیم صدمہ دوسری طرف غایت احتیاط کہ کسی کے کچھ کہنے پر کوئی جملہ ایسا نہ نکل جائے جو کسی فریق کے خلاف ہو۔

دو گونہ بلا است جان مجنوں را

فرقت لیسے دوصلت لیسے

اور تقریباً سات ماہ اسی کرب و بے چینی میں ملک سے باہر گزارے۔ سفر سے واپسی پر حضرت قطب الافق شب شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا: مفتی جی! کب تک اس طرح پھرتے رہو گے؟ کہیں ایک جگہ بیٹھ کر کام کریں۔ حضرت مفتی صاحب دام مجاہد نے جواب میں عرض کیا کہاں بیٹھوں؟ ارشاد فرمایا: یہیں مظاہر علوم میں کام کرو۔ عرض کیا بہت اچھا اور مظاہر علوم میں رہ کر کام شروع کر دیا۔ اور جمعرات کو جو پہلے دیوبند سے سہارن پور آئے کا نظام تھا اب وہ آراباب دارالعلوم کے اصرار پر دارالعلوم دیوبند کے لئے رنجویز ہو گیا۔ جمعرات کو چھتہ مسیبت تشریف لے جاتے اور جمعہ بعد واپسی ہوتی۔ مگر کیا مجال کوئی جملہ اختلافی مسائل سے متعلق نکل جائے۔ اس فریق کے حضرات آتے ان سے بھی اسی بشاشت سے ملاقات فرماتے، دوسرے فریق کے حضرات آتے ان سے بھی اسی بشاشت سے ملاقات فرماتے۔ اگر کبھی مزار قاسمی جاتے ہوئے حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم یا مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ سے ملاقات فرمائی تو ایسا بھی کبھی ہوا کہ صاحبزادہ حکیم الاسلام جناب مولانا محمد سالم صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کے لئے ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔

مولانا محمد سالم صاحب مدظلہ سے ملاقات

ایک سفر میں معلوم ہوا کہ اسی ٹرین جس میں حضرت

دام مجاہد سفر فرما رہے تھے مولانا محمد سالم صاحب مدظلہ بھی سوار ہیں۔ جب اسٹیشن پر اترے باوجود یکہ ڈبہ بہت دور تھا اور حضرت والا دام مجاہد کو ضعف و کمزوری بھی انتہا درجہ تھی اس کے باوجود محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ کے کندھے پر سہارا لگائے اسٹیشن پر سوار یوں کی بھیڑ میں گذرتے ہوئے تشریف لے گئے اور ملاقات فرمائی۔

مظاہر علوم کے قضیہ میں طرز عمل

مظاہر علوم میں قضیہ نامرضیہ پیش آیا۔ حضرت دام مجاہد

پھر بیرون ممالک کے سفر پر تشریف لے گئے اور سات آٹھ ماہ ملک سے باہر ہی گزارے اور پھر سفر سے واپسی پر مظاہر علوم کے بجائے دیوبند مستقل قیام فرمایا۔ مدرسہ کے رجسٹریشن کے سلسلہ میں جو اپنی رائے تھی وہ بھی صاف ظاہر فرمادی مگر اختلاف میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں لیا۔ جب بعض حضرات نے اصرار کیا تو ارشاد فرمایا کہ آستین چڑھا کر ننگوٹ باندھ کر اکھاڑ میں کود پڑو میرے بس کی بات نہیں۔ اگر ایک طرف مولانا محمد طلحہ صاحب میرے استاد اور شیخ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں ان کا احترام بھی میرے ذمہ ہے۔ دوسری طرف مولانا مفتی مظفر حسین صاحب بھی میرے استاد مولانا مفتی سعید احمد قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں ان کا احترام بھی میرے ذمہ ہے۔ ایسے ہی مولانا محمد ارشد صاحب میرے استاد مولانا اسعد صاحب قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں میں کس کا مقابلہ کروں۔ گو لوگوں نے اپنی قیاس آرائیوں اور بدگمانیوں کی بنا پر حضرت والا دام مجاہد

کو بھی ان تمام تراحتیوں کے باوجود بھی نہیں بخش۔ کچھ اچھالا،
جہتان باندھے، افتراء کیا اور سورج پر کیا کیا غبار بھینکا۔ مگر اللہ کے صبر و تحمل
کبھی کوئی جملہ ان فتویٰ دینے والوں کے خلاف بھی نہیں سنا گیا، نہ رد اور
دفاع میں اشتہار نکالا گیا، پوچھنے والوں نے پوچھا ان الزامات سے برأت
ظاہر کرنے کے علاوہ کوئی جملہ کبھی زبان پر نہیں آیا۔ نہ طرزِ عمل میں سرِ موذن
آیا۔

اپنے خلاف فتویٰ دینے والے کا احترام | خلاف فتویٰ دینے
والے حضرت مفتی

صاحب دامِ مجدد ہم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت زید مجدہم نے کھڑے
ہو کر سینہ سے لگایا اور اپنی مسند پر قریب بٹھایا اور شفقت و محبت
سے گفتگو فرماتے رہے۔ گھر کی خیریت مدرسہ کی خیریت اساتذہ کی خیریت
درِ بابت فرمائی: از خود فتویٰ کا ذکر تک نہیں فرمایا۔ انھوں نے خود ہی
عرض کیا کہ مجھ سے زبردستی لکھوایا گیا اور معذرت کی، معافی چاہی اس
پر ارشاد فرمایا میری طرف سے سب معاف ہے باقی غلطی اشتہاروں میں
شائع کی جائے اور معافی اس طرح مانگ لیں التوبہ مثل الحوبہ: جس طرح
کی غلطی ہوتی ہے ویسی ہی اس سے توبہ ہوتی ہے ہاں میری طرف سے معاف
ہے۔ میں قیامت میں دامن گیر نہیں ہوں گا۔ اس سے زیادہ بلندیِ اخلاق
کی اور کیا مثال ہوگی البتہ جو شرعی حکم بخدا بھی بتا دیا۔ وہ بھی ان کے ذکر
پر۔ اس کے بعد وہ صاحبِ گاہے گاہے تشریف لاتے ہیں اسی شفقت
و محبت سے حضرت زید مجدہم گفتگو فرماتے ہیں اور پھر کبھی نہیں پوچھا کہ
کیا کیا سہاراں پور تشریف بُری ہوئی، جس طرح حضرت مولانا محمد ظلم

صاحب مدظلہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب مدظلہ سے ملاقات
فرماتے ہیں۔ وہاں حضرت مولانا الحاج مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ اور مولانا
عبدالمالک صاحب اور مولانا محمد وقار صاحب سے بھی ملاقات فرماتے ہیں۔
خود کمزور و ضعیف

مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ کی عیادت

ملی کہ مولانا مفتی مظفر حسین صاحب بیمار ہیں فوراً عیادت کے لئے سہارنپور
پہنچے اور اپنی کمزوری و بیماری کا خیال تک نہیں آیا اور سہارنپور مولانا محمد ظلم
صاحب مدظلہ وغیرہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ مفتی مظفر حسین صاحب کی
بیماری کی اطلاع ملی تھی اس لئے عیادت کے لئے آیا ہوں۔

مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری کا احترام | ابھی قریب ہی میں
کشمیر کے کچھ مہمان

حضرت اقدس مفتی صاحب زید مجدہم کے یہاں آئے ہوئے تھے۔ وہ حضرت
حضرت مولانا انظر شاہ صاحب مدظلہ کشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم وقف
جامع مسجد کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ مولانا انظر شاہ صاحب نے ان کی
دعوت فرمائی، اور انھوں نے ہم وطن ہونے اور اپنے تعلقات کے زور
میں مطالبہ کیا کہ آپ حضرت مفتی صاحب زید مجدہم کی خدمت میں کیوں نہیں
جاتے اور مجبور کیا کہ ابھی ہمارے ساتھ چلو اور حضرت مفتی صاحب زید مجدہم
کو دعوت دے کر اپنے گھر لاؤ اور ناشتہ کراؤ اس وقت ہم بھی ناشتہ
کریں گے۔ ان مہمانوں کے ساتھ مولانا سید انظر شاہ صاحب مدظلہ چھتہ
مسجد تشریف لائے۔ حضرت مفتی صاحب زید مجدہم کو اطلاع ملی تو اپنی
قیام گاہ سے باہر تشریف لائے اور چھتہ مسجد کے درمیان صحن تک تشریف

لے گئے اور شاہ صاحب مدظلہ سے مصافحہ معانفہ فرمایا اور ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرہ میں لائے اور اپنی مسند پر بٹھایا۔ چائے، مٹھائی پیش کی گئی مگر شاہ صاحب مدظلہ نے کچھ تناول نہیں فرمایا اور معذرت فرمائی کہ اس وقت خواہش نہیں اور اپنے گھر مدعو فرمانے سے بھی اس طرح معذرت فرمائی کہ میں نے آپ کو بہت دن بعد دیکھا ہے جناب بہت ضعیف ہو گئے ہیں گھر جانے میں جناب کو زحمت ہوگی۔ ایسی حالت میں میری ہمت نہیں کہ جناب کو مدعو کر کے زحمت دوں؟ ممکن ہے کہ جماعت کی باز پرس کا خیال رہا ہو جس کی وجہ سے کچھ نہ سنا، نہیں فرمایا اور مدعو فرمانے سے بھی معذرت فرمائی یا اور کچھ مصلحت ہو۔

حضرت مفتی صاحب اور مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم

حضرت الحاج مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم ناظم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند اور حضرت اقدس زید مجدہم کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف شروع سے رہا مگر ایک دوسرے کی تعظیم و تکریم میں کبھی سرو مو فرق نہ آیا۔ مجلس شوریٰ نے حضرت اقدس فقیہ الامت زید مجدہم کو حضرت مفتی مہدی حسن صاحب قدس سرہ کے بعد صدر مفتی اور ناظم دارالافتاء تجویز فرمایا تھا مگر حضرت والا زید مجدہم نے حضرت مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم کو صدر مفتی اور ناظم دارالافتاء کے تمام اختیارات سپرد فرمائے۔ حضرت مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم بھی اس کیلئے آمادہ نہ تھے کہ جب شوریٰ نے آپ کے لئے یہ عہدہ تجویز کیا ہے میں کس طرح قبول کروں مگر حضرت والا نے فرمایا: اگر آپ نے قبول نہ کیا تو میں دارالعلوم ہی

چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ اس لئے مجبوری حضرت مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم نے قبول فرمایا۔ اور حضرت اقدس زید مجدہم مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم کی عداوت و انتقام کے ماتحت برابر خدمات انجام دیتے رہے اور اپنے ہر طرز سے اپنا ماتحت ہونا ہی ظاہر فرماتے۔

(روایت حضرت اقدس مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم)

خود مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم زبانی بھی حضرت والا دامت برکاتہم سے متعلق بلند کلمات ارشاد فرماتے ہیں: بارہا ارشاد فرمایا:۔

”مفتی محمود صاحب (زید مجدہم) کی بزرگی پر ان کی خوش طبعی و ظرافت پر وہ ڈال رکھا ہے۔“

حضرت مفتی صاحب اور مولانا محمد مسیح اللہ صاحب دامت برکاتہم

اسناد فخرم حضرت اقدس مولانا الحاج الشاہ محمد مسیح اللہ صاحب زید مجدہم خلیفہ حضرت حکیم الامت قدس سرہ حضرت والا دامت برکاتہم کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی ہیں۔ کمرہ میں ایک ساتھ رہتے تھے۔ درس میں تو شریک نہیں تھے کہ حضرت والا دامت برکاتہم ایک دو سال آگے تھے۔ کوئی شخص جتنا چاہے بزرگ ہو جائے مگر ساتھی کے لئے پھر ساتھی ہے۔ ساتھی ساتھی کے ساتھ عموماً ساتھی ہی جیسا معاملہ کرتا ہے۔ عقیدہ تمندانہ احترام عموماً نہیں ہوتا مگر شیخین (حضرت فقیہ الامت زید مجدہم و حضرت مسیح اللہ صاحب زید مجدہم) کا معاملہ ایک دوسرے کے ساتھ ایسا عقیدہ تمندانہ عظمت و احترام سے بھرپور ہے جو قابلِ صدر شک ہے۔ زمانہ طالب علمی میں بے تکلفی تھی مگر حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب زید مجدہم کو جب حضرت تھانوی قدس سرہ

کی طرف سے اجازت ہوئی تو اسی وقت سے حضرت مفتی صاحب زید مجدہم نے احترام کرنا شروع کر دیا اور بے تنگنی ختم کر دی اور دیوبند سے فزاعنت پر حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب زید مجدہم کھانا بھون تشریف لے جانے لگے تو حضرت مفتی صاحب زید مجدہم حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب زید مجدہم کا بستر سر پر لے کر پایادہ کھانا بھون بیویا کر آئے کہ سوار یوں کی سہولت اس وقت نہیں تھی کسی نے خوب کہا ہے

پردہ عجز میں مخفی ہے ترا اوج کمال

خاکساری میں نہاں رتبہ اعلیٰ تیرا

حضرت اقدس فقیہ الامت زید مجدہم کا جب کبھی جلال آباد کی طرف سے گذرنا ہوا یہ گویا ناممکن کہ حضرت مسیح اللہ صاحب زید مجدہم سے ملاقات کے بغیر گذر جائیں خواہ وہ ملاقات چند منٹ ہی کی ہو۔ بعض دفعہ احقر کو بھی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا اور شیخین کی ملاقات کے وہ مناظر اب تک آنکھوں میں سمائے ہوئے ہیں۔

ایک دفعہ طویل سفر سے حضرت فقیہ الامت زید مجدہم کی واپسی ہوئی اور یہ سفر آنکھ کے آپریشن کے لئے ہوا تھا۔ آنکھ کا پردہ پھٹ جانے کی بنا پر اولاً آپریشن لندن میں ہوا پھر اسی آنکھ کے دو آپریشن کے بعد کچھ کلکتہ میں ہوئے جس میں تقریباً تین ماہ کلکتہ رہنا ہوا۔ ضعف و نقاہت انتہا کو پہنچ گئی ذرا سی حرکت بھی سخت تکلیف دہ مگر کیا مجال معمولات میں فرق آئے۔ سفر سے واپسی پر حسب معمول تجنبخانہ صاحبزادی صاحبہ دام ظلہا اور عزیزان سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ جلال آباد راستہ میں جلال آباد کو گذریں اور حضرت مسیح اللہ صاحب زید مجدہم دامت برکاتہم

سے ملاقات نہ فرمائیں انتہائی دشوار۔ بس کے ذریعے سفر، اس کمزوری کی حالت میں بس کا سفر کتنا تکلیف دہ ہو گا مگر اللہ سے ہمت۔ جلال آباد نافذہ سے آئے ہوئے مدرسہ قریب بس رُک جاتی ہے مگر وہاں کشتہ نہیں ملتا۔ اور وہاں۔ حضرت مسیح اللہ صاحب زید مجدہم کی قیامگاہ فاصلہ پر ہے۔ احقر نے حضرت فقیہ الامت زید مجدہم کے رفیق سفر اور خادم خاص محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ سے عرض کیا کہ یہاں رکت نہیں ملیگا اس لئے بس اڈہ پر اتریں تاکہ رکت مل جائے اور سہولت ہو۔ احقر کی آواز کچھ حضرت فقیہ الامت زید مجدہم کو پہنچ گئی اور محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ سے دریافت فرمایا، کیا بات ہے؟ مولانا موصوف نے بتا دیا۔ اس پر حضرت فقیہ الامت زید مجدہم نے ارشاد فرمایا:-

» نا بھیجی یہیں اتریں گے۔ بزرگوں کی خدمت میں کچھ پیدل چل کر بھی جانا چاہیے۔ حق تو یہ تھا کہ ہم دیوبند سے پیدل چل کر حاضر ہوتے۔ اگر ایسا نہ کر سکیں تو کیا یہاں سے بھی پیدل چل کر حاضر نہ ہوں۔»

احقر کے جسم میں کوسناٹا سا نکل گیا کہ یہ اپنے شیخ کی خدمت میں مرید باصفا کی حاضری ہے یا ایک ساتھی کی ساتھی سے ملاقات سے

پردہ عجز میں مخفی ہے ترا اوج کمال

خاکساری میں نہاں رتبہ اعلیٰ تیرا

ہمارے ذہنوں میں تو اپنے شیخ کی خدمت میں بھی حاضری کے وقت اس طرح کے آداب کا تصور و خیال تک نہیں آتا۔ اور خود پرستی، اعراض پرستی، جاہ پرستی پھر باہمی رقابت، سیاسی کشمکش، فتنہ و فساد کے ماحول میں ان چیزوں کا سمجھ میں آنا کبھی مشکل ہے جیتک انانیت، اپنی جاہ

اپنی پسند اپنی خواہش سب کچھ فنا نہ ہو جائے کہ صرف ایک چیز رضائے مولیٰ باقی ہو وہ بھی اس شان سے کہ نمود اس کی بھی نہ ہو اس وقت تک یہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی مگر سہ

ایں جنین زیباروش کمتر بود اندر تہاں

یہ تو ہوا حضرت فقیہ الامت دامت برکاتہم کا احترام۔ اب آگے منئے۔ حضرت فقیہ الامت زید مجدہم حضرت مسیح الامت زید مجدہم کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ کسی نے تشریف اوری کی اطلاع حضرت مسیح الامت زید مجدہم کو کرنی حضرت مسیح الامت زید مجدہم بہت تیزی کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھے۔ اور قیام گاہ کے دروازہ سے باہر آکر ملاقات فرمائی، معانقہ فرمایا، دست بوسی فرمائی، اور حضرت فقیہ الامت زید مجدہم کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے۔ مسند پر بیٹھے کے لئے فرمایا مگر حضرت فقیہ الامت زید مجدہم مسند کے قریب بیٹھے، مسند پر نہیں، خود حضرت مسیح الامت زید مجدہم بھی مسند سے ایک طرف بیٹھے، مسند خالی رہی۔ بڑے پُر تکلف انداز میں گفتگو ہوتی رہی۔ اور پھر واپسی پر دروازہ سے باہر تک رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے۔ ایک دفعہ حضرت فقیہ الامت زید مجدہم جلال آباد تشریف لے گئے۔ وہی مابین اکرام و احترام اور انتہائی خلوص و محبت کا معاملہ جانہیں سے ہوا۔ حضرت مسیح الامت زید مجدہم نے کئی مسائل بھی معلوم کئے۔ اپنا وضو خانہ، غسل خانہ وغیرہ دکھایا اور ظہارت و نظافت سے متعلق مسائل معلوم فرمائے۔ سلام اور اس کے جواب سے متعلق بھی دریافت فرمایا۔ ایک دفعہ یہ احقر جلال آباد حضرت مسیح الامت زید مجدہم کی خدمت میں حاضر ہوا، جس محبت و احترام کے انداز میں حضرت فقیہ الامت زید مجدہم

کی خیریت دریافت فرمائی اس کی لذت اب تک نہیں گئی۔ غالباً الفاظ یہ تھے مگر انداز انتہائی محبت آمیز تھا۔

”ہمارے محترم حضرت مفتی صاحب کے کیسے مزاج ہیں“

اور مخصوص لطف آمیز انداز میں اس جملہ کو تین دفعہ دہرایا۔ حضرات شیخین زید مجدہما کے مابین بعض مسائل میں اختلاف رائے بھی ہوا اور اب بھی ہے۔ شوریٰ و اہتمام کے مسئلہ میں بھی دونوں حضرات کے درمیان اختلاف ہوا، اور اب بھی ہے۔ حضرت مولانا محمد سیح اللہ صاحب زید مجدہم کی ایک کتاب اس موضوع پر ”اہتمام و شوریٰ“ کے نام سے چھپی ہوئی ہے۔ حضرت اقدس مفتی صاحب کی بھی ایک کتاب ”شوریٰ و اہتمام“ کے نام سے چھپی ہوئی ہے۔ ہر ایک کی رائے مختلف ہے۔ اور اب یہ مسئلہ ملک بھر میں موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ مگر حضرات شیخین زید مجدہما کے مابین کسی جانب سے بھی باہمی محبت و اکرام و باہمی عظمت و احترام میں کسی درجہ میں بھی سرفراز نہ آیا۔

ماتحت مدرس کے ساتھ حسن سلوک | کان پور کے زمانہ قیام میں حضرت والا

زید مجدہم ہی وہاں صدر مدرس، صدر مفتی، شیخ الحدیث سب خود ہی تھے ایک مدرس صاحب جن کی استفادہ و صلاحیت اچھی نہیں تھی۔ سبق میں سبق پڑھانے کے بجائے طلبہ کے سامنے حضرت والا زید مجدہم اور مہتمم صاحب کی بُرائیاں کیا کرتے چونکہ وہ پڑانے مدرس تھے، لہذا تھے، عوام سے رابطہ رکھتے تھے، حضرت والا زید مجدہم کی مقبولیت سے جلتے تھے حضرت زید مجدہم سب برداشت فرماتے اور تاکہ طلبہ کا حرج نہ ہو، ان کے اسباق بھی خود پڑھاتے، ان کے پاس برائے نام ایک دو کتاب

رکھی۔ انھوں نے کہا کوئی اعتراض کرے گا۔ حضرت زید مجدہم نے فرمایا اگر تم کو کون کرے گا۔ میں کرتا۔ میں خود ہی ایسا کر رہا ہوں۔ مگر وہ صاحب اس سب کے باوجود اپنی حرکات سے باز نہ آئے۔ تو پھر وہ سبق بھی ان کے پاس سے منتقل کر لیا اور ایک سال تک برابر تنخواہ اپنے پاس سے عنایت فرماتے رہے۔ البتہ جب انھوں نے تحریری طور پر وجہ دریافت کی کہ سبق کیوں منتقل کر دیا تو اس کی وجہ بھی تحریر فرمادی کہ "آپ نے طلبہ کو اپنی خیر سے محروم کر دیا میں چاہتا ہوں مشرے بھی محفوظ ہو جائیں۔"

ایک معاصر مخالف مدرس کے ساتھ حسن سلوک دارالعلوم دیوبند میں حضرت

مولانا فخر الدین صاحب قدس سرہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے مسلسل اصرار پر بخاری شریف کا درس قبول فرمایا۔ ایک مدرس (جو بخاری شریف کے خواہشمند تھے) نے بہت پریشان کیا۔ طلبہ کو اعتراضات سکھاتے اور بے ٹکے بے ہودہ اعتراضات و سوالات کی بھرمار ہوتی جس سے طلبہ کا بھی نقصان ہوتا کہ سبق کم ہوتا اور سب طلبہ کو بھی تکلیف ہوتی۔ حضرت زید مجدہم کو بھی یہ حرکت خوب معلوم تھی اس سے ان کا مقصد حل نہیں ہوا تو سخت کرا یا جس سے بچکیوں کی اتنی شدید تکلیف ہو گئی جو برداشت سے بالکل باہر تھی۔ اور بھی کیا کیا چیزیں پیش آئیں مگر حضرت والا زید مجدہم کبھی کوئی حرف زبان پر نہ لاتے۔ راستہ میں ملتے تو حضرت زید مجدہم خود سے سلام مصافحہ فرماتے۔ اگر کوئی دوسرا ذکر کرتا تو اس کو بھی یہ کہہ کر خاموش فرمادیتے کہ وہ تو میرے بزرگ ہیں۔

اپنے فتویٰ سے رجوع

حضرت زید مجدہم کو اپنی رائے پر کبھی اصرار فرماتے نہیں دیکھا حتیٰ کہ فتویٰ لکھ کر دوسروں کو دکھاتے ہیں۔ اپنے تلامذہ کو بھی دکھانے میں کبھی عار نہیں اگر اہم فتویٰ ہو پھر تو ضرور اس کو مختلف علماء و مفتیان کو اہتمام سے دکھاتے ہیں کہ بھائی کوئی غلطی ہو تو بتاؤ۔ اگر کوئی کچھ عرض کرتا ہے بہت خوش ہو کر اس کو سنتے ہیں۔ اور اگر کبھی کسی نے دلیل کے ساتھ کسی فتویٰ یا اس کے کسی جز پر کلام کیا اور وہ صحیح ہوا تو اس کو فوراً قبول فرمایا اور اپنے فتویٰ سے بہت خوشی کے ساتھ رجوع فرمایا۔

بلا طلبہ معافیٰ فرمادینا

سنت سے سنت کسی نے غلطی کی اور ایذا پہنچائی فوراً معاف فرمادیا۔ بعض دفعہ اس نے معافی کی درخواست کی کہ حضرت کو تکلیف ہوئی ہوگی معاف فرماویں حضرت نے جواب دیا سب معاف ہے۔ میرے یہاں اس کا خاندان ہی نہیں کہ بات دل میں رکھی جائے اور اس کا خیال رہے بلکہ فوراً اس کے معافی طلب کئے بغیر ہی معاف کر دیا جاتا ہے۔

سخن کلمہ اور دعا

ایک دفعہ ایک کاتب نے فتاویٰ محمودیہ کی کتب میں بہت تاخیر کی اور وعدہ پر وعدہ کرتا رہا، جس سے حضرت والا زید مجدہم کو بہت تکلیف ہوئی۔ میرے کچھ حضرت والا زید مجدہم تشریف لائے ہوئے تھے۔ کاتب صاحب سے ملاقات ہوئی حضرت والا زید مجدہم کی زبان سے کوئی سخن کلمہ کاتب صاحب کے بارے میں نکل گیا۔ میرے سے دیوبند واپسی ہو گئی۔ پھر احقر دیوبند حاضر ہوا تو حضرت زید مجدہم نے فرمایا کہ کاتب صاحب کے لئے میرے کچھ سے دیوبند تک برابر

دعا کرتا رہا اس کلمہ کے کفارہ میں۔

مخالفین کے ساتھ خیر خواہی

جن لوگوں سے حضرت والا زید مجدہم کو ایذا میں پہنچیں زیر کتبھی ان سے انتقام نہیں لیا اور ان کو فورا معاف فرمادیا، بلکہ دعا، توبہ، مشورہ کے ذریعہ ان کی خیر خواہی میں ادنیٰ کوتاہی نہیں فرمائی جس کا مشاہدہ بحشرت ہوتا رہنا ہے جو بہت اونچا مقام ہے جو اللہ پاک کے خاص اور مقرب بندوں کو ہی عطا ہوتا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیقین کا ہی خاص حصہ ہوتا ہے۔

ایں سعادت بزرگوار و نیست تازہ بخشہ خداے بخشندہ!

اکابر کے اس نوع کے واقعات بحشرت سناتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے تعلق والوں کے لئے بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ اسی طریقہ کو اختیار کریں۔ اس سے بھی اعلیٰ مقام شاید یہ مقام ہے کہ اپنے سخت ترین مخالف کی طرف سے خود تو اپنے دل میں کدورت کیا ہو اپنے کسی متعلق کے دل میں بھی اس کی طرف سے کدورت گوارا نہیں۔

مظاہر علوم کے ہنگامہ میں ایک صاحب نے حضرت زید مجدہم اور دیگر اکابر کو بڑا کہنے میں بڑا حصہ لیا۔ ایک مقام پر ایک مجمع میں انھوں نے بہت نازیبا و نامناسب باتیں نقل کیں۔ حضرت والا زید مجدہم کے ایک خادم مقرب کو جو وہاں شریک تھا اس سے بہت تکلیف ہوئی اور دل میں ان کی طرف سے کدورت پیدا ہو گئی۔ حضرت والا زید مجدہم نے ملاقات پر فرمایا میں نے تمہارے قلب کی طرف توجہ کی مگر دیکھا کہ گرہ لگی ہوئی تھی۔ گویا تنبیہ کی کمان کی طرف سے بھی دل میں کدورت نہ ہوئی چاہیے اور یہ بھی فیض سے گڑ کا وٹ کا سبب ہے۔ کیا انتہا ہے اس وسعت ظرفی اور بلند جو صملگی کی۔

کسی کتاب میں شعر پڑھا تھا کہ

ہر کہ مارا یار نمود ایزد اور یار بود
ہر کہ مارا زنج دادہ راختش بسیار باد
ہر کہ در راہ منم حصار نہاد از دشمنی
ہر گئے کز باغ عمرش بشگفتار باد

اس وقت اس کو محض شاعری سمجھا تھا کہ واقعیت سے اس کا کیا تعلق۔ مگر حضرت والا زید مجدہم کی زندگی دیکھ کر سمجھ میں آیا کہ شعر میں محض شاعری نہیں بلکہ کچھ حضرات واقعہ اس کا مصداق ہوتے ہیں۔ ایسے حضرات کا طریق اس حدیث پاک کی عملی تفسیر ہوتا ہے صُنْ مَنْ قَطَعَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَأَحْسِنْ إِنْ مِنْكَ أَسَاكُ۔ جو قطع تعلق کرے اس سے تعلق جوڑو۔ جو ظلم کرے اس کو معاف کر دو جو تکلیف پہنچائے اس کے ساتھ احسان کر دو۔

حدیث کے مضمون پر کسی اسٹیج پر شہنشاہ تقرر کر دینا بہت آسان ہے مگر اس کی عملی تفسیر پیش کرنا ان حضرات ہی کا حصہ ہے۔

أُولَئِكَ أَبَايَ فَجِبْتُهُمْ

إِذَا جُمِعْتُنَا بِآخِرِ الْإِجْمَاعِ

یہ ہیں میرے آباء و اجداد پس ان جیسا تو بھی اے جبریر جب

مجامع تفاق ہم کو جمع کریں پیش کر۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

مع ترجمہ جو ہمارا دوست نہ ہو خدا اس کا دوست ہو۔ جس نے ہم کو رنج دیا اس کو بہت رحمت نصیب ہو۔ جو میرے راستہ میں دشمنی سے کانٹے بچاتا ہے۔ اس کی عمر کے باغ کا جو پھول کھلے گزار ہو

خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے
نبوت کے یہ وارث ہیں یہی ہیں نفل رحمانی
یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہیں کے اقتدار پر ناز کرتی ہے مسلمان
ان ہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
ان ہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہوں
پھر میں دریا میں اور ہرگز نہ کپڑوں کو لگے پانی
اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے
اور انہیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو ستمانی

اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے ان اکابر کے اوصاف و اخلاق میں سے
کچھ حصہ ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین!

مفتی ظہیر الاسلام
صاحب مد فیوضہم
سخت دشمن کے ساتھ حسن سلوک

جو اُس وقت جامع العلوم کا بنہر میں متعلم تھے روایت کرتے ہیں کہ قیام
کا بنہر کے زمانہ میں ایک صاحب کو حضرت والا زید مجدہم کی خداداد صلاحیتوں
اور محبوبیت و مقبولیت کی وجہ سے حضرت سے ایسا حسد ہوا کہ حضرت
زید مجدہم کی کھلی دشمنی پر اُتر آیا اور عداوت میں کوئی کبیر نہیں چھوڑی
غندڑوں کو اپنے ساتھ لیا ان کو اُلٹی سیدھی باتیں بتا کر بدظن کیا اور
حضرت زید مجدہم کے قتل تک کرنے پر آمادہ کیا اعلان کر دیا کہ فلاں رات
کو گولی ماریں گے۔ مگر وہ دروازہ بند کرنے کا سونے وقت معمول تھا مگر اس

رات حضرت والا نے دروازہ بھی کھلا چھوڑ دیا۔ کسی خادم نے دروازہ بند کرنے کو کہا فرمایا
اُج ہی تو کھولنے کا موقع ہے۔ اللہ پاک کی ذات عالی پر عجیب توکل و اعتماد کہ کسی
قسم کا ادنیٰ خوف دہرا س تک پاس نہیں۔ بعض طلبہ نے جن کو صورت حال کا
علم تھا پہرہ دینا چاہا ان کو بھی انکار کر دیا۔ طلبہ کو اس شخص کے خلاف سخت غصہ
تھا مگر ان کو کسی قسم کی کارروائی کرنے یا انتقام لینے یا کوئی کلمہ سخت کہنے سے حضرت
نے سختی سے روک دیا۔ اللہ پاک کی نفرت و حمایت کہ وہ شخص دھمکی اور اعلان کے
باوجود اور غندڑوں کو تیار کر لینے کے باوجود کچھ نہیں کر سکا۔ اور اس کی ہمت ہی
نہ ہو سکی کہ حضرت والا کے کمرہ کی طرف بُرائی کے ساتھ رُخ کرے۔

ایک موقع پر اس نے ایک شہنشاہ جگہ جگہ چسپاں کیا جس میں حضرت
زید مجدہم پر بے ہودہ اعتراضات اور بے بنیاد اتہامات و الزامات تھے۔
خدا نے اس کا جواب دینا چاہا حضرت زید مجدہم نے ان کو بھی روک دیا۔
اور خود حضرت زید مجدہم کا یہ طرز تھا کہ اُن سے ملاقات کے لئے ان کے مکان
پر تشریف لے جاتے ملاقات فرماتے خیریت و حالات دریافت فرماتے مشورہ
طلب امور میں ان کو بھی مشورہ میں شریک فرماتے۔ دیوبند، سہارن پور،
رائے پور کے اکابر سے ملاقات کے لئے کسی تندہیر سے اپنے صرفہ سے ان
کو ہمراہ لاتے اور ان سے دوستانہ معاملہ فرماتے اور ان کے کسی تعاون
سے دریغ نہ فرماتے۔ وہ روزگار اور ذریعہ معاش سے پریشان تھے ان
کے لئے دوکان کا انتظام فرمایا اور بڑی حد تک صرفہ برداشت فرما کر
اُن کو مطلب کرایا۔ اس اعلیٰ کردار و حسن اخلاق کی بنا پر ان کی عداوت
مودت و اُلفت بلکہ جاں نثاری سے تبدیل ہو گئی۔ اس نوع کے کتنے واقعات
پیش آئے مگر یہاں تو محض نمونہ دکھانا تھا۔ تفصیل کی اس مختصر رسالہ میں

گنجائش بھی نہیں، اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔
اس واقعہ کے راوی محترم مولانا مفتی ظہیر الاسلام صاحب مدت فیوضہم
ہیں جو اُس وقت جامع العلوم کانپور میں زیر تعلیم تھے۔

قضیہ دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کا سانچہ جو اُمت کا عظیم فتنہ بن گیا اور بہت زیادہ
افتراق و انتشار کا سبب بن گیا۔ اس کی بنیادی چیزوں پر اگر غور کیا جائے
تو یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں تھا جتنا بنا دیا گیا۔ احقر کے خیال میں دارالعلوم کے
اختلاف کا بنیادی سبب یہ تھا:-

ایک طرف تو حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند، صاحبزادہ محترم جناب مولانا محمد سالم صاحب امت
برکاتہم اُستاذ دارالعلوم دیوبند کو نائب مہتمم بنانا چاہتے تھے جو اکثر سفر
حضر میں حضرت حکیم الاسلام قدس سرہ کے ساتھ رہے جس کی وجہ سے ان کو
کافی تجربات حاصل ہوئے۔ ملک و بیرون ملک میں ان کا تقارن ہوا۔
تقریر و خطابت میں بھی مہارت حاصل کی۔ خاندانی اوصاف، شرافت و
نجابت بھی درشہ میں ملے۔ ان سب چیزوں کی وجہ سے حضرت حکیم الاسلام
قدس سرہ موصوف کو نائب مہتمم بنانا چاہتے تھے اور اسی میں دارالعلوم
کا مفاد سمجھتے تھے۔ ایسا نہ ہونے کی صورت میں ان کو دارالعلوم کی مغرت
کا اندیشہ تھا۔ اس لئے اپنی اس رائے پر ان کو اصرار تھا۔

دوسری جانب اراکین مجلس شوریٰ کے سامنے یہ پہلو تھا کہ کہیں اس کے

جانشینی کی داغ بیل نہ پڑ جائے اور بعد میں نااہلیت کے باوجود بیٹے ہی کو
جانشین بنانے کا سلسلہ جاری نہ ہو جائے جس سے بعد میں خاندانی جائداد
و ورثہ کی حیثیت پیدا ہو جائے جو ظاہر ہے کہ دارالعلوم کے مفاد کے خلاف ہے
اس کے ساتھ ساتھ اراکین مجلس شوریٰ کے سامنے محترم موصوف
دام ظلہم کے دوسرے بعض پہلو ایسے بھی ہوں جن کی وجہ سے وہ محترم مولانا
محمد سالم صاحب مدظلہ کو نائب مہتمم نہ بنائے جانے پر مصر اور بضد تھے۔
ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ ہر فریق اپنی رائے پر اصرار کرنے میں حق
بجانب ہوگا۔ اگر معاملہ یہیں تک محدود ہوتا تو مضائقہ نہ تھا مگر ایسا ہوا
نہیں۔ کچھ نچلے لوگوں نے معاملہ حد سے بڑھا دیا اور اختلاف رائے کے
حدود و آداب سے بہت تجاوز کر گئے جس سے خطرناک صورت پیدا ہو گئی
جس کو بیان کرنے کی زبان و قلم میں طاقت نہیں اور ضرورت بھی نہیں۔

اختلاف مظاہر علوم سہارنپور

مظاہر علوم سہارن پور کے سانچہ عظیمہ کا بنیادی سبب مظاہر علوم ہوتا
ہے کہ حضرات سرپرستان مظاہر علوم سہارن پور مدرسہ مظاہر علوم کی مجلس
شوریٰ کا رجسٹریشن کرانا ضروری سمجھتے تھے۔ بلکہ اس کی تحریک حضرت
شیخ الموریت قدس سرہ اور حضرت مولانا اسد اللہ صاحب قدس سرہ ناظم
مدرسہ فرما چکے تھے۔ اور اس کے قوی دلائل ان حضرات کے سامنے تھے۔
اور اسی میں مدرسہ کی حفاظت سمجھتے تھے۔ بہت سے وکلاء، قانون دان
حضرات کی آرا بھی ان کے سامنے تھے کہ رجسٹریشن سے نہ وقت منہا شر

ہوتا ہے نہ اور کوئی نقصان ہوتا ہے وقف برابر وقف رہتا ہے بلکہ اور قوی ہو جاتا ہے۔ اور بدخواہوں کے خرد برد کرنے کے بدارا دوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ بشہری لوگوں کی ماضی کی تاریخ بھی ان کے سامنے کھتی کہ مدرسہ مظاہر علوم پر اپنا نقطہ جماع کی کتنی کوشش انھوں نے کی۔ اور ناکامی کی صورت میں مدرسہ مظاہر علوم کے بالمقابل دوسرے مدرسہ کی داغ بیل ڈالی، مگر اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے اللہ پاک نے ان کو ناکام بنایا اور مظاہر علوم محفوظ رہا۔ جن کی بناء پر سرپرستان مدرسہ رجسٹریشن کرانا ضروری خیال فرمایا۔

دوسری جانب حضرت مولانا الحاج المفتی مظفر حسین صاحب دامت برکاتہم گو شروع میں رجسٹریشن کرانے کے مسئلہ میں حضرات سرپرستان کے ساتھ تھے مگر بعد میں ان کی رائے بدل گئی اور موصوف رجسٹریشن کو مدرسہ کے حق میں مضر سمجھنے لگے اور ان کو بتایا گیا کہ اس سے وقف خرد برد ہو جائے گا۔ اس لئے انھوں نے حضرات سرپرستان کی رائے سے اختلاف کیا اور جس چیز کو وہ مدرسہ کے حق میں مضریقین کرتے تھے اس سے اختلاف کرنا مقتضایہ تقویٰ و دیانت تھا۔

اس لئے احقر کی رائے میں مابہ اختلاف (کہ رجسٹریشن مفید ہے یا مضر) مسئلہ کو باہمی گفتگو سے و کلام و قانون داں حضرات سے تحقیق و تفتیش کے ذریعہ حل کرنا تھا۔ اگر رجسٹریشن کا مضر ہونا متفقہ طور پر یا و کلام ماہرین کی کثرت رائے سے معلوم ہو جاتا تو شاید حضرات سرپرستان میں سے کوئی بھی رجسٹریشن کی حمایت نہ کرتا۔ اور اگر مفید یا کم از کم غیر مضر ہونا معلوم ہو جاتا تو حضرت مفتی مظفر حسین صاحب دامت برکاتہم کے تقویٰ و

دیانت کا تقاضا تھا کہ اپنی رائے سے رجوع فرمالیتے۔

مگر شہر کے وہ حضرات جو پہلے سے خاندانی رقابت کی بنا پر مدرسہ پر اپنا نقطہ چاہتے تھے اور متعدد بار ماضی میں اس کی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے تھے، اس اختلاف سے انھوں نے پورا فائدہ اٹھایا اور حضرت مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ کے سامنے اس طرح کی چیزیں انھوں نے رکھیں کہ حضرت مفتی صاحب اپنے منصب کے برخلاف مجلس پرستان کو معطل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور پھر یہاں بھی اختلاف رائے کے حدود و آداب کو برطرف کر کے وہ سب کچھ ہوا کہ

اگر گویم زباں سوزد

ظاہر ہے کہ دونوں اداروں دارالعلوم و مظاہر علوم کا یکے بعد دیگرے یہ اختلاف جنگ جلی و صفین سے بڑھ کر نہیں تھا، نہ ماضی میں علماء برحق کے دیگر اختلافات سے بڑھ کر تھا۔ مگر فرق یہی ہوا کہ پہلے ان اختلافات میں آداب و حدود کو بھی سامنے رکھا گیا۔ اور یہاں ان آداب و حدود کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اور علماء برحق کا وہ گروہ جو ہر وقت ترویج سنت، اشاعت دین میں سرگرم عمل رہتا تھا اور بدعات و بددینی، کفر و الحاد اور دیگر باطل فزقوں و فتنوں تنظیموں کے مقابل صف آرا رہتا تھا، آپس میں الجھ بیٹھا اور شرعی حدود و آداب کو پامال و نظر انداز کرنے کا جو نتیجہ ہوتا ہے ہو کر رہا۔ اہل علم کی عظمت و عقیدت بھی عوام کے دلوں سے رخصت ہوئی۔ اور امت کا وہ نقصان ہوا جس کی تلافی مدت دراز میں بھی شاید بدستور ہو سکے۔ مہبت سے سادہ لوح عوام اس کشمکش میں مبتلا ہوئے کہ ہم کیا کریں، کس کا ساتھ دیں کس کا ساتھ نہ دیں۔ عوام تو پھر کالانعام، وہ اختلاف کے آداب و حدود

سے واقف ہی کہاں، جس کا ساتھ دیا اس کو عرش پر جا بٹھایا اور دوسرے فریق کی تذلیل و توقہین اور قضیق تک سے گریز نہ کیا۔ اور علماء و مشائخ کی تذلیل و توقہین کر کے خسارہ عظیم حاصل کیا۔ دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی کا سامان کیا۔ اللہ پاک حفاظت فرمائے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عوام کے لئے طریقہ عملی کہ علماء میں اختلاف ہو تو عوام کیا کریں، بیان کر دیا جائے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کا مضمون "وحدۃ اُمت" سے اور قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ کے مضمون "الاعتدال" سے ملخص کر کے نقل کرتا ہوں۔

علماء میں اختلاف ہو تو عوام کیا کریں؟

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-
بہت سے حضرات مسائل میں علماء کے اختلافات سے پریشان ہو کر بوجھ کر کرتے ہیں کہ ہم کدھر جائیں جس کی منہ میں یہ پوشیدہ ہوتا ہے کہ اب ہم کسی کی نہ سنیں۔ سب سے آزاد ہو کر جو سمجھ میں آئے کیا کریں، اور بظاہر ان کا یہ معصومانہ سوال حق بجانب نظر آتا ہے۔ لیکن ذرا غور فرمائیں تو ان کا جواب اپنے گرد و پیش کے معاملات میں خود ہی مل جائے گا۔

ایک صاحب بیمار ہوئے۔ ڈاکٹروں یا حکیموں کی آراء میں تشخیص و تجویز کے بارے میں اختلاف ہو گیا تو وہ کیا کرتے ہیں۔ یہی ناکردہ ان ڈاکٹروں، حکیموں کی ڈگریاں معلوم کر کے یا پھر ان کے مطب میں علاج کرائے والے

مریضوں سے یا دوسرے اہل تجربہ سے دریافت کر کے اپنے علاج کے لئے کسی ایک ڈاکٹر کو متعین کر لیتے ہیں۔ اس کی تشفی و تجویز پر عمل کرتے ہیں مگر دوسرے ڈاکٹروں، حکیموں کو برا بھلا کہتے نہیں پھرتے۔ یہاں کسی کا یہ خیال نہیں ہوتا کہ مسائل میں اختلاف ہے تو سب کو چھوڑ دو۔ اپنی آزاد رائے سے جو چاہو کرو۔ کیا یہی طرز عمل علماء کے اختلاف کے وقت نہیں کر سکتے۔

ایک مثال اور لیجئے۔ آپ کو ایک مقدمہ عدالت میں دائر کرنا ہے۔ قانون جاننے والے و کلام سے مشورہ طلب کیا۔ ان میں اختلاف رائے ہوا تو کوئی آدمی یہ تجویز نہیں کرتا کہ مقدمہ دائر کرنا ہی چھوڑ دے، یا پھر کسی وکیل کی نہ سنے۔ خود اپنی رائے سے جو سمجھ میں آئے وہ کرے، بلکہ ہوتا یہی ہے کہ مختلف طریقوں سے ہر شخص اتنی تحقیق کر لیتا ہے کہ ان میں کوئی دلیل اچھا جاننے والا اور قابل اعتماد ہے اس کو اپنا وکیل بنا لیتا ہے۔ اور دوسرے وکیل کو باوجود اختلاف کے دشمن نہیں سمجھتا، برا بھلا نہیں کہتا اس سے لڑتا نہیں پھرتا۔

یہی فطری اور سہل اصول اختلاف علماء کے وقت کیوں اختیار نہیں کیا جاتا۔ یہاں ایک بات یہ بھی سن لی جائے کہ بیماری اور مقدمے کے معاملات میں تو آپ نے کسی غلط ڈاکٹر یا غیر معتد وکیل پر اعتماد کر کے اپنا معاملہ اس کے حوالہ کر دیا تو اس کا جو نقصان پہونچتا ہے۔ وہ ضرور آپ کو پہونچے گا۔ مگر علماء کے اختلاف میں اس نقصان کا بھی خطرہ نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ کسی شخص نے اگر کسی عالم سے سوال کیا اور اس نے فتویٰ غلط دیدیا تو اس کا گناہ سوال کرنے والے پر نہیں بلکہ فتویٰ دینے والے کے سر ہے۔ شرط یہ ہے کہ سوال اُس شخص سے کیا گیا ہو جس کا

عالم ہونا آپ نے ایسی ہی تحقیق و جستجو کے ذریعہ معلوم کیا ہو جو اچھے معالج اور اچھے وکیل کی تلاش میں آپ کیا کرتے ہیں۔ اپنی مقدور بھر صمیم عالم کی تلاش و جستجو کر کے آپ نے ان کے قول پر عمل کر لیا تو آپ اللہ کے نزدیک بری ہو گئے۔ اگر اس نے غلط بھی بتا دیا ہے تو آپ پر اس کا کوئی نقصان یا الزام نہیں ہاں یہ نہ ہونا چاہیے کہ ڈاکٹر کی تلاش میں تو اس کا ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ہونا بھی معلوم کریں اور یہ بھی کہ اس کے مطلب میں کس طرح کے مرئیں زیادہ شفا یاب ہوتے ہیں۔ مگر عالم کی تلاش میں صرف علم کے کمرے اور ڈاڑھی کو زیادہ سے زیادہ جیسے میں کچھ بول لینے کو معیار بنالیں۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ اپنی ذمہ داری سے بری نہیں۔ اس نے جواب میں کوئی غلطی کی تو آپ بھی اس کے مجرم قرار پائیں گے۔ (وحدت امت ص ۴۷)

اس لئے علماء میں بھی اس کی تعلیم کے ساتھ اس کی زندگی بھی دیکھیں کہ کس کی زندگی سنت کے مطابق زیادہ ہے کس کی کم، کس میں دنیا کی طمع ہے اور کون آخرت کی طرف زیادہ ساعنب ہے۔ اس سے تعلق رکھنے والوں کو بھی دیکھیں کہ ان میں بھی دینداری، خوفِ خدا، اتباعِ سنت، آخرت کی رغبت ہے یا نہیں۔ ان سب چیزوں میں غور و فکر کرنے کے بعد جس پر اعتنا زیادہ ہو اس کا اتباع کریں۔ مگر احترام دوسرے علماء کا بھی لازم اور ضروری ہے۔ مزید کہ دوسرے علماء کی شان میں گستاخیاں کرنے لگیں کہ یہ انتہائی خطرناک ہے۔ جیسا کہ آج کل عام طور پر ہو رہا ہے کہ اپنے مخالف عالم کو فاسق فاجر تک کہنے سے نہیں چوکتے بلکہ اب تو اس کے ایمان تک پر حملے کئے جاتے ہیں۔

فَالِی اللّٰهِ الْمَشْتٰکِی

قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:-

وہ عوام نے مسائل میں رائے زنی کو خواہ مخواہ اپنا مسئلہ بنا لیا۔ ان کو اپنی علم کے اختلاف میں حکم بننے کی کیا ضرورت ہے کہ ان کے علمی اباحت، ان کے علمی دلائل سمجھنے کی اہلیت نہیں۔ لیکن ان میں محاکمہ اور فیصلے یہ حضرات فرمائے لگے، حالانکہ ان کا کام یہ تھا کہ علمائے حق میں سے جس کے ساتھ حسن عقیدت ہو تجربہ سے اس کا دیندار تجربہ کار ہونا اور اللہ والا ہونا ثابت ہو چکا ہو اس کا اتباع کرتے۔ لیکن یہ تو جب ہوتا جب عمل مقصود ہوتا۔ یہاں مقصود ہی نزاع ہے۔ اس جلسہ اور اس تقریر میں ان کو لطف بھی نہیں آتا جس میں دوسروں پر سب دشمن نہ ہو، دوسروں پر تنقید نہ ہو، دوسروں کی بگڑیاں نہ اچھالی جاتی ہوں۔ جس جلسہ میں سیدھی سیدھی دین کی باتیں بیان کی جائیں وہ جلسہ نہایت پھیکا اور بے مزہ ہے۔ وہ وعظ ہی نہیں تقریر جانتا ہی نہیں۔ ماہر تقریر وہی ہے جو مخالفین کو کھری کھری سنائے۔ (الاعتدال ص ۱۸)

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:-

«حالانکہ اتباع کا منصب یہ تھا کہ علمائے حق میں سے جس سے عقیدت ہو اس کا عالم باعمل ہونا محقق ہو جائے اس کے ارشادات پر عمل ہو۔ لیکن ہم لوگوں میں باوجود ادعائے محبت و عقیدت عمل تو نڈارد ہے۔ ساری محبت کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے بڑے کی حمایت میں دوسروں کے بڑوں کو گالیاں دیں۔ کلام اللہ شریف میں جس کی تعلیم مسلمان کا ایمان ہے وہ تو اس بارے میں اتنا سخت کہ لَا تَسْبِقُوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسْبِقُوا اللّٰهَ

عَدُوًّا وَبَغِيضًا (س انفاء ۱۳) ارشاد ہے کہ تم گالیاں نہ دو ان (معبودوں) کو جن کو یہ مشرک اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر پکارتے ہیں۔ (اور عبادت کرتے ہیں۔ کیونکہ تمہارے ایسا کرنے سے) پھر وہ لوگ بوجہ جہل کے حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔

قرآن پاک تو دوسروں کے بتوں کو گالیاں دینے کی بھی ممانعت کرتا ہے لیکن اس کے اتباع کے دعویداروں کا یہ عمل کہ ان کا کوئی جلسہ کوئی جلوس بھی دوسروں کی بربادی کے نعروں سے ان کے اکابر پر سب و شتم سے خالی نہیں ہوتا، آج کل ہر جماعت کا معظّم عمل بجائے اپنی تعمیر اپنی تقویت اور عمل کی تدابیر کے دوسروں کی تخریب، ان کو گالیاں دینا، مردہ باد کے نعرے لگانا بن گیا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ اس کی شکایت بھی ہر فریق کو ہے کہ مسلمان تباہ ہو گئے، برباد ہو گئے، خود ہی ہر فریق دوسرے مسلمانوں کی بربادی کی دُعائیں کرتا ہے اور خود ہی اس کا ردنا روتا ہے کہ مسلمان برباد ہو گئے۔

فائدہ المستعان (الاعتدال ص ۴)

بزرگوں کی شان میں گستاخی کا وبال

چہ جائیکہ اولیاء اللہ کو گالیاں دینا، بڑا بھلا کہنا کہ اس میں اپنا ہی کچھ بگاڑنا ہے، کسی کا کیا نقصان ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَن عَادَى لِيْ ذِيْ رِيْثَةٍ اَوْ مَنَافِقٍ فَيُجَافِ (مشکوٰۃ، بخاری وغیرہ) جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میری طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے۔ تم خود سمجھ لو کہ اللہ جل جلالہ سے لڑائی کر کے دنیا میں کون شخص فلاح پاسکتا ہے اور آخرت کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ اور یہ مضمون کئی حدیثوں میں مختلف الفاظ سے نقل کیا گیا ہے جس سے معلوم

ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف الفاظ سے اس پر متنبہ فرمایا ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جس شخص نے میرے کسی ولی کو ستایا وہ میرے ساتھ لڑائی پر آمادہ کیا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کے لئے سامنے اتر آیا (فتح الباقی) ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ اللہ کے ساتھ لڑائی کے لئے مقابلہ کرتا ہے۔ (حاکم، مستدرک) ایک روایت میں ہے جو شخص میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے وہ مجھ سے لڑنے کے لئے مقابلہ میں آتا ہے۔ میں اپنے اولیاء کی حمایت میں ایسا ناراض ہوتا ہوں جیسے غضبناک شیر (در منثور)

کتنا سخت اندیشہ ناک معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے جس کی لڑائی ہو اس کا بھلا ٹھکانا کہاں۔ اور پھر اگر اس کے معاملہ میں ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں، ناک کان، آنکھ جائے تب بھی سہل ہے کہ دنیا کی تکلیف بہر حال ختم ہونے والی ہے اور اس نوع کے نقصان سے توبہ کی امید ہے لیکن خدا بخیر است کوئی دینی نقصان پہنچ جائے کسی بددینی میں مبتلا ہو جائے تو کیا ہو۔ ائمہ نے کہا ہے کہ گناہوں میں کوئی گناہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے کرنے والے کو اللہ جہنم شائع نہ اپنے ساتھ لڑائی سے تعبیر فرمایا ہو۔ بجز اس گناہ کے اور سود کھانے کے کہ حق تعالیٰ شائع نے ان دونوں کو اپنے ساتھ جہنم سے تعبیر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں کا گناہ بہت ہی زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اور ان لوگوں کے سویر خاتمہ کا اندیشہ ہے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

صاحب منظر برحق نے بھی یہی لکھا ہے کہ اللہ سے بندہ کی لڑائی دلالت کرتی ہے خاتمہ بد ہونے پر۔ ایک مسلمان کے لئے خاتمہ بالآخر ہونا انتہائی

مرغوب اور لازوال نعمت ہے۔ اور جس چیز سے خاتمہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تم ہی سوچو کہ کتنی خطرناک چیز ہوگی۔

شیخ احمد کا ارشاد شیخ احمد نے جامع الاصول میں لکھا ہے اُن حضرات صوفیاء پر

انکار کرنا جو سنت کے متبع ہوں اور بدعت کے توڑنے والے ہوں۔ بالخصوص وہ حضرات جو علم نافع اور عمل صالح رکھتے ہوں اور معارف و اسرار کے حامل ہوں نہ ہر قائل ہے اور بڑی ہلاکت ہے۔ بڑی سخت و عید اس بارے میں وارد ہوئی ہے اور یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ دل میں اللہ جل جلالہ سے اعراض ہے اور وہ امراض سے بھرا ہوا ہے۔ ایسے شخص کے خاتمہ کے خراب ہونے کا (معاذ اللہ) اندیشہ ہے (الاعتدال ص ۱۸۸)

ایک نصیحت اس کے بعد حضرت شیخ المشائخ نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:-

”بہر حال میں اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو خاص طور سے متوجہ کرنا ہوں اور کرتار ہوتا ہوں کہ وہ اللہ والوں سے ذرا بھی دل میں کدورت نہ رکھیں ورنہ مجھ سے تعلق نہ رکھیں۔ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ بھی ہمیشہ اس کی خصوصیت سے تاکید فرمایا کرتے تھے“ (حوالہ بالا)

امام ابو تراب بخشی کا ارشاد علامہ شمس الدینی طبقات کبیری میں لکھتے ہیں کہ امام ابو تراب بخشی

جو مشائخ صوفیہ میں ہیں یہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کا دل اللہ جل شانہ سے اعراض کے ساتھ مانوس ہو جاتا ہے تو اہل اللہ براعتراض کرنا اس کا رفیق اور ساتھی بن جاتا ہے۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے نامانوس ہو جاتا ہے تو

وہ اہل اللہ براعتراض کرنے کا خوگر ہو جاتا ہے۔
جوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پاکاں برد (الاعتدال ص ۱۸۸)

شیخ علی خواص کا ارشاد حضرت شیخ علی خواص جو مشہور اولیاء میں ہیں فرماتے

ہیں کہ اپنے آپ کو اس چیز سے نہایت محفوظ رکھنا کہ کسی ایسے شخص کی بات پر کان دھرو جو علما یا مشائخ صوفیہ پر (بلا کسی شرعی وجہ کے) اعتراض کرتا ہو کہ اس کی وجہ سے تم اللہ جل شانہ کا نگاہ حفاظت سے گرجاؤ گے۔ اور اللہ کی ناراضی اور عفتہ کے سزاوار ہو گے (طبقات کبریٰ)

اولیاء اللہ کی محبت شیخ ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانی فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی محبت سے زیادہ

افضل کوئی عبادت نہیں ہے کہ ان کی محبت اللہ جل شانہ کی محبت کی علامت ہے۔ (نزهۃ البسائین)

اس لئے تمہیں خاص طور سے نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ والوں سے جتنی محبت اور تعلق پیدا کر سکو اس میں ذرا کمی نہ کرنا۔ امید ہے کہ میری یہ نصیحت قبول کرو گے۔

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست نذر اند

جو اناں سعادت مند پسند پیر دانا را!

اہل اللہ سے جتنا تعلق اور محبت پیدا ہو سکے وہ اکسیر سے دونوں جہاں میں کام آئیں گے۔
چیز ہے دست درد امن مرداں زن و اندیشہ کن

ہر کہ بالوزن نشیند چہ علم از طوفان نش (الاعتدال ص ۱۸۸)

علمائے حق کی اہانت

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں :-
البتہ ضروری ہے کہ جو لوگ علمائے حق کے درپے آزار ہیں ان کی اہانت و تذلیل کو فخر سمجھتے ہیں اور کرتے ہیں وہ غالباً بلکہ یقیناً علماء کی بہ نسبت اپنا نقصان زیادہ کر رہے ہیں۔ علماء کا تو زیادہ سے زیادہ یہ نقصان کریں گے کہ کچھ دنیاوی متاع میں شاید نقصان پہونچا سکیں بشرطیکہ وہ مقدر میں کچھ کمی کر سکنے پر قادر ہوں یا دنیوی عزت و جاہ کو جو نہایت ہی بے وقعت اور ناپائیدار چیز ہے نقصان پہونچا سکیں گے مگر یہ لوگ اپنے کو برباد کر رہے ہیں اور اپنا دینی نقصان کر رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص میری اُمت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کی قدر نہ کرے (ترغیب)

اس ارشاد نبوی کے بعد علماء کو علی العموم گالیاں دینے والے بڑا بھلا کہنے والے اپنے کو اُمت محمدیہ میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن صاحب اُمت ان کو اپنی اُمت میں شمار کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جن کو منافق کے سوا کوئی شخص ہلکا (اور ذلیل) نہیں سمجھ سکتا۔ ایک وہ شخص جو اسلام کی حالت میں بڑھا ہو گیا ہو، دوسرے اہل علم تیسرے منصف بادشاہ (ترغیب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَعْدُ عَالِمًا اَوْ مُنْعَلِمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُجَبًّا وَلَا تَكُنْ الْخَامِسَ فَتَهْلِكُ (مقاصد حسنہ جامع) کہ تو یا عالم بن یا طالب علم یا علم کا سننے والا یا (علم اور علماء) سے محبت رکھنے والا بن، پانچویں قسم میں داخل نہ ہونا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ حافظ

ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ پانچویں قسم سے مراد علماء کی دشمنی ہے اور ان سے بغض رکھنا۔

حفاظ اور علماء کا مقام

ایک حدیث میں وارد ہے :-

حَمَلَةُ الْقُرْآنِ عَرَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.
(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

قرآن شریف کے حاملین یعنی (حفاظ اور علماء) قیامت کے دن جنت والوں کے چودھری ہوں گے۔

ایضاً

دوسری حدیث شریف میں وارد ہے :-

حَمَلَةُ الْقُرْآنِ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ فَمَنْ عَادَاهُمْ عَادَى اللَّهَ وَهُوَ الْآلَاءُ هُمْ قَعْدُوا إِلَى اللَّهِ.
(رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ)

حاملین قرآن اللہ کے ولی ہیں جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے وہ اللہ سے دوستی کرتا ہے۔

امام اعظم کا ارشاد

خطیب بغدادی نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اور امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ اگر فقہاء (علماء)

اللہ کے ولی نہیں ہیں تو پھر اللہ کا کوئی ولی ہے ہی نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد

جبرالائہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی فقیہ (عالم) کو اذیت پہونچائے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہونچائی اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہونچائے اس نے اللہ جل جلالہ کو اذیت پہونچائی۔

علماء کی غیبت

حافظ ابوالفتح بن عساکر فرماتے ہیں:-

”علماء کے گوشت (یعنی غیبت نہایت زہریلے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی پردہ دری میں اللہ کی عادت سب کو معلوم ہے) کہ جو لوگ علماء کی اہانت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی پردہ دری فرماتے ہیں) جو شخص ان کو عیب لگانے میں لب کثانی کرتا ہے اس کے مرنے سے پہلے حق تعالیٰ شائد اس کے دل کو مردہ بنا دیتے ہیں۔ (الاعتدال ص ۱۵۹)

علماء سے بغض

نقل کیا گیا ہے کہ علم سے اور علماء سے بغض و نفرت سخت اندیشہ ناک ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں نصاب سے نقل کیا ہے:-

مَنْ أَبْغَضَ عَالِمًا مِنْ عَنِيبٍ جو شخص کسی عالم سے بلا کسی ظاہری سبب ظاہر خبیث علیہ الگفتار سبب کے بغض رکھے اس کے کفر کا اندیشہ ہے ظاہری سبب سے ہر مادہ ہے کہ اگر کوئی شرعی وجہ اور دلیل اس بات کی ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن بلا کسی شرعی وجہ کے ایسا کرنا سخت اندیشہ ناک ہے

ایسی صورت میں کہ جب اندیشہ ناک صورت پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ کیا ضروری نہیں کہ ہر شخص اس چیز میں خصوصی احتیاط برتے۔ کسی عالم کے قول کو نہ کرنے کا حق ضرور حاصل ہے اس کی تزدید ضرور کی جاسکتی ہے مگر جب ہی جب اس کے قول کے بالمقابل تزدید کا شرعی سامان موجود ہو اس کے قول کے خلاف انصوص شرعیہ موجود ہوں اور رد کرنے والا انصوص سے استدلال کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یہ میرا مقصود ہرگز نہیں ہے کہ عالم جو بھی کہے وہ صحیح ہے۔ اور اس کے قول پر رد اور انکار نہ کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کے قول پر رد نہ کیا جاسکے

یا اس کے اقوال و افعال میں غلطی کا احتمال نہ ہو بے شک ہے اور ضرور ہے لیکن رد کرنے کے واسطے اور غلطی پکڑنے کے واسطے بھی شریعت مطہرہ میں حدود قائم ہیں اس کے درجات ہیں اس کے قواعد اور آداب ہیں تا وقتیکہ ان سے اقصیت نہ ہو رد کرنے کا حق بھی کسی کو نہیں ہے۔ (الاعتدال ص ۱۵۹)

پس کسی بھی عالم اور بزرگ کی شان میں گستاخی کرنے سے اپنے آپ کو بہت زیادہ بچائیں کہ اس کا وبال آخرت میں تو ہو گا ہی بعض دفعہ دنیا میں بھی اس کا سخت وبال ہوتا ہے۔

ادنیٰ مومن کی دل آزاری

بلکہ ہر ادنیٰ مومن کی دل آزاری اور ایذا دہی سے اپنے آپ کو بچائیں۔ حضرت مولانا

محمد الیاس صاحب (بانی تبلیغ) نور اللہ مرقدہ کا مقولہ ہے ”کسی ادنیٰ مومن کی دل آزاری بھی بڑے سے بڑے عل کو بے رونق بنا دیتی ہے۔“

سیدی حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم سے یہ مقولہ بارہا سنا ہے۔ اور جب ادنیٰ مومن کی دل آزاری کا یہ حال ہے تو علماء کرام اور اکابر اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی اور ان کی دل آزاری کا کیا حال ہو گا۔ باطنی اور روحانی ترقی سے محروم کر دیا، تو اس کا ادنیٰ کرشمہ ہے جس کا انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا۔

حضرت مدنیؒ کی شان میں گستاخی کا وبال

سیدی حضرت اقدس مفتی صاحب زید مجدہم سے

بارہا سنا کہ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ سفر میں تشریف لے جا رہے تھے۔ ٹرین میں کچھ لگیوں نے گستاخیاں کیں ڈاڑھی میں شراب ڈال حضرت مدنیؒ روئے کچھ نہیں فرمایا اور ساتھیوں سے بھی فرما دیا خبردار! کوئی کچھ نہ کہے کر لینے دو ان کو جو انکے جی میں ہے۔ ایک شخص نے حضرت قدس سرہ کی ٹوپی اُتار کر پیروں میں روندنا اور حضرت قدس سرہ

کے سامنے نہ گنا ہو کر ناجائز حضرت قدس سرہ نے کچھ نہیں فرمایا۔ مگر زیادہ وقت نہیں گذر کہ مخالفوں نے اس کے گھر چھاپا مارا اور اس کے سامنے اس کی گھر کی عورتوں کو نہنگ کر کے بنایا وہ شہنشاہ کہنا تھا کہ میں سمجھ گیا کہ یہ اسی کی سزا ہے۔ (اللہم احفظنا منہ)

ایک عورت کو جانکنی کی تکلیف

سہارنپور میں ایک عورت حضرت اقدس مدنی اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہما کو برا کہا کرتی تھی۔ انتقال کا وقت آیا بے چینی اور پریشانی میں تین روز گذر گئے۔ روح نہیں نکلتی۔ کچھ حصہ کی روح نکلی گئی باقی حصہ کی نہیں نکلتی کسی کو خیال ہوا اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے اکر اس کی طرف سے صورت حال بتا کر معافی طلب کی حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا "میری طرف سے بھی معاف حضرت مدنی رحمہ کی طرف سے بھی معاف" ابھی شخص واپس نہیں پہونچا کہ اس کی مشکل آسان ہو گئی (روح نکل گئی)

اللَّهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَغَضَبِ حَبِيْبِكَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)
وَعَضْبِ اَوْلِيَايْكَ رَحِمَ مَ حَبِيْبِكَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَرَحِمَ مَ اَوْلِيَايْكَ
وَسَلَّمَ حَبِيْبِكَ وَحَبَّ حَبِيْبِكَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَحَبَّ اَوْلِيَايْكَ
رَحِمَ مَ حَبِيْبِكَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَرَحِمَ مَ اَوْلِيَايْكَ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ
التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ رَحِمَ مَ حَبِيْبِكَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعَلَىٰ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِنِّیْ یَوْمَ الدِّیْنِ

العبد محمد فاروق عفا اللہ عنہ
مقیم حال چھتہ مسجد دارالعلوم دیوبند
۱۲ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

نقیحہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مفتی اعظم ہند کی بعض اہم و مقبول تالیفات

کتاب الزکوٰۃ۔ کتاب الصوم۔ کتاب الحج۔ اور کتاب النکاح
پر تفصیلی کلام ہے وہ موجودہ وقت کے لکھنا سے بڑا
فراخ ہے صفحات ۱۵۵۔ جلد ریگزیں کی کتاب انسٹیٹ پر
جلد رابع | جلد رابع میں کتاب الطلاق۔ باب
الایمان والندور۔ کتاب البیوع۔ باب الریاء۔ کتاب
الامارۃ۔ باب الحدود والتعزیرات۔ کتاب الزبائح
والانضیہ والتقیید پر مشتمل ہے صفحات ۱۵۵۔ کتابت
جماعت اعلیٰ۔ کاغذ عمدہ۔ جلد ریگزیں منقش۔
جلد خامس | کتاب الطہر والاباقر۔ الاشکات
مسائل میراث اور دوسرے اہم ابواب پر مشتمل ہے
صفحات ۱۵۵۔ کتابت جماعت اعلیٰ۔ کاغذ عمدہ۔
جلد ریگزیں کی منقش۔

جلد ثانی | جلد اول کی طرح جلد ثانی بھی کافی مقبول
ہوئی اس کے اہم ابواب یہ ہیں۔ کتاب الطہارۃ۔ باب
الاذان۔ باب الامات۔ کتاب الصلوٰۃ مسائل ثلاث
باب الجہد والعیار۔ باب الصلاۃ السافر۔ باب الجنائز
باب احکام المساجد والوقت۔ صفحات ۱۵۵۔ کتابت
انسٹیٹ پر کاغذ عمدہ۔ جلد ریگزیں کی منقش۔ جلد ریگزیں
جلد ثالث | جلد ثالث بھی اپنے مسائل کے لحاظ
سے خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ اس جلد میں...

حسین دوحہ رحمت کے
آدم اور ضروری فتاویٰ
نیرہ ابواب میں مفصل مدلل بیان کئے گئے ہیں۔
ابواب یہ ہیں۔ باب ما یعلق بالقرآن۔ باب ما یعلق
بالحدیث۔ باب العقائد۔ باب السلوک۔ باب العبد والرب
جماعت اسلامی۔ جماعت اسلامی اور تنقید مسئلہ تقلید
اور جماعت اسلامی تقلید کی شرعی حیثیت۔ روایت
تعلیمی جماعت۔ احکام المساجد والوقت۔ ما یعلق
بالدارس۔ حوام افواہ میں یہ مقبول ہوئی۔
صفحات ۱۵۵۔ جماعت انسٹیٹ پر۔ کاغذ عمدہ۔
جلد ریگزیں کی منقش۔

جلد ثانی | جلد اول کی طرح جلد ثانی بھی کافی مقبول
ہوئی اس کے اہم ابواب یہ ہیں۔ کتاب الطہارۃ۔ باب
الاذان۔ باب الامات۔ کتاب الصلوٰۃ مسائل ثلاث
باب الجہد والعیار۔ باب الصلاۃ السافر۔ باب الجنائز
باب احکام المساجد والوقت۔ صفحات ۱۵۵۔ کتابت
انسٹیٹ پر کاغذ عمدہ۔ جلد ریگزیں کی منقش۔ جلد ریگزیں
جلد ثالث | جلد ثالث بھی اپنے مسائل کے لحاظ
سے خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ اس جلد میں...

کتاب طباعت اعلیٰ کا مقدمہ جلد گزینہ نقوش۔
 جلد ناسن | کتاب الفلق - باب اللعان -
 باب العدة - باب النفقات - باب الفسخ والتفسیق
 باب الايمان - باب الاطعمه - باب الاجارة - باب
 المنظر والبناء - باب ما یعلق بالقرآن - باب العقائد
 کلامات کفر - باب السلوک - احکام المساجد - الاثبات
 مسائل الیراث - جسے اہم ابواب پر مشتمل ہے۔
 صفحات ۱۵۵۵ کتاب طباعت اعلیٰ کا مقدمہ
 جلد گزینہ نقوش۔
 جلد تاسع و عاشر | بھی بحمدہ اللہ واحد تعالیٰ
 لکھو۔ طبع سے آرامتہ ہو کر آجے ہاتھوں میں موجود
 مواظف فقیہ الامت | ۱۰ رمضان المبارک
 ۱۴۰۶ھ میں جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کی
 مسجد میں اشکات کے دوران سینکڑوں علماء
 و مشائخ کے سامنے حضرت دانا کا بعد تراویح و عطف
 برکات تھا۔ ان تمام مواقع کو جمع کر کے تین مسطور
 میں شائع کیا گیا ہے۔
 قسط اول میں نو عطف ہیں۔ حقیقت تو
 ہزاروں صحبتیں۔ ہر تاشیہ دیگر۔ ہر مرتبہ کی نفس۔
 ہر بے کینہ نظر آنا نہ دیکھیں۔ ہر مذمت کبر
 حقیقت شکر۔ ہر ذکر نسبت و اجازت۔
 ۱۰ اکابر اعلیٰ ذاتی - صفحات ۱۵۵۵۔
 قسط ثانی میں گیارہ عطف ہیں۔
 ۱۰ بار مبارک اور قبولیت دعا۔ ہر رسد و حب مال
 اور اس کا علاج۔ ۳۰ مرتبہ دعا و مقام اور مسالی
 ۳۰ راہبانان تقویٰ مدنی۔ ۵۰ ماصلاح قلب۔
 ۶۰ حب رسول اور صفاء قلب۔ ۷۰ حقیقت بدعت
 ۸۰ مراتب علم۔ ۱۰ تفسیر سورۃ تاس۔ ۱۰۰ قصہ
 حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام۔ ۱۱۰ احکامات رسول
 صفحات ۱۵۵۵۔
 قسط ثالث میں بارہ عطف ہیں۔
 ۲۰ تفسیر سورۃ - والعصر - ۲۰ تقویٰ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام۔ ۳۰ سہرۃ اب صلوٰۃ و سلام۔ ہر بدعت
 ۵۰ تقویٰ اور اس کے حصول کا طریقہ۔ ۶۰ رہنما بر نفس
 اور ابتلا و صحت۔ ۷۰ طریقی نبات و امن۔ ۸۰ رافضی
 اور اس کی غلطی۔ ۹۰ رہنما طہارت۔ ۱۰۰ اکابر کے
 بعض سبق آموز واقعات۔ ۱۱۰ اکابر کے اصلاح
 و تربیت کے بعض نمونے۔ ۱۲۰ حقیقت نسبت
 صفحات ۱۵۵۵۔
 قسط رابع زیر ترتیب ہے اس میں بھی
 اہم مواظف ہیں جلد انشاء اللہ جلد تاخرین کی مانگی۔
 ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰

کتاب طباعت اعلیٰ کا مقدمہ صفحات ۱۵۵۵
 معمولات یومینہ مع شجرہ محمودیہ
 معمولات یومینہ کو مرتب کر کے تقریباً ہر معمول سے متعلق
 حدیث شریف ذکر کی گئی ہے۔ اجاب کے امسار پر
 شجرہ محمودیہ دستخط ۱۱ اردو و فارسی عربی کا بھی
 انشاء کیا گیا ہے۔ کتاب طباعت اعلیٰ کا مقدمہ
 کلام محمود | حضرت اقدس مفتی صاحب زید محمد
 کے مختلف اثنار و تصانیف کو یکجا کر کے شائع کیا
 جا رہا ہے۔ عقرب انشاء اللہ جلد تاخرین ہو گا۔
 کتاب طباعت اعلیٰ کا مقدمہ صفحات ۱۵۵۵۔
 آسان فراغت | اردو داں حضرات کیلئے
 سہل و عام فہم اردو زبان میں اہم رسالہ ہے
 جس میں علم فرائض کے گزیر ذرا سا مسائل و قواعد کو
 بیان کیا گیا ہے تاکہ اردو داں حضرات درافت سے
 متعلق روزمرہ پیش آنے والے مسائل کو خود حل
 کر سکیں اور جہاں اشکال ہو اسکو ملال سے رجوع
 کریں۔ کتاب طباعت اعلیٰ کا مقدمہ۔ صفحات ۱۵۵۵۔
 شور و اہتمام
 حضرت اقدس دام رحمہ کا جبرط اور ذلیل فونی اور شکر
 مولانا الحاج انصاری مفتی سید احمد مفتی اعظم مظاہر
 کا تحقیقی فونی کیا شائع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ۔
 ملفوظات فقیہ الامت | حضرت اقدس
 مفتی صاحب زید محمد کے مختلف اہم مفید مضامین
 پر مشتمل ملفوظات جو بے شمار قیمتی مسطورات کا یہ ہوا
 خزانہ ہے جن کے دیکھنے سے حضرت اقدس دام رحمہ
 کی مجلس مبارک کا لطف کسی دہریس میں حاصل ہوتا ہی
 قسط اول کتاب طباعت اعلیٰ کا مقدمہ
 صفحات ۱۵۵۵۔ قسط ثانی کتاب اور
 طباعت اعلیٰ کا مقدمہ صفحات ۱۵۵۵۔
 قسط ثالث کتاب طباعت اعلیٰ کا مقدمہ
 صفحات ۱۵۵۵۔
 اسباب مصائب اور ان کا علاج !
 اس رسالہ میں قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمانوں
 کی برائیوں کے اسباب اور ان کا علاج بیان کیا
 گیا ہے۔
 رفیع یدین اور قرأت فاتحہ خلف الامام
 ایک فیر منظر عالم کے جواب کا جائزہ نہایت
 بسط و تفصیل کے ساتھ قرآن و احادیث کی روشنی
 میں لیا گیا ہے۔ کتابت۔ طباعت نہایت امسلی
 کا مقدمہ۔ صفحات ۱۵۵۵۔
 حقیقت حج | حج کے باطنی فوائد و ثمرات
 کے موضوع پر نہایت قیمتی مضامین پر مشتمل رسالہ

☆ دوران تعطیلات جامعہ میں دورہ تفسیر قرآن کریم کا اعلیٰ انتظام و اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں ہر خاص و عام حضرات و خواتین (پردہ کے ساتھ) شریک ہوتے ہیں۔

☆ جامعہ کے اساتذہ کرام کی تعداد تیس سے متجاوز ہے۔

☆ جامعہ میں ملکی و غیر ملکی طلباء و طالبات کی تعداد حسب ذیل ہے۔

(۱) مرکز (الجامعۃ العربیہ احسن العلوم) بخش اقبال ۲ کراچی (کتب حفظ و ناظرہ کے طلباء 2000

(۲) مرکز (الجامعۃ العربیہ احسن العلوم) بخش اقبال ۲ کراچی (کتب حفظ و ناظرہ کی طالبات 300

(۳) جامعہ کی تینوں شاخوں:

(الف) جامعہ احسن المدارس سپربانکی و سٹیشن معمار۔

(ب) جامعہ احسن المقاصد ماڈری پور سیرگاروڈ۔

(ج) جامعہ احسن الدراسات F-11 نیو کراچی۔ میں طلباء کی مجموعی تعداد 500

(۴) جامع مسجد امام ابو یوسف بخش اقبال ۲ کراچی طلباء و طالبات برائے حفظ و ناظرہ 300

(۵) مسجد اقصیٰ..... بخش اقبال ۲ کراچی طلباء و طالبات برائے حفظ و ناظرہ 200

(۶) جامع مسجد امام ابو یوسف تعلیم بالغان (مختصر درس نظامی)..... 50

(۷) جامع مسجد احسن بلاک بخش اقبال کراچی دورہ تفسیر کے طلباء و طالبات 4000

7350 طلباء کی کل تعداد

جامعہ کی جامع مسجد احسن کے تینوں منازل اللہ کے فضل و کرم سے دو کروڑ روپے سے زیادہ کی لاگت سے تیار ہو چکی ہے، اس سے نمازی حضرات اور طلباء کے بہت سارے مسائل جو نماز اور درس سے متعلق تھے خوش اسلوبی سے حل ہو گئے، جامع مسجد سے متصل تین منزلہ

☆ کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر بہترین اور مستند

☆ کتاب عالم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

☆ باہر مدنی رنز اللہ علیہ کے کلمات اور وصا عالیہ

☆ اور دینی خدمات اور حسب رسالت آب کا تذکرہ عیب

☆ جذب و شوق اور دانشگری کے انداز میں ناری شمار

☆ میں کیا گیا ہے۔ دیگر کارہن واد جانے امت

☆ و سلاسل اربعہ کے بزرگوں کا بھی تفصیلی تذکرہ ہے

☆ فرق باطلہ کا رد بھی ہے اور ترجمہ و تشریح و توضیح

☆ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

☆ اسباب غضب حدیث کی روشنی میں

☆ اس کتاب میں ان اعمال و اسباب کو بیان کیا گیا ہے

☆ کہ جن کے کرنے پر اللہ جل شانہ کا غضب ہوتا ہے

☆ اس سے متعلق ۵۴ احادیث کی بہترین توضیح

☆ و تشریح کی گئی ہے۔ صفحات ۱۴۱۔

☆ اسباب لعنت کی جہل حدیث !

☆ جن کاموں کے کرنے پر حدیث پاک میں لعنت

☆ آتی ہے اس سے متعلق پابیس احادیث کو

☆ مع ترجمہ و تشریح شائع کیا گیا ہے۔

☆ حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم !

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق است برآباد

☆ ہیں ان کو اس کتاب میں تفصیل سے بیان

☆ کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر بہترین اور مستند

☆ کتاب عالم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

☆ باہر مدنی رنز اللہ علیہ کے کلمات اور وصا عالیہ

☆ اور دینی خدمات اور حسب رسالت آب کا تذکرہ عیب

☆ جذب و شوق اور دانشگری کے انداز میں ناری شمار

☆ میں کیا گیا ہے۔ دیگر کارہن واد جانے امت

☆ و سلاسل اربعہ کے بزرگوں کا بھی تفصیلی تذکرہ ہے

☆ فرق باطلہ کا رد بھی ہے اور ترجمہ و تشریح و توضیح

☆ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

☆ اسباب غضب حدیث کی روشنی میں

☆ اس کتاب میں ان اعمال و اسباب کو بیان کیا گیا ہے

☆ کہ جن کے کرنے پر اللہ جل شانہ کا غضب ہوتا ہے

☆ اس سے متعلق ۵۴ احادیث کی بہترین توضیح

☆ و تشریح کی گئی ہے۔ صفحات ۱۴۱۔

☆ اسباب لعنت کی جہل حدیث !

☆ جن کاموں کے کرنے پر حدیث پاک میں لعنت

☆ آتی ہے اس سے متعلق پابیس احادیث کو

☆ مع ترجمہ و تشریح شائع کیا گیا ہے۔

☆ حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم !

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق است برآباد

☆ ہیں ان کو اس کتاب میں تفصیل سے بیان

☆ دوران تعطیلات جامعہ میں دورہ تفسیر قرآن کریم کا اعلیٰ انتظام و اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں ہر خاص و عام حضرات و خواتین (پردہ کے ساتھ) شریک ہوتے ہیں۔

☆ جامعہ کے اساتذہ کرام کی تعداد تیس سے متجاوز ہے۔

☆ جامعہ میں ملکی و غیر ملکی طلباء و طالبات کی تعداد حسب ذیل ہے۔

(۱) مرکز (الجامعۃ العربیہ احسن العلوم) بخش اقبال ۲ کراچی (کتب حفظ و ناظرہ کے طلباء 2000

(۲) مرکز (الجامعۃ العربیہ احسن العلوم) بخش اقبال ۲ کراچی (کتب حفظ و ناظرہ کی طالبات 300

(۳) جامعہ کی تینوں شاخوں:

(الف) جامعہ احسن المدارس سپربانکی و سٹیشن معمار۔

(ب) جامعہ احسن المقاصد ماڈری پور سیرگاروڈ۔

(ج) جامعہ احسن الدراسات F-11 نیو کراچی۔ میں طلباء کی مجموعی تعداد 500

(۴) جامع مسجد امام ابو یوسف بخش اقبال ۲ کراچی طلباء و طالبات برائے حفظ و ناظرہ 300

(۵) مسجد اقصیٰ..... بخش اقبال ۲ کراچی طلباء و طالبات برائے حفظ و ناظرہ 200

(۶) جامع مسجد امام ابو یوسف تعلیم بالغان (مختصر درس نظامی)..... 50

(۷) جامع مسجد احسن بلاک بخش اقبال کراچی دورہ تفسیر کے طلباء و طالبات 4000

7350 طلباء کی کل تعداد

جامعہ کی جامع مسجد احسن کے تینوں منازل اللہ کے فضل و کرم سے دو کروڑ روپے سے زیادہ کی لاگت سے تیار ہو چکی ہے، اس سے نمازی حضرات اور طلباء کے بہت سارے مسائل جو نماز اور درس سے متعلق تھے خوش اسلوبی سے حل ہو گئے، جامع مسجد سے متصل تین منزلہ

وضو خانہ اور دارالحدیث کی دوسری منزل پر دارالمختصین یعنی Phd کرنے والوں کیلئے کلاس روز تیار کے آخری مراحل میں ہیں۔ جس میں ایک سو مفتی حضرات بیک وقت افتاء کی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔

جامعہ کے مغربی سمت جامعہ کا ”دارالاقامہ“ (۵۱۶ جوان شاء اللہ العزیز 90 نوے کمروں پر مشتمل ہوگا) ہنوز مکمل ہے۔ جس کے نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کے قیام میں بڑی دقت پیش آرہی ہے۔ حق تعالیٰ کے فضل اور خصوصی امداد کا انتظار ہے، جیسے ہی یہ اسباب مہیا ہوں گے طلباء کو تحصیل علم میں بہت سہولت ہو جائے گی۔

جامعہ کی شاخ احسن القاصد اور جامع مسجد المقصود کی پوری کی پوری تعمیر باقی ہے طلباء کی تعلیم اور رہائش کے لئے چند عارضی کمرے اور نماز پڑھنے کے لئے ایک مصلیٰ (عارضی مسجد) تیار کرائی گئی ہے۔ جبکہ باقاعدہ جامع مسجد اور جامعہ کی تعمیر کی سخت ضرورت ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کے فضل اور خاصانِ خدا کے تعاون سامنے آتے ہی یہ سب منصوبے بغیر تاخیر شروع کر دیئے جائیں گے۔ لہذا اہلِ خیر سے دینی رشتے کے توسط سے استدعا ہے کہ وہ اپنا بھرپور تعاون، زکوٰۃ، فطرہ، اللہ کے نام کے نذر اور قربانی کی کھالیں اور دیگر خیرات و صدقات سے اس کارِ خیر میں ہماری مدد فرمائیں اور دونوں جہانوں کی سعادت، سرخروئی اور اجر و ثواب کے مستحق بنیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

والسلام

الداعی:

(مولانا مفتی) محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ منجانب:- انتظامیہ ٹرسٹ

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
بلاک ۲، گلشن اقبال کراچی

رئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
بلاک ۲، گلشن اقبال کراچی

فون نمبرز: 4968356 - 4818210

کی رسی (قرآن مجید) کو مشیر علی سے تمام اور آپس میں تفرقہ میں نہ پڑو

اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے
اس نے تمہارے دل آپس میں جوڑ دیے
اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے
تم آگ سے بھرے ہوئے
ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے
اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا
اس طرح اللہ اپنی نشانیاں
تمہارے سامنے بیان کرتا ہے
شاید کہ ان نشانیوں سے تمہیں اپنی
ہدایت کا سیدھا راستہ
نظر آ جائے۔

(سورۃ آل عمران-104)